www.KitaboSunnat.com

رئیس المناظرین شیخ الاسلام

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ

المتوفی ۱۹۴۸ء

تحریر

فضل الرحمن بن میاں محمد

ایم اے عربی، ایم اے الٰہیات شریعت کورس جامعہ الازہر مصر
خطیب مبارک مسجد اسلامیہ کالج ریلوے روڈ ○ لاہور

دار الدعوۃ السلفیہ
شیش محل روڈ لاہور
پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رئیس المناظرین شیخ الاسلام

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ

المتوفی ۱۹۴۸ء

تحریر

فضل الرحمن بن میاں محمد

ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات شریعت کورس جامعہ الازہر مصر

خطیب مبارک مسجد اسلامیہ کالج ریلوے روڈ ○ لاہور

دار الدعوۃ السلفیۃ

شیش محل روڈ — لاہور

الباکستان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

طابع ———— حافظ محمد بشیر

تاریخ طبع ———— مارچ ۱۹۸۷ء

مطبع ———— المطبعۃ العربیہ لاہور

کتابت ———— محمد صدیق خوش نویس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فہرست

نمبرشمار		عنوان	صفحہ
۱		تمہیدی کلمات	۱۴
۲		پیش لفظ	۱۹
۳	باب ــــ ۱	مولانا کی پیدائش سے پہلے اور بعد میں ہندوستان کے سیاسی اور مذہبی حالات کا جائزہ	۲۱
۴		عیسائی مشنری	۲۲
۵		انگریزوں کے دو ہتھیار	۲۳
۶		آریہ سماج	۲۴
۷		مرزائی	۲۵
۸	باب ــــ ۲	حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ کے حالاتِ زندگی	۲۸
۹		علامہ محمد اقبالؒ	۲۹
۱۰		یتیمی اور رفوگری	۳۰
۱۱		والدہ کا انتقال اور ایک عالم تعلیم کی رغبت دلانا	۳۰
۱۲		آغازِ تعلیم	۳۱
۱۳		مباحثے	۳۱
۱۴		پادری سے بحث	۳۲
۱۵		آریہ پرچارک سے گفتگو	۳۳
۱۶		سناتن دھرمی کو بچانا اور دعوتِ اسلام دینا	۳۴
۱۷		باقاعدہ تعلیم	۳۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۸	حافظ عبدالمنانؒ وزیر آبادی	۳۵
۱۹	مولانا میاں نذیر حسینؒ محدث دہلوی	۳۶
۲۰	مسرت آمیز واقعہ	۳۶
۲۱	مولانا احمد حسینؒ کانپوری	۳۷
۲۲	ندوۃ العلماء	۴۱
۲۳	اساتذہ کرام	۴۲
۲۴	چند مشہور اساتذہ کے حالات	
۲۵	حضرت مولانا حافظ احمد اللہ امرتسریؒ	۴۲
۲۶	حضرت مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادیؒ	۴۳
۲۷	شمس العلماء میاں نذیر حسین محدث دہلویؒ	۴۳
۲۸	شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ	۴۴
۲۹	درس و تدریس	۴۴
۳۰	مولوی فاضل کی ڈگری	۴۵
۳۱	اخلاق و عادات	۴۵
۳۲	سکھ کے ساتھ سلوک	۴۵
۳۳	بوڑھے اور بچے کے ساتھ سلوک	۴۶
۳۴	بدلہ نہ لینا	۴۷
۳۵	مجلس کے آداب	۴۷
۳۶	مخالفوں سے خندہ پیشانی سے ملنا	۴۸
۳۷	آداب مجلس و معاشرت سکھانے کا پیارا انداز	۴۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۸	انفاق فی سبیل اللہ	۴۹
۳۹	دلجوئی و دلنوازی	۵۰
۴۰	غیر مسلموں سے تعلقات	۵۰
۴۱	ظرافت	۵۱
۴۲	مسلمانوں کی مشکلات و خدمات	۵۲
۴۳	مدرسہ دیوبند	۵۲
۴۴	ندوۃ العلماء	۵۳
۴۵	جامعہ ملیہ اسلامیہ	۵۳
۴۶	علیگڑھ	۵۳
۴۷	چند نامور ہستیاں ۔ مولانا ابوالکلامؒ آزاد	۵۴
۴۸	مولانا ظفر علی خانؒ ۔ خواجہ الطاف حسین حالیؒ	۵۴
۴۹	نواب صدیق حسن خان بھوپالیؒ ۔ مولانا وحید الزمانؒ	۵۵
۵۰	قاضی سلیمان منصورپوریؒ۔ مولانا ابوالوفاء ثناءاللہ امرتسریؒ	۵۵
۵۱	تحریک شدھی	۵۶
۵۲	مولانا کی تصانیف	۵۷
۵۳	آریہ مشن کا محاسبہ	۵۹
۵۴	حق پرکاش	۶۱
۵۵	مقدس رسول	۶۴
۵۶	علماء دیوبند کا خراج تحسین	۶۵
۵۷	اخبارات کے تاثرات	۶۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۵۹	رنگیلا رسول کے چند اقتباسات	۶۸
۶۰	تحریکِ اسلام	۶۹
۶۱	باب — ۳ اہلحدیث اور مقلدین	۷۴
۶۲	اعتراضات	۸۴
۶۳	حنفی بھائیوں کے دو گروہ	۸۶
۶۴	اہل حدیث کا مذہب	۸۶
۶۵	رسالت	۸۷
۶۶	توہینِ سلف	۸۷
۶۷	علم غیب	۸۸
۶۸	استمدادِ بالغیر	۸۹
۶۹	خلافتِ راشدہ	۹۰
۷۰	وراثتِ انبیاء علیہم السلام	۹۱
۷۱	اتباعِ سنّت اور اجتنابِ بدعت	۹۴
۷۲	عرس و مولود وغیرہ	۹۵
۷۳	نذرِ غیر اللہ	۹۷
۷۴	وظائف غیر اللہ	۹۸
۷۵	تقلیدِ شخصی	۹۸
۷۶	قراءت خلف الامام	۱۰۲
۷۷	رفع الیدین	۱۰۴
۷۸	آمین بالجہر و مسئلہ تراویح	۱۰۵-۱۰۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۷۹	باب ــــ ۴ حجیتِ حدیث	۱۰۸
۸۰	باب ــــ ۵ تفاسیر	۱۱۶
۸۱	تاویل	۱۱۶
۸۳	پاک وہند میں فنِ تفسیر	۱۲۰
۸۴	مفسّرین کے سات گروہ	۱۲۱
۸۵	تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن	۱۲۴
۸۶	خصوصیاتِ تفسیر	۱۲۹
۸۷	اہمیّت لغت عربی	۱۳۰
۸۸	مولانا کی مشکلات اور ان پر اعتراضات	۱۳۳
۸۹	تفسیر ثنائی (اردو)	۱۳۷
۹۰	خصائص تفسیر ہذا	۱۳۹
۹۱	بیان القرآن علی علم البیان	۱۴۱
۹۲	تفسیر بالرائے	۱۴۱
۹۳	باب ــــ ۶ مرزائی فتنہ کا محاسبہ	۱۴۲
۹۴	مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی	۱۴۲
۹۵	حکم بن حاکم	۱۴۳
۹۶	محمّد بن عبداللہ	۱۴۳
۹۷	سیّد علی محمّد باب	۱۴۴
۹۸	بہائی تحریک	۱۴۵
۹۹	مرزا غلام احمد	۱۴۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۰۰	مرزا نبوت کے راستے پر	۱۴۶
۱۰۱	نکاح مرزا	۱۴۸
۱۰۲	دعویٰ نبوت	۱۴۹
۱۰۳	مباہلے	۱۴۵
۱۰۴	دعویٰ الوہیت	۱۴۹
۱۰۵	مرزا کا فتویٰ	۱۵۰
۱۰۶	مرزا کا خاندان	۱۵۰
۱۰۷	مفسدہ ۱۸۵۷ء میں خدمات	۱۵۱
۱۰۸	مولانا ثناء اللہؒ سے ٹکراؤ	۱۵۲
۱۰۹	تاریخی اشتہار (آخری فیصلہ)	۱۵۲
۱۱۰	تین نکات	۱۵۵
۱۱۱	مرزا کی دعا کی قبولیت	۱۵۶
۱۱۲	مرزا کے بعد مرزائی فتنہ	۱۵۶
۱۱۳	لاہوری پارٹی	۱۵۶
۱۱۴	مرزا کا تعاقب	۱۵۷
۱۱۵	قادیانی مشن کی تردید لکھی گئی کتابیں	۱۵۷
۱۱۶	نتیجہ	۱۵۸
۱۱۷	باب ۷ ردِّ عیسائیت	۱۵۹
۱۱۸	ایک اشکال	۱۶۱
۱۱۹	ردِّ شبہ	۱۶۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۲۰	عیسائیت اور انجلیں	۱۶۶
۱۲۱	اناجیل کی حقیقت	۱۶۸
۱۲۲	انجیل متی	۱۶۸
۱۲۳	انجیل مرقس	۱۶۹
۱۲۴	لوقا کی انجیل	۱۶۹
۱۲۵	یوحنا کی انجیل	۱۶۹
۱۲۶	اناجیل اور قرآن	۱۷۰
۱۲۷	عیسائی تعلیم	۱۷۰
۱۲۸	ہندوستان میں عیسائیت کا زور	۱۷۱
۱۲۹	مولانا ثناء اللہ کا تردیدِ عیسائیت میں حصّہ	۱۷۲
۱۳۰	تصانیف	۱۷۳
۱۳۱	جواباتِ نصاریٰ	۱۷۳
۱۳۲	معارفُ القرآن (ایک پادری کو جواب)	۱۷۳
۱۳۳	اثباتِ توحید	۱۷۹
۱۳۴	تم عیسائی کیوں ہوئے	۱۸۰
۱۳۵	توحید۔ تثلیث اور راہِ نجات	۱۸۳
۱۳۶	تقابلِ ثلاثہ	۱۸۳
۱۳۷	اسلام اور مسیحیت	۱۸۴
۱۳۸	نمازِ اربعہ	۱۸۵
۱۳۹	باب ــــ ۸ اخبارات۔ خبر و اخبارات کی تعریف	۱۸۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۴۰	ہندوستان میں اخبارات	۱۹۶
۱۴۱	اہل حدیث	۱۹۷
۱۴۲	اغراض و مقاصد	۱۹۸
۱۴۳	مدت اشاعت	۱۹۹
۱۴۴	عنوانات	۱۹۹
۱۴۵	اداریہ	۱۹۹
۱۴۶	آریہ مشن	۲۰۰
۱۴۷	قادیانی	۲۰۱
۱۴۸	عیسائی مشن	۲۰۱
۱۴۹	انتخاب الاخبار	۲۰۲
۱۵۰	مذاکرہ علمیہ	۲۰۲
۱۵۱	فتاوٰی	۲۰۲
۱۵۲	علماء کے مضامین	۲۰۲
۱۵۳	اخبار مخزن ثنائی	۲۰۳
۱۵۴	گلدستہ ثنائی	۲۰۳
۱۵۵	مرقع قادیانی	۲۰۴
۱۵۶	مسلمان	۲۰۴
۱۵۷	نتیجہ	۲۰۵
۱۵۸	باب ــــ ۹ فتاوٰی	۲۰۷
۱۵۹	ایک مشکل	۲۰۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۶۰	فتاویٰ ثنائیہ	۲۱۱
۱۶۱	مولانا کا فتویٰ	۲۱۳
۱۶۲	فتاویٰ کا جمع کرنا	۲۱۶
۱۶۳	باب — ۱۰ سیاسی، دینی اور علمی خدمات	۲۱۸
۱۶۴	جماعت تنظیم	۲۲۳
۱۶۵	شہری اور صوبائی تنظیمیں	۲۲۴
۱۶۶	جمعیت علماء ہند	۲۲۵
۱۶۷	ندوۃ العلماء	۲۲۹
۱۶۸	دینی خدمت	۲۳۰
۱۶۹	مقصد مذہب پر تحقیقاتی مضمون	۲۳۱
۱۷۰	باب — ۱۱ حج اور مؤتمر اسلامی میں شرکت	۲۴۷
۱۷۱	روانگی	۲۴۷
۱۷۲	ایک لطیفہ	۲۴۸
۱۷۳	تبلیغ	۲۴۹
۱۷۴	مؤتمر اسلامی	۲۴۹
۱۷۵	قبروں کے قبّوں کا گرایا جانا	۲۵۱
۱۷۶	شاہ کا خط	۲۵۱
۱۷۷	مولانا کی واپسی	۲۵۳
۱۷۸	چند ہمعصر اہلحدیث بزرگ حضرات	۲۵۳
۱۷۹	امام عبدالجبار غزنوی - مولانا شمس الحق ڈیانوی	۲۵۳-۲۵۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۸۰	مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی	۲۵۴
۱۸۱	مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی	۲۵۵
۱۸۲	مولانا عبدالقادر قصوری	۲۵۵
۱۸۳	مولانا ابوالقاسم بنارسی	۲۵۶
۱۸۴	مولانا حافظ عبداللہ روپڑی	۲۵۶
۱۸۵	مولانا قاضی محمد سلیمان منصورپوری	۲۵۷
۱۸۶	**باب ۔۔۔ ۱۲ مناظرے ومباحثے**	۲۵۹
۱۸۷	قرآن کے دو مناظرے	۲۶۱
۱۸۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مناظرہ ومباہلہ	۲۶۳
۱۸۹	صحابہؓ اور ان کے بعد فنِ مناظرہ	۲۶۴
۱۹۰	ہندوستان میں مناظرے	۲۶۴
۱۹۱	مولانا ثناء اللہ	۲۶۵
۱۹۲	اعزازِ خصوصی	۲۶۵
۱۹۳	مولانا کے مناظرے	۲۶۶
۱۹۴	آریہ سے مناظرے	۲۶۶
۱۹۵	مناظرہ نگینہ	۲۶۷
۱۹۶	مناظرہ خورجہ	۲۶۸
۱۹۷	قادیانیوں سے مناظرہ	۲۶۸
۱۹۸	مناظرہ رام پور	۲۶۹
۱۹۹	فاتح قادیان	۲۷۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۰۰	عیسائیوں سے مناظرے	۲۷۰
۲۰۱	مناظرہ لاہور	۲۷۱
۲۰۲	مناظرہ گوجرانوالہ	۲۷۱
۲۰۳	مناظرہ الٰہ آباد	۲۷۱
۲۰۴	اسلامی گروہوں سے مناظرے	۲۷۲
۲۰۵	مولانا کے مناظروں کی خصوصیات	۲۷۳
۲۰۶	بے مثال جرأت	۲۷۴
۲۰۷	حاضر جوابی اور برجستگی	۲۷۵
۲۰۸	باب ــــ ۱۳ ہجرت اور رحلت	۲۷۹
۲۰۹	فرزندِ عزیز کی شہادت	۲۸۰
۲۱۰	ترکِ وطن	۲۸۱
۲۱۱	کتب خانہ	۲۸۱
۲۱۲	استغناء	۲۸۱
۲۱۳	علالت و وفات	۲۸۳
۲۱۴	مولانا کی وفات کی خبر	۲۸۳
۲۱۵	علامہ سید سلیمانؒ ندوی کا خراجِ تحسین	۲۸۴
۲۱۶	مراجع ومصادر	۲۸۶

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تمہیدی کلمات

یہ کتنی بڑی خوش نصیبی اور سعادت ہے کہ راقم الحروف کو بچپن ہی سے شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری کی زیارت کا شرف حاصل رہا ہے۔ مولانا موصوف جب کبھی لاہور تشریف لاتے تو ہمارے غریب خانے پر قیام فرماتے اور یہ اعزاز و شرفِ قیام صرف مولانا کی ذات تک ہی محدود نہ تھا۔ ملک بھر کے اہلحدیث علماء اکابر جب کبھی لاہور آتے تو اپنے قیام کا شرف ہمیں بخشتے۔ مرحوم والد صاحب الحاج منشی فضل الدین علمائے کرام کی خدمت اور مہمان نوازی کو اپنے سارے خاندان کے لیے باعث عزت و سعادت سمجھتے تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ مولانا محمد حسین بٹالویؒ، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ اور دیگر مقتدر علمائے کرام نیز حاجی علی جان دہلویؒ کے خاندان کے حاجی عبدالغفار دہلویؒ اور حاجی عبدالستار دہلویؒ جیسے موقر اور وجیہ اکابر جماعت بے تکلف اکثر و بیشتر آتے جاتے رہتے تھے اور غریب خانے کو اپنا گھر سمجھتے تھے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ والد صاحب مرحوم احباب و بزرگانِ دین کی خدمت میں بخوشی خاصا وقت صرف کرتے۔ اور دوسری اہم وجہ یہ تھی کہ انجمن اہل حدیث لاہور اور پنجاب دونوں کے دفاتر بھی ہمارے غریب خانے میں قائم کیے گئے تھے۔ علاوہ ازیں چند کرم فرما احباب از راہِ محبت بعض سرکردہ اور نامور بزرگوں کو تعارفی خط دے کر لاہور بھیج دیتے۔ انہیں بزرگوں میں روس کے نامور عالمِ دین اور محقق موسیٰ جار اللہ بھی تھے جنہیں بنارس کے مشہور و معروف محقق و ادیب مولانا عبدالمجید حریری نے راقم الحروف کے نام تعارفی خط دے کر لاہور بھیجا تھا حضرت مولانا ثناء اللہؒ مرحوم کا عمر بھر یہ وطیرہ رہا کہ جب کبھی لاہور تشریف لاتے تو غریب خانے کو اپنے قدم میمنت لزوم سے ضرور نوازتے تھے۔ میرے لیے یہ بات بھی باعثِ سعادت و افتخار ہے کہ لاہور میں ان کا آخری قیام بھی غریب خانے پر ہُوا۔ قیام پاکستان کے بعد مولانا مُستقل رہائش کے لیے سرگودھا جانے کی غرض سے گوجرانوالہ سے ایک روز پہلے لاہور پہنچ گئے تھے اور ایک دن اور ایک رات غریب خانے پر قیام

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فرمایا اور حسبِ معمول مولانا مرحوم جماعتی امور پر گفتگو فرماتے رہے۔

لاہور میں نشتر (برانڈرتھ) روڈ پر کراؤن ہوٹل کی جگہ کراؤن بس سروس کا اڈہ تھا۔ اور یہاں سے بس سرگودھا جایا کرتی تھی۔ حضرت مولانا صبح سویرے بس میں سوار ہو کر سرگودھا روانہ ہوئے۔

حضرت مولانا ثناء اللہ اسلامی اور عربی علوم میں ایک بحرِ ناپیدا کنار تھے۔ تفسیر، حدیث اور فقہ پر بڑا عبور تھا۔ فروعی اور فقہی مسائل میں بھی یدِطولیٰ رکھتے تھے۔

وسعتِ نظر کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے قوّتِ حافظہ ایسی اچھی عطا کی تھی کہ ہر نوع کے احکام و مسائل اور ہر قسم کے مباحث و مضامین خوب مستحضر تھے۔ عربی۔ فارسی اور اُردو کے ہزارہا اشعار یاد تھے۔ اور اپنے خطبات و مواعظ اور تقریر و تحریر میں برمحل اور برجستہ اشعار سے کلام میں جادو کی تاثیر پیدا کرتے تھے۔

فلسفیانہ مزاج اور متکلمانہ ذہن کے باوجود تقریر و تحریر میں بڑی سادگی اور سلاست تھی گفتگو بڑی مدلّل مگر مختصر ہوتی۔

موصوف بڑی باوجاہت اور باوقار شخصیّت کے مالک تھے۔ اللہ تعالےٰ نے علم و فضل کی وسعت کے ساتھ رعب و جلال اور حسن و جمال سے بھی نوازا تھا۔ خوش قامت، خوش شکل، خوش اطوار اور خوش اخلاق بھی بدرجہ غایت تھے، سرخ و سپید رنگ، دیدہ زیب چہرہ مہرہ اور اس پر خوب سجی ہوئی داڑھی۔ خوش بیان اور شگفتہ مزاج عالمِ دین اور اپنے عہد کے کامیاب ترین مناظر اور متکلم تھے۔ اَن تھک لکھنے پڑھنے والے مولوی، مصنّف، صحافی، بڑے ملنسار، ہنس مکھ، ہمدرد اور وسیع القلب انسان تھے۔

انگریزوں نے برِعظیم پاک و ہند میں مسلمانوں کی سلطنت چھین لینے کے بعد یہ سازش کی کہ اس عالمگیر ملّت کے ماننے والوں کو اسلام و ایمان کی دولت سے بھی محروم کر دیا جائے۔ اس ناپاک مقصد کے حصول کے لیے انگریز حکمرانوں نے کئی حربے استعمال کئے۔ ایک حربہ یہ تھا کہ ملک بھر میں عیسائی مشنریوں کو پہنچایا گیا اور عیسائیت کے پرچار کے لیے پادری ملک کے گوشے گوشے میں پھیل گئے۔ مگر انگریز نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے سلسلے میں بڑا غلط اندازہ کیا تھا۔ وہ یہ نہ سمجھ پایا کہ سلطنت کا زوال الگ چیز ہے اور ایمان اور دین کا زوال الگ چیز سلطنت اور حکومت تو آنی جانی چیز ہے مگر دولتِ ایمان و اسلام بڑی پائدار، پختہ اور لازوال شے ہے۔ بہرحال انگریز نے اپنی حکومت کے بل بوتے پر جگہ جگہ گرجے قائم کئے۔ سکول اور ہسپتال بنا کر غریبوں اور بیماروں کے ایمان کو لوٹنا چاہا۔ اسی پر بس نہیں کیا، مختلف طریقوں سے مسلمانوں کے اندر رخنے ڈالنے کی بے حد کوشش کی گئی کہیں فتنہ انکارِ حدیث کے رنگ میں مسلمانوں کو بہکانے لگے اور کہیں نبوت کے جھوٹے دعویدار اور مسیح موعود ہونے کے مدعی کھڑے کر دیے۔ حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہؒ نے ہر محاذ پر مخالفینِ اسلام کا خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا اور سچ تو یہ ہے کہ دینِ اسلام کی مدافعت اور حفاظت کا حق ادا کر دیا۔

انگریزوں کی دیدہ دلیری دیکھ کر ہندو نے بھی انگڑائی لی اور ہندو دھرم کا پرچار شروع کر دیا۔ شدھی کی تحریک چلائی۔ سنگھٹن کا نعرہ بلند کیا اور مسلمانوں سے نبرد آزما ہونے لگے۔ ایک طرف عیسائیت کے گھناؤنے ارادے تھے اور دوسری طرف ہندو کے ناپاک عزائم کہ مسلمانوں کو دینِ اسلام سے منحرف اور بدظن کر کے اپنے مذہب اور دھرم میں شامل کر لیا جائے۔ مولانا موصوف نے تحریر کا جواب تحریر سے دیا۔ تقریر کا مقابلہ تقریر سے کیا اور میدانِ مناظرہ میں سب کو للکارا۔ اور دلائل و براہین سے سب کے منہ بند کر دیے۔

حضرت مولانا موصوف نے تبلیغِ دین اور مدافعتِ اسلام کے لیے حقیقی معنوں میں زندگی وقف کر رکھی تھی۔ بڑے چاق و چوبند اور مستعد و برق رفتار تھے۔ برِعظیم کے گوشے گوشے میں پہنچے۔ جہاں کہیں اسلام کے خلاف آواز بلند ہوئی، فوراً وہاں پہنچ کر اسلام کا پیغام سنایا۔ کلکتہ سے مدراس تک اور پشاور سے حیدر آباد دکن تک آپ کی تگ و تاز رہتی۔

اتنے مستعد انسان تھے کہ جب تک کسی معترض کے اعتراضات کا شافی اور مدلل جواب لکھ کر شائع نہ کر لیتے چین سے نہ بیٹھتے تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حاضر جوابی اور مستعدی کے ساتھ بے باک، بے خوف اور نڈر اتنے کہ بڑے سے بڑے آدمی کے سامنے بھی بات کہنے سے نہ گھبراتے تھے۔ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ ایک مرتبہ مولانا امرتسریؒ کی بہادری، جرأت اور بے باکی کا ذکر کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ مولانا ابوالوفاء کی ایمانی قوت اور استدلال کی جرأت دربارِ رامپور میں دیکھنے کے قابل تھی۔ نواب صاحب رامپور اور ان کے معتمد علیہ شیعہ علماء کے سوالات کے جوابات جس بے باکی اور جرأت سے مولانا ثناء اللہ نے دیے وہ انہیں کا حصّہ تھا۔ مولانا میرسیالکوٹی کہتے تھے کہ میں خود ڈر گیا تھا کہ ایسے نازک مسائل کا جواب اس شیعہ ماحول اور شیعہ نواب کے دربار میں کیوں کر بن پڑے گا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے مولانا ثناء اللہؒ کی زبان پر اس طرح حق جاری کر دیا کہ سب مخالف خاموش ہو گئے ہیں اُس دن مولانا کے علم و فضل، حق گوئی، بے باکی اور قوّتِ ایمانی کا قائل ہو گیا۔

مولانا کے تمام معاصر اُن کے علم و فضل کے قائل اور قدر دان تھے۔ ندوۃ العلماء کی علمی محفلیں ہوں، یا جمعیۃ العلماء ہند کے اجلاس، ہر جگہ مولانا کی بڑی عزّت و تکریم اور قدر و منزلت تھی۔ سیّد سلیمان ندویؒ نے حضرت مولاناؒ کی رحلت پر جن تأثرات کا اظہار کیا تھا اُن کے چند اقتباسات ہدیۂ ناظرین ہیں۔

"موجودہ سیاسی تحریکات سے پہلے جب شہروں میں اسلامی انجمنیں قائم تھیں۔ اور قادیانیوں، آریوں، عیسائیوں میں مناظرے ہوا کرتے تھے تو مرحوم مسلمانوں کی طرف سے عموماً نمایندے ہوتے تھے۔ اور اس سلسلے میں وہ ہمالیہ سے لے کر خلیج بنگال تک رواں اور دواں رہتے تھے۔"

"اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے خلاف جس نے بھی زبان کھولی اور قلم اٹھایا، اس کے حملے کو روکنے کے لیے ان کا قلم شمشیرِ بے نیام ہوتا تھا اور اسی مجاہدانہ خدمت میں اُنہوں نے عمر بسر کر دی۔ فجزاہ اللہ عن الاسلام خیر الجزاء۔"

"مرحوم اسلام کے بڑے مجاہد سپاہی تھے۔ زبان و قلم سے اسلام پر جس نے بھی حملہ کیا اس کے مدافعت میں جو سپاہی سب سے آگے بڑھتا وہ وہی ہوتے۔ اللہ تعالیٰ اس غازیٔ اسلام کو شہادت کے درجات و مراتب عطا فرمائے۔"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"مولانا ہندوستان کے مشاہیر علماء میں تھے۔ فنِ مناظرہ کے امام تھے۔ خوش بیان مقرر تھے۔ متعدد تصانیف کے مصنف تھے"۔

مولانا فضل الرحمٰن ہمارے شکریے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ان صفاتِ حمیدہ اور خصائل عالیہ کے حامل انسان کے اخلاق و کردار اور علمی و دینی اور تبلیغی کارناموں سے لوگوں کو روشناس کرانے کے لیے یہ کتاب مرتب فرمائی ہے۔ مؤلف کتاب نے جس محنت و محبت اور لگن و دلسوزی سے معلومات فراہم کی ہیں، کوئی قاری اس کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

مولانا ثناء اللہ ایک ایسے مثالی عالمِ دین تھے کہ جن کی ذات میں بے شمار خوبیاں اور محاسن جمع ہو گئے تھے۔ ایسے علماء کے حالات و سوانح نئی پود کے لیے سرمایۂ حیات ہیں اور چراغِ راہ بھی۔

حضرت مولانا نصف صدی سے زائد عرصے تک اس برِعظیم کی دینی، مذہبی اور سیاسی تحریکوں کے مزاج اور عوامل و محرکات سے آگاہ رہے۔ اس طویل عہد کی ثقافتی، ملّی اور وطنی سرگرمیوں پر ان کی گہری نظر تھی۔ ایسے باکمال انسان کے حالات کا مطالعہ کرنے سے قاری کو اس عہد کے حالات اور مسائل سمجھنے میں بڑی آسانی ہوتی ہے اور سمجھدار اور ذہین قاری بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ ہمارے مصلحین اور علمائے کرام کو دینِ اسلام کی تبلیغ اور حفاظت و مدافعت میں کن کن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا تھا اور وہ بزرگ کس خوش اسلوبی سے حصولِ مقصد میں کامیاب ہوئے۔

تمام اسلام دوست حضرات کو بالعموم اور نوجوان نسل کو بالخصوص ایسے تاریخ ساز انسانوں کے حالات اور کارناموں کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

پروفیسر عبد القیوم

اُردو دائرہ معارف۔ پنجاب یونیورسٹی

لاہور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

مناظرِ اسلام، فاتح قادیان، قاطع بدعت وخرافات، حضرت مولانا ابُوالوفاء ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت وشخصیّت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی زندگی درحقیقت ان کے زمانے میں طاغوتی قوتوں کے خلاف اسلامی جدوجہد اور حقیقی اسلام کی سربلندی کے لیے چلائی گئی تحریک کا تاریخی نقشہ پیش کرتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے ایسا دَور پایا کہ جس میں ہندوستان کے مسلمان سیاسی اعتبار سے مظلوم ومحکوم ہو چکے تھے۔ اور مذہبی طور پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی کرنے کی بجائے اپنی نفسی خواہشات کا اتباع کرتے اور ہندو رسم ورواج کو اپنا چکے تھے۔

ایک طرف خود مسلمانوں نے اسلام کو مسخ کرکے رکھ دیا تھا۔ دوسری طرف اسلام سے دیرینہ دشمنی رکھنے والے اور انگریزوں کے خود کاشتہ پودے اسلام کو ختم کرنے پر تُلے ہوئے تھے۔ اتفاق واتحاد اور یک جہتی کی بجائے مسلمان فساد وانتشار اور نااتفاقی کا شکار تھے۔ اگر کہیں کوئی تحریک ایسی اٹھتی جس کا مقصود ومطلوب انگریزی حکومت سے آزادی اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنا ہوتا تو وہ تحریک خود اپنے ہی لوگوں کے ہاتھوں ختم ہو جاتی۔ لہٰذا ایسے حالات میں ایک مصلح کی ضرورت تھی جو غیر مسلموں کے حملوں کا منہ توڑ جواب دینے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں اتحاد واتفاق پیدا کرنے کا سبب بنتا۔

قدرت نے اس کام کے لئے حضرت مولانا ابُوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ کو چُنا۔ چنانچہ ہم دیکھیں گے کہ مولانا مرحُوم کس طرح ایک معمولی گھرانے میں پیدا ہوتے ہیں۔ کس کس مپرسی کی حالت میں ان کا بچپن گزرتا ہے۔ رفوگری کرکے پیٹ پالتے ہیں۔ آخر قدرت ان کو اس کام میں مصروف کرتی ہے۔ جس کے لئے ان کو پیدا کیا گیا تھا۔ اس وقت کے مشہور اہل حدیث واحناف کے مدارس سے فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔ پنجاب یُونیورسٹی سے مولوی فاضل کی ڈگری حاصل کرتے ہیں۔ ابتداء میں معلّمی ومدرسی کرنے کے بعد اپنے اصل مشن کی طرف لوٹتے ہیں۔

مشن بہت مشکل تھا۔ کام بڑا کٹھن تھا۔ لیکن اللہ ربُّ العزت نے ان کو پیدا ہی اس کے لئے کیا تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا ان کو بہترین اخلاق، عمدہ عادات، ذہانت و فطانت، حاضر جوابی، صبر و حلم اور خوش مزاجی اور دوسرے پسندیدہ خصائل سے نوازا گیا تھا۔ دشمن کتنا ہی بڑا حملہ کیوں نہ کرتا لیکن وہ دامنِ صبر و تحمل کو ہاتھ سے نہ چھوڑتے۔ بلکہ برمحل کلام اور گفت گو سے اس کو زیر کر لیتے۔ یہی وجہ تھی کہ دشمن بھی ان کو خوش خلقی اور نرم گفتار کا معترف تھا۔

حضرت مولانا مرحوم نے اسلام دشمن قوتوں سے تقریری اور تحریری مناظرے کئے۔ ان کی طرف سے اسلام اور محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لکھی گئی کتابوں کے جواب دیئے۔ تبلیغی کوششوں کو جاری رکھا۔ سیاسی اور مذہبی طور پر مسلمانوں کو متحد کرنے کی کوشش کی۔ انتہائی مصروفیت کے باوجود جمعہ کے خطبات میں باقاعدگی کو برقرار رکھا۔ ہفت روزہ "اہلحدیث" کو وقت کا مقبول ترین اخبار بنایا۔ بہت سی کتابوں کے مؤلف اور مصنف ہونے کا شرف حاصل کیا۔ یہ وہ باتیں ہیں جو اس شخص میں جمع ہو سکتی ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت و بقاء کے لئے پیدا کیا ہو۔ مصر کی مشہور و معروف ہستی علامہ رشید رضا مصری نے پرچہ المنار میں ان کے بارے میں کیا ہی خوب کہا ہے۔

مولانا ثناء اللہ برصغیر ہند میں اسلام اور مسلمانوں کے سب سے بڑے وکیل ہیں۔ ان کی خدمات ان کے زہد و تقوےٰ کو دیکھ کر ایک آدمی کہہ سکتا ہے کہ وہ عام آدمی نہیں بلکہ "رجل الٰہی" ہیں[1]

یہ مقالہ پنجاب یونیورسٹی کے ایم۔ اے عربی کے سالانہ امتحان ۱۹۸۵ء کے لئے لکھا گیا تھا جس میں اللہ کے فضل و کرم سے مقالہ نگار کو اوّل پوزیشن حاصل ہوئی تھی۔ اس کی اشاعت کا اہتمام اس لئے کیا گیا تاکہ حضرت مولانا پر مزید تحقیق کرنے والوں کے لئے راہنمائی حاصل ہو سکے۔

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

---

[1] مجلہ: المنار۔ المجلد الثالث والثلاثون لسنۃ ۱۳۵۱ھ۔ ص ۶۳۹ بحوالہ نقوش ابوالوفاء۔ ص ۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ـــــ ۱

مولانا کی پیدائش سے پہلے اور بعد میں ہندوستان کے سیاسی اور مذہبی حالات کا جائزہ

پیشتر اس کے کہ شیخ الاسلام، رئیس المناظرین، فاتح قادیان اور سردار اہلحدیث حضرت مولانا ابُوالوفاء ثناءاللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی اور ان کی سیاسی، علمی اور مذہبی خدمات پر قلم اٹھایا جائے۔ مناسب ہوگا کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے پہلے اور اس وقت کے حالات کا جائزہ لیا جائے، جن سے اس وقت ہندوستان دوچار تھا۔

جب مسلمانوں کی سلطنت کا سُورج غروب ہوگیا اور انگریزوں نے لاکھوں مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگنے کے بعد اپنی گرفت ہندوستان پر مضبوط سے مضبوط تر کرلی تو اُس وقت مسلمان نہ صرف سیاسی طور پر محکوم ہوگئے بلکہ ان کا دین بھی خطرے میں پڑگیا۔ انگریزوں کے غالب آجانے کی وجہ سے دوسرے غیر مسلموں کو بھی اپنی دیرینہ آرزوئں اور خواہشات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ انہوں نے بھی مسلمانوں کو کمزور سے کمزور تر کرنے بلکہ مسلمانوں کو ختم کرنے کے منصوبے بنائے۔ باطل قوتوں سے مل کر اسلام پر یلغار کردی۔ مسلمانوں کی قدیم روایات کو فنا کرنے کے درپے ہوگئے۔ اسلامی تہذیب وتمدّن اور معاشرہ پر ڈاکہ ڈالا گیا۔ مسلمانوں کو قعرِ ذلت میں غرق کرنے کے اسباب پیدا کردیے گئے۔ ان کے لئے اقتصادی مُشکلات کے انبار لگا دیے گئے۔ مسلمانوں کے روزی کمانے کے وسائل کو تباہ وبرباد کردیا گیا۔ کسی بھی باعزّت جگہ پر ان کے لئے نوکری حاصل کرنا محال ہوگیا۔

اقتصادی دباؤ کی وجہ سے مسلمانوں کو ہندوؤں کے قریب ہونا پڑا جو کہ اپنے سینوں میں ان کے لئے نفرت، کینہ، بُغض اور عداوت چھپائے ہوُئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے جھوٹی ہمدردیوں کے ذریعے مسلمانوں کے قریب ہوکر ان کے دین ومذہب اور رسم ورواج پر اپنا اثر ڈالا۔ دینِ حنیف، دینِ محمدیؐ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو پہلے خود مسلمانوں کے ایک بادشاہ اکبر نے دینِ الٰہی کے لبادے میں مسخ کرکے رکھ دیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کی خاطر اپنے نیک بندوں کو مامور فرمایا۔ پہلے مجدّد الف ثانی اور بعد میں شاہ ولی اللہ نے مسلمانوں کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو سہارا دیا۔ مسلمان اپنے دین کی بقاء کے لئے کوشاں رہے لیکن انگریزوں کے غلبہ کے بعد ہندو بھی مسلمانوں کی تہذیب و تمدن پر اثر انداز ہو گئے۔ مسلمان ان کی پیروی کرنے لگے۔ اور بُت پرستی کی بجائے قبر پرستی کو اپنا لیا۔ دیوی، دیوتاؤں سے مرادیں مانگنے کی بجائے اولیاء اللہ کی قبروں پر جاکر مُرادیں مانگنے لگے۔ اسلام کی اصل جڑ توحید مسلمانوں میں برائے نام رہ گئی۔ چند موحد جو کہیں کہیں پائے جاتے تھے خود شرک میں مُبتلا ہونے والے مسلمانوں کے طعن کا نشانہ بننے لگے۔ توحید پرستوں پر کفر و الحاد کے فتوے صادر ہونے لگے۔

دوسری طرف ہندوازم مختلف شکلوں مثلاً سناتن دھرم، وشنو دھرم، شیو دھرم، برہمو سماج، جین مت، سکھ دھرم اور دیگر صورتوں میں اسلام پر حملہ آور ہوا۔ ہر طرف سے یہ نعرہ بلند ہوا کہ یا تو مسلمانوں کو شدھ کرلیا جائے یا ملک سے نکال دیا جائے یا ان کو ہلاک کردیا جائے۔

عیسائی مشنری

ہندو دھرموں کے علاوہ بابی اور بہائی بھی میدان میں اُتر آئے۔ انگریز حکومت کے ایماء پر انگلستان سے ہندوستان میں وارد ہونے والے مشنریوں کا لامتناہی سلسلہ قائم ہوگیا۔ مشنری مرد اور عورتیں مسلمانوں کے گھر گھر چکّر لگاتے ان کو انگریزی پڑھانے کے بہانے مسیحیت کا پرچار کرتے تھے۔ ان میں مسیحیت پر لکھی گئی کتابیں اور لٹریچر مُفت تقسیم کرتے تھے۔ عجیب عجیب ہتھکنڈوں سے سادہ لوح مسلمانوں کو پھانسنے کی کوشش کرتے تھے۔ نہ صرف مسلمان ان کے فریب کا شکار تھے بلکہ غریب اور لادین طبقہ خاص طور پر ان کے دامِ فریب میں آچکا تھا۔ خاکروبوں پر ان کا گہرا اثر تھا۔

انگریزوں کے دو کاری ہتھیار

جن دنوں بلادِ عرب میں شیخ مُحمّد بن عبدالوہاب کی تحریک زوروں پر تھی۔ شرک و الحاد، لغویات و

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خرافات کا قلع قمع ہو رہا تھا۔ مسئلہ توحید کی حقیقت لوگوں پر عیاں ہو رہی تھی۔ جزیرہ نما عرب ترکوں کے تسلّط سے نکلا جا رہا تھا۔ عرب اتحاد کو محسوس کرتے ہوئے انگریزوں نے محمدؒ بن عبدالوہاب کی تحریک کو وھابی تحریک کا نام دے کر اسلامی ممالک میں بدنام کرنے کی کوشش کی۔

شاہ ولی اللہ کے عظیم پوتے شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے جب مسلمانوں کو ہندوستان میں انگریزوں اور سکھوں کے خلاف جہاد کرنے کی تحریک چلائی۔ ان کو انگریزوں اور سکھوں سے ٹکر لینے کے لئے تیار کیا تو انگریزوں نے اس تحریک کو بھی وہابی تحریک کا ایک حصّہ قرار دیا۔ خود مسلمانوں میں بھی ایک ایسا طبقہ تھا جو مجاہدین کو اچھی نگاہ سے دیکھنے کی بجائے ان کی تذلیل کرتا تھا۔ ان کی مدد کرنے کی بجائے ان کو پکڑوانے کی فکر میں رہتا تھا۔ سیّد احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل کی تحریک ایسے ہی لوگوں کی منافقت کا شکار ہوگئی۔ یوں ۶ مئی ۱۸۳۱ء میں جہاد اور توحید کی نشر و اشاعت کا سلسلہ وقتی طور پر منقطع ہوگیا[1]

انگریزوں کے خلاف ۱۸۵۷ء میں ہندوستان میں سب قوموں نے مل کر آزادی کی ایک تحریک چلائی جسے ۱۸۵۷ء کے غدر کے نام سے موسُوم کیا جاتا ہے۔ اس تحریک میں بھی عُلماء اسلام میں سے توحید پرست پیش پیش تھے لیکن بدقسمتی سے یہ تحریک بھی اپنا مقصد پانے میں بُری طرح ناکام ہوگئی۔ انگریز پُوری طرح ہندوستان پر قابض ہوگیا۔ عُلماء کو پھانسی کے تختہ پر چڑھایا گیا۔ کالے پانی بھیجا گیا اور ان سے جیلیں بھر گئیں۔

۱۸۵۷ء کی تحریک کی ناکامی کے بعد سر سیّد احمد خان مرحُوم نے اپنے انداز میں مسلمانوں کو انگریزوں کے قریب کرنے کی کوشش کی لیکن انداز ایسا اختیار کیا جو کہ علماء اسلام کے ہاں مقبول نہ ہوا[2]

انگریز اس نتیجہ پر پہنچا کہ ہندوستان میں ایک ایسی قوم بستی ہے جو کہ اللہ کے نام پر اپنی جانوں کو قربان کرنے میں اپنی خوش نصیبی اور خوش بختی تصوّر کرتی ہے۔ اس سپرٹ کا نام جہاد ہے۔ لہٰذا اس سپرٹ اور جذبہ کو ختم کیا جائے۔ ساتھ ہی مسلمانوں میں شک و شبہات کا بیج بونے کا کوئی خاطر خواہ بندوبست کیا جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں انگریز کے ایماء پر دو تحریکوں کا آغاز ہوا۔

---

[1] مقدمہ تقویۃ الایمان۔ ص ۱۲ [2] اُردو دائرہ معارف اسلامیہ۔ ص ۱۱۸۔ ج ۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آریہ سماج

اپنی سکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انگریزوں کو ایک شخص سوامی دیانند مل گیا۔ انگریز نے اس کو باور کرادیا کہ مسلمان آپ کے مذہب کا سخت دشمن ہے اور اس کے من میں یہ آرزو ہے کہ کوئی ایسی تدبیر ہاتھ آجائے کہ جس کی وجہ سے سارے ہندو مسلمان ہوجائیں۔ ہندوستان میں کوئی بھی غیر مسلم باقی نہ رہے۔ لہٰذا آپ کوئی ایسا فرقہ ایجاد کریں جو روایتی ہندو دھرموں سے مختلف ہو۔ اصُول انوکھے، نرالے، آسان اور حالاتِ حاضرہ کے تقاضے پُورے کرنے والے ہوں۔ اگر آپ ایسا کرنے میں کامیاب ہوگئے تو مسلمان آپ کے مذہب کو قبول کریں گے۔ اور کوئی ہندو مسلمان نہ بن سکے گا۔ اسی طرح زہریلا سانپ بھی مرجائے گا اور لاٹھی بھی بچ جائے گی [۱]

انگریز اور سوامی کی ملی بھگت کا نتیجہ آریہ سماج کی صورت میں ظاہر ہوا۔ پنڈت دیانند نے ہندوؤں کے فرقوں سے معمولی سی چھیڑ چھاڑ کرنے کے بعد اپنی توجہ کا رُخ مسلمانوں کی طرف کردیا۔ اسلام کے خلاف وہ زہر اُگلا شاید اس کی نظیر ہندوستان میں نہیں مل سکتی۔ اس سلسلہ میں ایک کتاب "ستیارتھ پرکاش" میں قرآن حکیم پر ۱۵۹ اعتراض وارد کردیئے۔ ملک بھر میں سماج کی شاخیں پھیلادیں۔ اچھوتوں میں برائے نام تبلیغ کرتے لیکن اپنی کوششوں کا ہدف مسلمانوں کو ہی بناتے تھے۔ انگریز کی پوری پشت پناہی ان کو حاصل تھی۔ اگرچہ ان کو کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہوئی لیکن چند مسلمانوں کو مرتد کرنے میں ضرور کامیاب ہوگئے۔ عجیب بات یہ ہے کہ آریہ سماج نے کسی بھی ایسی تحریک میں جو انگریزوں کے خلاف چلائی گئی حصّہ نہ لیا۔ اگر مجبوراً کہیں شمولیت کے بغیر چارہ نہ رہا۔ برائے نام دکھاوے کی خاطر شامل ہوئے۔

آریہ نے ستیارتھ پرکاش پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ تیس سے اُوپر کتابیں اسلام کے خلاف لکھ کر مسلمانوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کی۔ ان کتابوں میں سے ایسی بھی تھیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی پر بھی حملہ کیا گیا تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس فرقے کی گمراہ کن کوششوں کو ناکام بنانے اور اس کی اصلیت اور حقیقت کو

---

[۱] سیرت ثنائی۔ ص ۱۶۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

واضح کرنے کی خدمات کا ذمّہ حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری کے سپرد فرمایا۔ جس کی تفصیل آگے آئے گی

مرزائی

مسلمانوں میں جذبۂ جہاد کو ختم کرنے اور تفریق ڈالنے کے لئے انگریزوں کی نگاہِ انتخاب مرزا غلام احمد قادیانی پر پڑی۔ انگریزوں نے اسے یہ پٹی پڑھائی کہ ایک ایسے مذہب کی بنیاد رکھو جس کا مقصد انگریزی حکومت کی اطاعت و تابعداری کی تعلیم لوگوں کو دینا ہو۔ جس کا مقصود و مطلوب مسلمانوں کی ملی روایات کو ختم کرنا ہو۔ تاکہ برٹش گورنمنٹ اہلِ اسلام سے مطمئن ہو جائے اور وہ حکومت کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں۔ ہر معاملہ میں حکومت کے سامنے اپنے سروں کو جھکا دیں۔

انگریزوں کی پشت پناہی کے بل بوتے پر مرزا قادیانی نے لوگوں کو دھوکا دینے کی خاطر ایک نئے مذہب کی بنیاد "تبلیغ اسلام" کے نام پر رکھی۔ براہینِ احمدیہ کا حصّہ اوّل شائع کر کے مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کیں۔ مسلمانوں کو بتانا چاہا کہ اس کا مقصدِ وحید اسلام کی خدمت کرنا ہے۔ اور اسے پانے میں اپنی تمام علمی استعداد خرچ کرے گا۔ لیکن چند ہی سالوں میں مجدّدیت اور مہدیت کا دعویٰ کر دیا۔ ترقی کرتے کرتے نبوتِ کاذبہ کی کرسی سنبھال لی اور مسلمانوں میں افتراق و انتشار کا بیج بو دیا۔ آریہ سماج کی کوششوں اور کاوشوں سے گنتی کے چند ہی مسلمان ان کے دامِ فریب میں آسکے۔ لیکن مرزا کی فریب کاریوں کا شکار بہت سے سادہ لوح مسلمان ہو گئے۔ مرزا قادیانی نے مسلمانوں کو باور کرانے کی یہ کوشش کی کہ:۔

۱۔ سیدالانبیاء خاتم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلّم پر نبوّت ختم نہیں ہوئی اور سلسلۂ نبوت قیامت تک جاری رہے گا۔ خاتم کے معنی میں تاویل کرتے ہوئے لوگوں کو بہکایا کہ اس سے مراد مہر لگانے کے ہیں کہ جس پر محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت کی مُہر لگ جائے وہ نبی ہو سکتا ہے۔

۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی پر وحی کا نزول ہوتا ہے اور اس میں پیغمبروں کی تمام صفات پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ میں لکھا ہے۔

میں کبھی آدم کبھی مُوسےٰ کبھی یعقوب
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۳۔ مسیح یا مہدی کے بارے میں جو کچھ احادیث میں منقول ہے وہ میرے ہی بارے میں ہے۔ یہاں بھی اپنے آپ کو پیچھے نہ رکھا بلکہ آگے ہی بڑھایا۔

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑدو ؛ اس سے بہتر غلام احمد ہے[۱]

۴۔ قرآن پاک کی آیات یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ میں اُولِی الْاَمْرِ منکم کا مطلب ومعنی لوگوں کو یہ سمجھایا کہ اس سے مراد انگریزی حکومت ہے لہٰذا اسے مرزائیو گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت کرو۔ اور اسی آیت کے تحت مرزا نے مسئلہ جہاد کو ختم کرنے کی کوشش کی کہ اب جہاد کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ جذبۂ جہاد ہی ایک ایسی چیز تھی، جس سے انگریز مسلمانوں سے خائف تھا۔ کیونکہ مسلمانوں کے نزدیک یہ ایک مسئلہ ہے کہ اللہ کی راہ میں جان قربان کرنے والا شہید ہوتا ہے اور شہید کے بارے میں قرآن نے بہت بڑی بشارت دی ہے۔ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ[۳] دوسرے مقام پر ارشاد ہوا۔ احیاء عند ربھم یرزقون[۴]۔ لہٰذا مسلمانوں کو جب بھی اللہ کے نام پر جہاد کے لئے پکارا جاتا ہے مسلمان اپنی جانوں کو قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔

اسی جذبۂ جہاد کو ختم کرنے کے لیے انگریزوں نے یہ پودا کاشت کیا جس نے مسلمانوں میں خوب اپنے جوہر دکھائے۔

۵۔ جب تک کوئی شخص مرزا غلام احمد قادیانی کی رسالت کاذبہ کا اقرار نہ کرے وہ کافر ہے۔ چاہے وہ دنیا کے کسی بھی کونے میں ہی کیوں نہ بستا ہو۔ اسی بناء پر ایمان نہ لانے والے علماء کرام اور مسلمانوں کو مرزا نے ولد الزنا قرار دے دیا۔ علماء کو بدذات مولویوں کے خطاب سے نوازا۔

---

[۱] درثمین (اردو) ص ۵۲

[۲] اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اطاعت کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور ان کی جو تم میں سے صاحب اختیار ہیں۔

[۳] جو تم میں اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ مت کہو بلکہ زندہ ہیں لیکن ان کی زندگی کا تمہیں شعور نہیں۔

[۴] بلکہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۶۔ اپنے مریدوں کو مسلمانوں کے جنازے میں شامل ہونے، ان کے لئے دعاء مانگنے اور ان کو رشتہ دینے یا لینے سے منع کر دیا۔

تاریخی حقیقت ہے کہ سر ظفر اللہ خان نے قائد اعظم محمد علی جناح کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی تھی۔

۷۔ ہادیٔ برحق، مصطفیٰ و مجتبیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراجِ جسمانی نہیں بلکہ روحانی ہوا تھا۔

۸۔ فرقہ مرزائیہ ہی جنّت کا وارث ہے اور وہی صحیح راستے پر گامزن ہے۔

۹۔ مرزا کی کتابیں آسمانی صحف کی حیثیت رکھتی ہیں۔ قرآن میں جو لفظ احمد استعمال ہوا وہ مرزا غلام احمد کے لئے ہوا۔

مذکورہ بالا عقائد سے ہی پتہ چلتا ہے کہ انگریزوں نے کیسی گہری چال چلی اور مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کرنے کا ذریعہ مرزا غلام احمد قادیانی کو بنایا [1]

قرآن و سنّت میں مرزا نے تاویلیں کیں، نئے نئے مسائل گھڑے۔ عقائدِ باطلہ کو ترویج کیا۔ عامۃ النّاس کو گمراہ کن راستے پر چلا دیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں انگریز کی بدولت اس فرقہ کو قوت حاصل ہو گئی۔ اور یہ سارے ہندوستان میں پھیل کر انگریزی مفاد پرستی میں مصروف و مشغول ہو گیا۔

یہ وہ حالات تھے جن میں حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری کی پیدائش ہوئی۔ بچپن گزرا۔ جوان ہوئے۔ جوانی میں قدم رکھتے ہی تعلیم کا سلسلہ شروع کر دیا۔ تعلیم سے فارغ ہو کر خداداد ذہانت و فطانت، فہم و ادراک، علم و بصیرت سے اسلام کی حفاظت اور مدافعت کا ذمّہ اٹھایا۔ اسلام دشمن طاقتوں کے خلاف سینہ سپر ہو گئے۔ اور تن تنہا ہر اُس حملہ کا منہ توڑ جواب دیا جو کہ اسلام پر کیا گیا۔

المختصر مولانا ابوالوفاء ثناء اللہؒ کی ساری زندگی اسلام کی مدافعت اور اس کی سربلندی کی کوشش میں گزری۔

---

[1] سیرت ثنائی: ص ۱۶۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ـــــــ ۲

حضرت مولانا ابُوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ کے

حالاتِ زندگی

حضرت مولانا ابُوالوفاء ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نازک اور پُرآشوب دَور میں دینِ حق کی خدمت، اشاعت کتاب وسُنّت، کفر وشرک کا قلع قمع کرنے، مسلمانوں میں ملّی، سیاسی اور مذہبی اتحاد و یک جہتی کا احساس پیدا کرنے کے لئے ۱۸۶۸ء میں عالمِ وجُود میں آئے۔ ان کی پیدائش امرتسر میں ہوئی [۱]

مولانا کا تعلق کشمیری پنڈتوں کے منٹو خاندان سے تھا۔ اصل وطن کشمیر کا علاقہ ڈور تحصیل اسلام آباد، ضلع سرینگر تھا۔

ان کے والد ماجد شیخ خضر جو پشمینہ کی تجارت کرتے تھے۔ ۱۸۶۰ء میں ڈوگرہ راج کی ستم ظریفیوں سے تنگ آکر بغرض تجارت امرتسر چلے آئے۔ اور وہیں سکونت اختیار کرلی۔

وادیٔ کشمیر جسے جنّتِ نظیر کہا جاتا ہے اس پر مسلمانوں کی تقریباً پانچ سو سال حکومت رہی۔ اس زمانہ میں اکبر خاندان خصوصًا کشمیری پنڈتوں کے خاندان مُشرّف بہ اسلام ہُوئے۔ یہاں تک کہ نہرو اور منٹو خاندان کے افراد نے بھی جو ریاست میں بہت عزّت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ مسلم والیانِ ریاست کے ہی عہدِ برکت میں دینِ مُحمّدیؐ کو قبول کیا۔ اسی طرح ریاست کشمیر میں اسلام خُوب پھلا اور پھُولا۔

۱۸۱۹ء میں احمد شاہ ابدالی نے ریاست کشمیر کو رنجیت سنگھ والئے پنجاب کے حوالے کردیا [۲] مسلمانوں کو قطعی طور پر غلام بنانے کی خاطر اس خطّۂ جنّت نظیر کو مسلمانوں کے لئے دوزخ بنانے کی خاطر

---

[۱] سیرت ثنائی۔ ص ۶۹ [۲] ایضًا۔ ص ۷۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انگریزوں نے عہدنامہ امرتسر کی رُو سے جو کہ ۱۱ مارچ ۱۸۴۶ء میں عمل میں آیا۔ ساٹھ لاکھ روپے کے عوض راجہ گلاب سنگھ والئے جموں کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ انگریزوں نے کشمیر کو نہیں بلکہ درحقیقت ہر کشمیری مسلمان کو صرف دو روپے میں گلاب سنگھ کا غلام بنا دیا[۱]

راجہ گلاب سنگھ نے اسلامی تہذیب و تمدن، ثقافت و معاشرت اور مذہبی معاملات میں مداخلت کرتے ہوئے مسلمانوں کی زندگی تنگ کر دی بعض مقامات پر اذان دینا، تلاوتِ قرآن اور نماز کو ممنوع قرار دے دیا۔ مسلمانوں کو علوم و فنون کی تعلیم سے محروم رکھا۔ ان کے حقوق کو پامال کر دیا۔ یہاں تک کہ مرورِ زمانہ کے ساتھ بہت سے مسلمان کلمۂ شہادت سے بھی ناآشنا ہو گئے[۲]۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کفر و شرک کی جڑ کو قطع کرنے کے لئے دینِ حق کی تعلیم سے مزیّن و مرصّع کرنے، کلمۂ توحید کی احیاء و بقاء کے لئے مرحوم کی پیدائش کو بجائے کشمیر کے امرتسر میں مقدر ٹھہرایا۔

علامہ محمد اقبال

ایک طرف قدرت نے دینِ حق کی خدمت لینے کے لئے حضرت مولانا ثناء اللہ کا مسکن امرتسر بنایا اور دوسری طرف حکیم الامّت علامہ محمد اقبال کو ملتِ اسلامیہ کو اپنے فلسفہ اور اشعار کے ذریعے بیدار کرنے کے لئے سیالکوٹ میں پیدا کیا۔

دونوں ہی کشمیری تھے لیکن دونوں کی پیدائش کشمیر کے باہر ہوئی اور دونوں نے اسلام کی وہ خدمت کی جو کہ مسلمانوں کی تاریخ کا سنہرا باب بن چکی ہے۔ ایک نے اپنی خطابت و کتب، فصاحت و بلاغت اور مناظروں کے ذریعے اسلام کے پرچم کو بلند کیا تو دوسرے نے مسلمانوں کو فلسفہ اسلام سے روشناس کرانے کے ساتھ اشعار کے ذریعے دینِ محمدی کی روح ان کے دلوں میں پھونک دی، دونوں ہی برہمن زادے تھے لیکن دونوں نے دینِ حنیف کی نشر و اشاعت کی خاطر اپنی زندگیوں کو وقف کر دیا[۳]

یتیمی

حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے احباب کی خواہش پر مولانا عبداللہ ثانی

---

[۱] سیرت ثنائی۔ ص ۸۲ [۲] ایضاً ص ۸۳ [۳] ایضاً: ص ۸۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو اپنی زندگی کے حالات لکھوائے تھے جس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مولانا مرحوم ومغفور اپنی زندگی کی ساتویں بہار میں داخل ہوئے ہی تھے کہ سایہ پدری سے محروم ہو گئے۔ تھوڑے عرصہ بعد ان کے تایا بھی ان سے جدا ہو کر اپنی بھائی سے جا ملے[1]

رفوگری

مولانا کے بڑے بھائی ابراہیم رفوگری کا کام کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی (مولانا ابُوالوفاء) کو اس فن سے رُوشناس کروایا۔ محنتی اور ہونہار بھائی نے جلد ہی اس فن میں مہارت حاصل کر لی لیکن قدرت نے ان کو رفوگری کے لئے نہیں بلکہ دین وملت کی خدمت کے لیے پیدا کیا تھا[2]

والدہ کا انتقال

عمر عزیز جب چودہ سال کی ہوئی۔ لڑکپن سے جوانی میں قدم رکھا ہی تھا کہ شفقتِ مادری سے بھی محروم ہو گئے۔ ان کے دو بھائی اور ایک بہن تھی۔ دونوں بھائیوں کی کوئی اولاد نہ تھی لیکن شادی شدہ بہن صاحب اولاد تھیں[3]۔ اگرچہ بڑے بھائی نے ان کی کفالت کا ذمّہ لے رکھا تھا لیکن اس کا گزران خود بڑی مشکل سے ہوتا تھا۔ چنانچہ رفوگری کر کے گزر اوقات کرتے رہے۔ کچھ مدت یُونہی ہی گزر گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جو کام حضرت مولانا سے لینا تھا ان کو اس طرف لگانے کے اسباب پیدا کر دیئے۔ اللہ ذوالجلال والاکرام کو یہ منظور نہ تھا کہ توحید کا علمبردار یوُں رفوگری میں وقت ضائع کرے۔ لہٰذا مولانا کی زندگی میں انقلاب لانے۔ ان کو تعلیم وتعلّم کی طرف رغبت دلانے کے لئے علیم وحکیم نے ایک عالم کو ان کی دکان پر بھیجا جو اپنے قیمتی چغہ کو رفو کرانے کے لئے ذہین لڑکے ثناء اللہ کے پاس لائے۔ ثناءاللہ نے بڑی مہارت کے ساتھ عالم صاحب کے چغہ کو رفو کیا۔ عالم صاحب کام کی صفائی دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور لڑکے کی تعریف کی۔ اسی اثناء میں کچھ دینی باتیں چھڑ

---

[1] نورِ توحید۔ ص ۳۹

[2] سیرت ثنائی۔ ص ۷۷۔ ایضاً نورِ توحید۔ ص ۳۹۔

[3] نورِ توحید؛ ص ۳۹۔ ایضاً۔ سیرت ثنائی۔ ص ۸۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گئیں۔ثناء اللہ کے معقول جوابات واستدلال سُن کر عالم بڑے مُتاثر ہوئے۔اور دریافت کیا۔میاں کہاں تک تعلیم پائی۔نوجوان ثناء اللہ کی آنکھیں یہ سوال سُن کر ڈبڈبا گئیں اور عالم صاحب کو جواب دیا۔میں تو کچھ بھی پڑھا لکھا نہیں۔والدین فوت ہو گئے ہیں۔نہ کوئی پڑھانے لکھانے والا، نہ کوئی کما کر کھلانے والا ہے۔ رفوگری سے جو چار پیسے ملتے ہیں ان سے اپنا پیٹ پالتا ہوں۔

اس عالم دین نے نوجوان ذہین وفطین لڑکے کو مشورہ دیا۔میاں' اللہ نے تمہیں اچھا دماغ دیا ہے۔ تم میں حصولِ علم کی صلاحیّت موجُود ہے۔اگر تم نے تعلیم حاصل نہ کی اور اپنے آپ کو دینی علوم سے مُزیّن نہ کیا۔تو اپنے آپ پر ظلم کروگے۔

وہ عالم دین یہ نصیحت کرنے کے بعد خود تو چلے گئے لیکن نوجوان لڑکے کے ذہن میں ایک عجیب انقلاب پیدا کر گئے۔ان کی نصیحت نے نوجوان پر بجلی کی طرح اثر کیا۔حصُولِ علم کا ایسا جذبہ پیدا ہوا کہ دل چاہا کہ تمام کتابیں گھوٹ کر فوراً پی جائیں اور اہلِ علم کی صف میں کھڑے ہو جائیں۔

والدہ ماجدہ کی فرقت کا زخم ابھی تازہ ہی تھا۔مالی حالت بھی اچھی نہ تھی لیکن پڑھائی کا شوق ان کو کھینچ کر مولانا احمد اللہ امرتسری کے پاس لے آیا[1]۔

آغازِ تعلیم

رفوگری کے کام کے ساتھ ساتھ ابتدائی کتابوں کا سبق مولانا احمد اللہ سے لینا شروع کر دیا۔تھوڑے ہی عرصے میں"شرح جامی"۔"قطبی" اور چند دیگر فارسی کتابیں پڑھ لیں[2]۔

مولانا کی ہمّت وکاوش، محنت وجفاکشی کا اندازہ لگانے کے لئے یہی اَمر کافی ہے کہ ابتدائی پڑھائی کے دوران حق حلال کی روزی کمانے کے سلسلہ کو ترک نہ کیا۔

مباحثے

چونکہ قدرت نے ان کو مناظرِ اسلام بنانا تھا۔ان سے اسلام کی سربلندی کا کام لینا تھا لہٰذا فنِ بحث

---

[1] سیرت ثنائی۔ص ۸۶،۸۷ [2] نورِ توحید: ص ۳۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو مولانا کی فطرت میں رکھ دیا۔ ایک مناظر کے لئے جن باتوں کا خیال رکھنا، جن پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے ۔ وہ کلّی طور پر بچپن ہی سے مولانا کو ودیعت کر دی گئیں تھیں تعلیم اور رفوگری سے جب فرصت ملتی ۔ پادریوں اور آریوں کی تقاریر سُنتے۔ غیر مسلموں سے مذہبی گفت گو و مباحث چھیڑ لیتے ۔ مدلّل دلائل اور خوش بیانی سے اکثر حریف کو قائل کر لیتے ۔ حصُولِ علم کے بعد کے مناظروں کا حال و تذکرہ مفصّلاً اپنے مقام پر آئے گا یہاں ان کے دو تین ذہانت و فطانت اور قوت استدلال کے واقعات نقل کئے جاتے ہیں [1]۔

پادری سے بحث

حال بازار امرتسر میں جیمز نامی ایک پادری عیسائیت پر تقریر کر رہا تھا۔ اس نے اپنی تقریر میں حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو اللہ کا بیٹا ثابت کرنے کی کوشش کی ۔ سینکڑوں مسلمانوں کا ہجوم تھا اور چند اچھے خاصے عُلماء بھی وہاں موجُود تھے ۔ لیکن کسی نے بھی پادری کو نہ روکا ۔ اور نہ ہی اس سے گُفت گو کی کوشش کی ۔ مولانا کی عمر اس وقت بمشکل پندرہ سال ہوگی ۔ مولانا نے جب دیکھا کہ کوئی بھی اس پادری کا جواب دینے کے لئے میدان میں نہیں آیا تو مولانا مُسکراتے ہوئے میدان میں آگے بڑھے ۔ اور پادری کو سلام کر کے فرمایا ۔ آپ سے ایک بات پُوچھنی چاہتا ہُوں ۔ اجازت ہو تو پُوچھوں ۔ پادری نے پہلے مولانا کی کم سنی پر غور کیا ۔ پھر کہا پوچھو میاں کیا پُوچھتے ہو ۔ ہم تو یہاں کھڑے ہی اس لیے ہیں کہ کوئی ہمارے ذریعے ہدایت پائے ۔

مولانا نے فرمایا ۔ پادری صاحب آپ بار بار حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو خدا کا بیٹا کہتے رہے ۔ اور ان کو اللہ کی اُبنیت [2] میں دینے پر تُلے ہوئے ہیں ۔ یہ تو بتائیں کہ اللہ کی شادی کب ہوئی ؟ کہاں ہُوئی ؟ اللہ کی زوجہ کا کیا نام ہے ؟ بیٹا اللہ نے خود جنا یا ؟ یا کہ اللہ کی بیوی نے جنا ؟

مولانا کے اس سوال پر حاضرین پر سنّاٹا چھا گیا ۔ پادری دم بخُود رہ گیا ۔ اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارتے ۔ لیکن کوئی جواب بن نہ آیا اور نہ ہی کوئی دلیل سمجھ میں آئی ۔ مولانا نے پادری کو حیران و پریشان دیکھ کر فرمایا :-

پادری صاحب کیوں خدا کے بھیجے ہُوئے رسول مسیح کو ذلیل اور بے عزّت کر رہے ہو ۔ ان کو خدا کا

---

[1] سیرت ثنائی ۔ ص ۸۸ ۔ ۸۹ [2] خدا کا بیٹا بنانا ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بیٹا بنا کر ان کا مرتبہ گھٹا دیا۔ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نہ آپ کا خدا کی ہستی پر اور نہ ہی اس کی صفات پر ایمان و یقین ہے نہ پیغمبر خدا مسیح علیہ السّلام کی رسالت و نبوّت پر آپ کا ایمان ہے۔ آپ تین خداؤں کی عبادت کرتے ہیں مگر افسوس کہ ابھی تک ایک کو بھی نہ پا سکے۔ پادری صاحب آپ کسی دوسرے کو کیا ہدایت دیں گے جب کہ خود ہی صحیح راستے سے بھٹک چکے ہیں۔ اور گمراہی کی طرف جا رہے ہیں۔ سُنیئے پادری صاحب ہمارا خدا برحق اور اس کے رسول برحق صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمیں توحید کی تعلیم دیتے ہیں اور دین برحق کی عظیم عمارت اسی پر کھڑی ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ [1]

لیکن آپ کا مذہب خدا کی وحدت اور مسیح علیہ السّلام کی رسالت دونوں کی عزت کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے جس سے ثابت ہوا کہ نہ عیسائیت خدا پر کامل ایمان رکھتی ہے نہ ہی مسیح علیہ السّلام پر یقین رکھتی ہے۔

مولانا کی مختصر سی تقریر کو سُن کر پادری پسینہ پسینہ ہو گیا اور ندامت سے سر جھکائے ہوئے بستہ اٹھا کر بھاگ گیا۔ مسلمانوں نے فرطِ مسرّت سے گلے لگا یا [2]

آریہ پرچارک سے گفتگو

ایک مرتبہ ایک آریہ پرچارک بازار میں کھڑا ویدک دھرم کا پرچار نہایت ہی مکروہ گرج دار آواز میں کر رہا تھا۔ اپنے مذہب کو اخلاق و اصلاح کا منبع اور معاشرتی قانون رکھنے والا بتا رہا تھا۔ اس کا اندازِ تکلم دیکھ کر اور دلآزار تقریر سُن کر مولانا نے آگے بڑھ کر فرمایا۔ اپدیشک صاحب آپ کہتے ہیں کہ آپ کا دھرم تہذیب و اخلاق سکھاتا ہے وہ تو آپ کی نرم گفتار اور اندازِ گفتگو ہی سے ظاہر ہو رہا ہے۔ حاضرین کوئی اثر قبول کرنے کی بجائے کانوں میں روئی ٹھونسنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ آپ کو اسلامی اخلاق کا بھی ایک نمونہ اور مثال بتاتا ہوں۔ قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :۔

---

[1] سیرت ثنائی۔ ص ۸۹۔۹۰۔۹۱ [2] سیرت ثنائی۔ ص ۹۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ[1] لقمان

بتائیے اپدیشک صاحب آپ کے مذہب میں تقریر و تکلّم کے بارے میں کوئی قانون موجود ہے۔ اگر ہوتا تو آپ یقیناً لوگوں کے کان کھانے کی بجائے دلپذیر اور مؤثر تقریر کرتے۔

مولانا کی یہ گفتگو سُن کر حاضرین نے زور زور سے تالیاں بجائیں اور آریہ پرچارک صاحب رفوچکّر ہوگئے۔[2]

سناتن دھرمی کو بچانا اور دعوتِ اسلام دینا

سناتن دھرمیوں نے امرتسر میں ایک جلسہ کیا جس کا مقصد وید کو قرآن سے افضل اور ویدک دھرم کو اعلیٰ و برتر ثابت کرنا تھا۔ اسی جلسہ میں ایک پنڈت جس نے علمائِ وید، گیانیوں، دھیانیوں، اپدیشکوں اور پرچارکوں کی فضیلت ثابت کرتے ہُوئے کہا کہ ان کو بُرا کہنے والا جہنمّی ہے۔ اور کُتّا اور خنزیر بن کر دوسری جون میں سزا بھگتے گا۔ پنڈت صاحب کے ان کلمات پر ان کی تقریر کے دوران ہی ان پر آوازے کسے گئے، گالیاں دی گئیں اور پتھروں، اینٹوں سے ان کا سواگت کیا گیا۔

یہ دیکھ کر حسبِ معمول مولانا مُسکراتے ہُوئے اُٹھے۔ اور کارکنانِ جلسہ اور حاضرین سے مخاطب ہُوئے۔

صاحبان! واقعی ویدک دھرم میں ودیارتھیوں، شاستریوں، گیانیوں، اپدیشکوں اور دھرم پرچارکوں کی تعظیم و تکریم کا سخت حکم آیا ہے۔ جس کا ثبوت اسی جلسہ میں مل گیا ہے۔ واقعی آپ عالموں کی خوب عزّت کرتے ہیں۔ اس سے واضح ہوا کہ آپ کا جو دھرم کہتا ہے وہ عمل کرنے کے لئے نہیں بلکہ محض پڑھنے اور سُننے کے لئے ہے۔ ایک کان سے سُنا دوسرے سے نکال دیا۔ لیکن ہمارا اسلام جو کہتا ہے اُس پر سختی سے عمل کرواتا ہے۔ مسجد کے معمولی مُلّا اور امام کو ہی دیکھ لیں۔ لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور اُن کی توقیر و عزّت کرتے ہیں۔ عالمِ دین و امام کی توہین کرنے والے کو اسلام منافق اور فسادی کہتا ہے۔

پنڈت جی آپ کے ہم مذہبوں نے جو آپ کی عزّت کی ہے اُس سے تو یہی ثابت ہوا کہ آپ کے

---

[1] اور اپنی آواز کو پست رکھ اس لیے کہ سب سے بری آواز گدھے کی ہے [2] سیرت ثنائی: ص ۹۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہاں علماء کی کوئی عزت ووقار نہیں ہے۔ ہندو جاتی نے جو سراجلاس آپ کی توہین کی ہے ہم مسلمان بھی اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں حالانکہ آپ سے ہمارا کوئی تعلق نہیں[1]

مولانا کی تقریر نے ہندوؤں کو نادم و شرمندہ کر دیا۔ مولانا نے ان کو ایک دوسرے کا منہ تکتے دیکھ کر فرمایا۔ ہم وطن بھائیو! اپنی ضد چھوڑو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل ہو جاؤ۔ یہ کہہ کر مولانا جلسہ گاہ سے چلے آئے[2]

مذکورہ بالا واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بچپن اور لڑکپن ہی سے ان کو قوتِ مباحثہ و مناظرہ اور فنِ خطابت سے نوازا تھا۔ یہ فن مولانا کا کسبی نہیں بلکہ وہبی تھا۔ اللہ کی دین اور اس کی عنایت تھی۔

باقاعدہ تعلیم

ابتدائی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد مولانا میں حصولِ علم کا شوق و جذبہ اپنے انتہائی عروج پر پہنچ گیا۔ حصولِ علم ہی ان کی زندگی کا مقصود و مطلوب بن گیا لیکن اس شوق و جذبہ کا نصبُ العین دنیاوی علم نہ تھا۔ بلکہ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اور قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے تعلق رکھنے والا علم تھا۔ وہ علم جو کہ شمع توحید کو روشن کرنے والا۔ شرک و بدعات کا انسداد کرنے والا اور کفر و الحاد کو ختم کرنے والا تھا۔ مولانا کی توجّہ کا مرکز قرآن و سُنّت کی تعلیم پر مبنی علم تھا[3]

حافظ عبدالمنّان وزیرآبادی

چنانچہ رفوگری کو ترک کر کے مولانا حافظ الحدیث، اُستادِ پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان رحمۃ اللہ علیہ وزیرآبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ۱۸۸۹ء میں مولانا اُبوالوفاء ثناء اللہ امرتسری نے ان سے حدیث کی سند حاصل کر لی[4]

---

[1] سیرت ثنائی۔ ص ۹۳ [2] ایضاً ص ۹۵ [3] ایضاً۔ ص ۹۶ [4] نُورِ توحید۔ ص ۳۹۔۴۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میاں نذیر حسین محدّث دہلویؒ

وہاں سے فارغ ہونے کے بعد دہلی پہنچ کر شمس العلماء حضرت میاں نذیر حسین مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی اختیار کرلی۔ حافظ عبدالمنّان وزیر آبادی کی سند دکھانے پر تدریسِ حدیث کی اجازت مل گئی۔ پھر سہارنپور کے مدرسہ مظاہر العلوم میں تشریف لاکر وہاں سے سند حاصل کر کے دیوبند چلے آئے۔

دیوبند مدرسہ کے مدرسِ اعلیٰ شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ وہاں رہ کر مولانا ثناء اللہؒ نے معقول و منقول کی مندرجہ کتب درسیہ پڑھ کر سند حاصل کرلی۔

معقول: قاضی مُبارک میر زاہد اُمورِ عامہ صدرا و شمس بازغہ وغیرہ۔

منقول: ہدایہ۔ توضیح و تلویح۔ مسلّم الثبوت وغیرہ۔

علاوہ ازیں ریاضی میں شرح چغمینی کی تعلیم بھی دیتے حاصل کی[1]

مسرّت آمیز واقعہ

چونکہ مولانا ثناء اللہ کی طبیعت میں قدرتی طور پر تجسّس و تحقیق کا رجحان پایا جاتا تھا۔ لہٰذا دیوبند مدرسہ میں دورانِ تعلیم میں مولانا شیخ الہند سے دلیرانہ اور بے باکانہ سوالات کیا کرتے تھے۔ ان سوالات سے مقصود وُسعتِ معلُومات کے سوا اور کچھ نہ ہوتا تھا۔ اس لئے ان کے اُستادِ محترم بڑی محبّت و شفقت، نرمی اور تسلّی سے ان کے سوالات کا جواب دیا کرتے تھے۔ مدرسہ سے فارغ ہونے کے بعد رُخصت کی اجازت لینے اور الوداعی مُلاقات کے سلسلے میں شیخ الہند کی خدمت میں حاضر ہُوئے تو اُستادِ محترم نے انتہائی مسرّت اور اطمینان کے ساتھ فرمایا:۔

ثناء اللہ طلبہ تمہاری بہت سی شکائتیں کیا کرتے تھے کہ یہ اعتراضوں میں بہت سا وقت ضائع کرتا ہے لیکن تمہیں خُوش ہونا چاہیئے کہ جسے اللہ تعالیٰ کچھ عطا فرماتا ہے اسی سے حسد بھی کیا جاتا ہے۔ مولانا ثناء اللہؒ

---

[1] سیرت ثنائی: ص ۹۷، ۹۸۔ نُور توحید: ص ۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے جب اپنے اُستادِ محترم کی زبان سے یہ کلمات سُنے تو ان کی آنکھیں فرطِ مسرت سے آبدیدہ ہوگئیں۔ اور ان کی زبان پر یہ شعر جاری ہوگیا۔

دیدہ ام در غنچگی چندیں جفائے باغباں   بعد گل گشتن نمیدانم چہ گل خواہد شگفت

مولانا ثناء اللہ فرماتے تھے کہ یہ واقع ایسا مسرت آمیز تھا کہ ساری عمر میں کسی بھی حالت میں نہ بھولا۔ جب بھی معاصرین کے نرغے میں دل تنگ ہوتا تو اس واقعہ کی یاد کو فوراً تازہ کرکے دل کو شاد کرلیتا[1]

مولانا احمد حسن کانپوری

ان دنوں ہندوستان میں مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کا معقولات میں بہت چرچا تھا چنانچہ مولانا کو ان سے بھی فیض حاصل کرنے کا شوق ہُوا۔ شوق کو پُورا کرنے کے لئے مولانا احمد حسن کی خدمت میں حاضر ہوکر مدرسہ فیض عام میں داخلہ لے لیا اور جملہ کتب نصاب کو درسًا درسًا پڑھا۔ اگرچہ مولانا ثناء اللہ نے یہ کتب پہلے بھی پڑھی تھیں لیکن مشہور مکاتیب فکر کے تعلیمی انداز کو سمجھنے کے لئے ان کو دوبارہ یہاں پڑھا[2]

مولانا حافظ عبدالمنان وزیرآبادی، دیوبند کے شیخ الشیوخ مولانا محمود الحسن اور مولانا احمد حسن کانپوری تینوں کا اندازِ تدریس الگ الگ تھا۔ وقت کے مشہور اساتذہ کی شاگردی کا شرف حاصل کرنے کی وجہ سے مولانا ثناء اللہؒ کے علمی سرمایہ، سوچ و فکر، فہم و ادراک، تدبّر و تفکّر میں عجیب رنگ پیدا ہوا۔

مولانا احمد حسن کانپوری اگرچہ حنفی مقلّد تھے۔ لیکن انہوں نے مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے اعتراضات کو فراخ دلی سے سُنا، اُن کے سوالات کا جواب وُسعتِ قلبی کے ساتھ دیا۔ بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مولانا ثناء اللہ کی ذہانت و فطانت کی وجہ سے ان کو قدر و عزّت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سال آٹھ فارغ ہونے والے جن طلبہ کی دستار بندی کی گئی ان میں ایک حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری بھی تھے۔ ان کو جو سند دی گئی ہے اسے دیکھ کر ہی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مولانا نے وہاں اپنے اُستاد کے

---

[1] نورِ توحید: ص ۴۰ [2] ایضاً: ص ۴۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دل میں کتنی جگہ پیدا کرلی تھی۔

یہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء کا واقعہ ہے۔ سند کی نقل درج ذیل ہے۔[1]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله الرّحيم الغفور ذی الجلال والجمال، الحکم الطيف الشکور مالك الکمال والنوال الحیّ القيّوم المقدّس عن النقص والاختال، الواحد الماجد المنزّه عن التّغيّر والزوال والصّلوٰة والسّلام علیٰ رسوله الاعظم ونبيه الاکرم الذی هو العروة الوثقیٰ فمن اعتصم بهديه لا يضل ولا يشقی ومن اعرض عن ذکره ونبذ امره ورآء ظهره يبقی خزی دنياه وآخرامره فی الجحيم يلقی وعلیٰ آله وصحبه الّذين سبقونا بالايمان وقاموا بنصرة دين الرّحمٰن فباءوا بالفوز والرضوان اما بعد فان البراهين القوية والسّلاطين المستقيمة قد دلت انطوت علی ان التحلی بالفضائل والتخلی عن الرذائل لا يحصل الا بالعلوم الحقة الحقيقة ولا تاتی الا بالمعارف الصادقة الواقعية وان الامتثال بموجبات الاوامر العالية والاجتناب عن مقتضيات النواهی والزواجر الغالية لا يتيسر الا بالفنون الشرعية الشريفة والاحاديث النبويّة اللطيفة فهی اسنی المفاخر واشرف المناقب وابهی المطالب واعلی المآرب کيف لا وقد قال الله تعالیٰ وهو اصدق القائلين فی کتابه المبين لعلّهم يفقهون " هل يستوی الذين يعلمون والّذين لا يعلمون" واوحی الی نبيّه الکريم عليه الصّلوٰة والتسليم بالوحی المتلو

---

[1] نور توحید: ص ۴۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بالصبح والمسا، انما یخشی الله من عباده العلماء والتقی
الیٰ رسوله افضل الاصفیاء علیه من الصلوٰة والتسلیم اعلها
ان یبشر الاتقیاء بان معلم الخیر یدعو له کل شیء حتی الحیتان
فی الماء ولذلک شمر المرتاضون عن ساق الاجتهاد لنیل المراد
فی ظلم الدیاجر وشد الساعون المیازر واشتغلوا بتحصیلها فی ظماء
المواجر وارتحلوا عن اوطانهم وفارقوا صحبة اخوانهم وهجروا
لذیذ الطعام وشردوا الطیب المنام وان ممن انتظم فی سلک هذه
الفئة الموفقه ورام اللحوق بالسلف الماضین بما تلقاء وحققه
الماهر الکامل والعالم الفاضل الزکی اللوذعی الیهوف الیلعی المولوی
محمد ثناء الله ابن خضر جو من اهالی امرتسر وقاه الله من الفزع
الاصغر والاکبر قد فاض علی فرائد اللالی فی ذلک الیم وقد خاض
لطلب فوائد الجواهر فی ذلک الخضم فورد بعد وجوب الانجاد
والاغوار وقطع الاطوار والقفار فی بلد کانفور صانه الله عن الذواهی
والشرور فی المدرسة التی سیما فیض عام حفظها الله عن نوائب
اللیالی والایام والتی اعان فیها اهالی البلد الکرام واعتنی لها وکفلها
التجار الفخام سیما الحافظ الهی بخش بن محمد حاجی الذی انغمس
فی لج تنظیمها النهار الابیض واللیل الداجی وقاه الله تعالیٰ من الحوادث
وجعله منها الناجی فقراء علی جملة کتب من شروح ومتون ولازمنی
فی عدة علوم وفنون وکذالک اخذ عن غیری علماء جما وبرع
فیه ذکاء وفهما فربحت تجارته وجلت عائدته وعظمت فائدته
وامتلأ وطابه وشرف بالانتماء الی العلم انتسابه فلما راه ارکین مدرسة

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فیض عام وقاه الله عن الحوادث ماتعاقب اللیالی والایام اهلا لان یعذر بالسند ویکرم وجدیرا بان یوقر بما یتثبت به ینعم اتوه السند احسانه بما اخذته وتلقیته من العلوم الشرعیة النقلیة والفنون العربیة والعقلیة کما اجازنی بذلك جماعة من الشیوخ الذین لهم فی العلوم رسوخ مختصرا علی ذکر من له شهرة فی خلق الله وزیادة فضل وخبرة فی علوم الله مولانا محمد لطف الله خلد الله فیوضه وابقاه واوصیه بتقوی الله فانها نور البصائر والقلوب وان لا ینسانی فی دعواته فانی عبد کثیر المساوی والعیوب واسال الله ان یوفقنی وایاه لصالح الاعمال وان یجنبنی وایاه ان قبائح الافعال سبحان ربك رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد لله رب العالمین۔

تفصیل الکتب المقروءة علی هذا

۱۔ التفسیر المسمی بانوار التنزیل للقاضی البیضاوی۔

۲۔ والتفسیر المسمی بالجلالین۔

۳۔ والصحیح الجامع للبخاری۔

۴۔ والصحیح الجامع للمسلم۔

۵۔ والسنن لابی داؤد۔

۶۔ والصحیح الجامع للترمذی۔

۷۔ والسنن للنسائی۔

۸۔ والتوضیح والتلویح۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۹۔ وشرح المسلم للقاضی محمّد مبارک۔

۱۰۔ والشمس البازغة۔

۱۱۔ والصدرا۔

۱۲۔ والحواشی الزاھدیه علی الامور العامة۔

۱۳۔ وشرح الجغمینی۔

خاتم

دستخط محمّد لطف اللّٰہ

صدر الفضلاء الکرام والممتحن العلام

(مہر)

خاتم

المجیز عباده ذی المنن احمد حسن

عفا اللّٰہ عنه سیئاته یوم الحن فی تاریخ

خامس عشرة من شعبان یوم الاثنین من

شهور سنة عاشرة بعد الالف وثلث

مائة من الهجرة النبوّیة علیٰ صاحبها

الصّلوٰة والتّحیّة۔

خاتم المنتظم الاعلیٰ عاصی را الٰہی بخش گویند

یہ سند حضرت مولاناؒ کو ۱۸۹۲ء میں دی گئی۔

ندوة العُلماء

عجیب اتفاق ہے کہ جس موقعہ پر مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور اُن کے ساتھیوں کی دستار بندی ہوئی ان کو سندیں دی گئیں اسی مجلس میں ندوۃ العُلماء کی بنیاد رکھی گئی۔ چند ہی برسوں میں جس نے رفیع الشّان تعلیمی ادارے کی صُورت اختیار کرلی۔

---

[1] نورِ توحید: ص ۴۱۔۴۲۔۴۳۔۴۴ [2] ایضاً: ص ۴۱ [3] سیرت ثنائی: ص ۱۰۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اساتذہ کرام

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے اپنے اساتذہ کی ہمیشہ ہی بڑی عزت و تعظیم کی۔ ان کے سامنے مُؤدّب رہتے اور ان کا احترام کرتے تھے۔ کسی بھی اُستاد کی نہ تو توہین کی اور نہ ہی نافرمانی کی۔

دورانِ تعلیم اساتذہ پر سوالات و اعتراضات کرتے لیکن انداز ہمیشہ سلجھا ہوا اور استاد کی نظر میں مقبول ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اساتذہ نے ان کے ساتھ ہمیشہ ہی محبت و شفقت کا برتاؤ رکھا۔ ان کے اعتراضات و سوالات کا نرمی اور پیار سے جواب دیا۔ شیخ الہند نے رخصت کے موقعہ پر جو کچھ ان کے لئے کہا۔ اس سے بڑھ کر اپنے شاگرد کے لئے کوئی اُستاد زیادہ نہیں کہہ سکتا۔

خود مولانا ثناء اللہ کا اپنا بیان ہے کہ شیخ الہند ان کو اپنی اولاد کی طرح تصور کرتے تھے[1]۔ مولانا بھی اپنے اساتذہ کی خدمت بجالانے کو اپنے لئے سعادت تصوّر کرتے تھے۔

ان کے چند مشہور اساتذہ کے حالات اختصار سے نقل کئے جاتے ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا احمد اللہ امرتسریؒ

آپ عالم باعمل تھے۔ ابو عبداللہ کنیت تھی۔ امرتسر کے رؤسا میں شمار ہوتا تھا۔ میر حبیب اللہ مجسٹریٹ ان کے عقیدتمندوں میں سے تھے۔ مولانا غلام علی قصوری کے شاگرد تھے مسجد غزنویہ میں خطبہ دیا کرتے تھے۔ امرتسر کی مسجد مُبارک انہوں نے ہی بنوائی تھی۔ امرتسر میں درس قرآن کا سلسلہ بھی انہوں نے شروع کیا تھا جب درس قرآن کا آغاز کیا تو خواب میں دیکھا کہ شیطان اپنے سر پر خاک ڈال رہا ہے۔ اُن ہی کے زمانے میں مسلک اہل حدیث کو امرتسر میں بہت فروغ ہوا مسجد قدس بھی اہلحدیث کی ذمہ داری میں آئی۔ امام عبدالجبار غزنویؒ کے ہم عصر تھے۔ ان کی وفات کی خبر سُن کر فرمایا کہ اب میری کمر ٹوٹ گئی۔ ۱۹۱۶ء میں اس دنیا کو چھوڑ کر

---

[1] فتاویٰ ثنائیہ: ص ۴۸۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ربِّ حقیقی سے جا ملے۔

کلام المسعود فی مسئلہ المولود ان کی تصانیف میں سے مشہور کتاب ہے۔[۱]

۲۔ حضرت مولانا حافظ عبدالمنّان وزیر آبادیؒ

۱۲۶۷ھ میں بمقام کرولی سیداں ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔ اعوان خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ابھی عمرِ عزیز آٹھ ہی سال کی تھی کہ آشوبِ چشم کی وجہ سے بصارت جاتی رہی اور نابینائی کی حالت میں علم حاصل کیا۔ مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالویؒ، میاں نذیر حسین محدث دہلویؒ اور مولانا شیخ عبدالحق سے حدیث پڑھی اور حافظ الحدیث کہلائے۔ اپنی زندگی میں ساٹھ مرتبہ صحاح ستّہ پڑھائی۔ پنجاب، سندھ، بنگال، بہار، تبت، کابل، نجد اور یمن تک کے علاقوں میں ان کے شاگرد پھیلے ہوئے تھے۔[۲]

۳۔ شمسُ العلماء میاں نذیر حسین محدّث دہلویؒ

۱۲۲۰ھ میں سوا جگڑھ ضلع مونگیر (بہار) میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام سید جوار علی تھا۔ حضرت حسینؓ کی نسل میں تھے۔ ان کا سلسلہ نسب ۳۵ واسطوں سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک جا ملتا ہے۔ ۱۶ سال کی عمر تک کھیل کود میں مصروف رہے۔ اور تحصیلِ علم کی طرف نہ ہوئے۔ ایک برہمن نے غیرت دلائی کہ میاں تمہارا سارا خاندان علماء کا ہے۔ کیا تم جاہل رہو گے۔ چنانچہ علم کے شوق میں گھر سے نکل پڑے۔ پٹنہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ قرآن اور مشکوٰۃ کو پڑھا۔ انہی دنوں سید احمد بریلوی پٹنہ تشریف لائے۔ پندرہ یوم ان کی صحبت میں رہے۔ بابیادہ دہلی پہنچے اور مولانا شاہ محمد اسحاقؒ سے حدیث پڑھی۔ ۲½ سال میں تمام علومِ رسمیہ، فنونِ متداولہ اور کتبِ درسیہ پر عبور حاصل کر لیا۔ دہلی میں ایک استاد مولانا عبدالخالقؒ نے اپنی بیٹی سے شادی کر دی اور وہیں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ زندگی میں سینکڑوں مرتبہ

---

[۱] حاشیہ سیرت ثنائی: ص ۸۰۔ [۲] ایضاً۔ ص ۹۶۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صحاح ستہ کا دَور فرمایا۔ وسعتِ مطالعہ اور فنّی مہارت کی وجہ سے تدریس صحاح ستّہ میں بڑی آسانی پیدا کردی تھی۔ فقہ حنفی پر حدیث سے زیادہ عبور تھا۔ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی تحریک آزادی میں نظر بند ہوئے۔ ۱۸۹۰ء میں شمس العلماء کا خطاب پایا۔ ۱۱۰ سال کی عمر پائی مکمل سیرت الحیات بعد الممات کے نام پر شائع ہوچکی ہے [1]

۴۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ

۱۲۶۸ھ میں بمقام بریلی پیدا ہوئے۔ ان کے والد بزرگوار مولانا ذوالفقار علی ملازمت کے سلسلہ میں وہاں مقیم تھے۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے علم حاصل کیا۔ ۱۲۹۱ھ میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۳۰۸ھ میں دیوبند کے صدر مدرس قرار پائے۔ ۱۳۳۳ھ تک یہ خدمت سرانجام دیتے رہے۔ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی تحریک آزادی کے خاص علمبردار تھے۔ اسی سلسلہ میں گرفتار ہوئے۔ اسیر مالٹا کہلائے۔ ان کے خلاف یہ الزام تھا کہ وہ ایران، ترکی اور افغانستان میں اتحاد پیدا کرکے انگریزوں کو نکالنا اور اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتے تھے۔ مولانا عبید اللہ سندھی، مولانا انورؒ شاہ کشمیری۔ مولانا حسینؒ احمد مدنی، مولانا مفتی کفایتؒ اللہؒ اور مولانا احمد علیؒ لاہوری، ان کے اجل شاگردوں میں سے تھے۔ شیخ الہند کا خطاب پایا۔ ۱۹۲۰ء میں اس عالمِ فانی کو چھوڑ کر عالمِ جاودانی میں جا بسے [2]۔

درس و تدریس

مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ ہندوستان کے تین مدارس سے فارغ ہونے کی اطلاع ان کے پہلے اُستاد مولانا احمد اللہ امرتسریؒ کو ملی تو انہوں نے ان کو اپنے مدرسہ تائید الاسلام میں صدر مدرس کی حیثیت سے بلالیا [3]۔ کچھ دیر وہاں طلبہ کو عربی پڑھانے کے بعد ۱۸۹۸ء میں مدرسہ اسلامیہ مالیر کوٹلہ میں تشریف لے گئے۔ وہاں بھی صدر مدرسی کے فرائض سرانجام دیتے رہے [4]۔ چونکہ قدرت نے ان کو دینِ محمدیؐ کی تبلیغ

---

[1] حاشیہ سیرت ثنائی: ص، ۹ [2] ایضاً: ص ۹۱ [3] نورِ توحید: ص ۴۳ [4] ایضاً: ص ۴۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے لئے مقدر کر رکھا تھا۔ ان سے دینِ حق کی خدمت و اشاعت کا کام لینا تھا۔ رئیس المناظرین بنانا تھا۔ سینکڑوں سے اُوپر کتابوں کا مصنّف بنانا تھا۔ لہٰذا تھوڑی ہی دیر میں درس و تدریس کے کام سے دل بھر گیا۔ اور امرتسر چلے گئے۔ یہاں آکر تصنیف و تالیف، تبلیغ و اشاعت، بحث و مناظرہ میں مصروف و مشغول ہو گئے۔ اور یہ سلسلہ تقریباً پچاس سال تک جاری رہا۔

مولوی فاضل کی ڈگری

دینی تعلیم سے آراستہ و پیراستہ ہو کر وقت کے مشہور ترین مدارس سے سندیں حاصل کرنے کے ساتھ ۱۹۰۲ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس کر لیا[1]۔ جس سے مولانا کی شخصیت میں جامعیت پیدا ہو گئی۔ اس زمانے میں مولوی فاضل کا درجہ بہت بلند تھا اور صرف چند چیدہ اور بڑے ذہین لوگ یہ امتحان پاس کر پاتے تھے۔

اخلاق و عادات

حضرت مولانا مرحوم، تخلقوا باخلاق الله، کی سچی تصویر تھے۔ مخالف و موافق، دوست و دشمن کے ساتھ احسان و مروّت، خُلق و محبّت سے پیش آتے اور اس میں کسی قسم کی تخصیص و تفریق روا نہ رکھتے۔ مُسلم اور غیر مُسلم سے آپ کا حُسنِ سلوک یکساں تھا[2]۔

سکھ کے ساتھ نیک سلوک

ایک مرتبہ آپ کسی جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ ریل کے سیکنڈ کلاس ڈبہ میں ایک سکھ مسافر اپنی جگہ سے اُٹھا تو اس کو اُوپر کے پھٹے سے ایسی چوٹ آئی کہ چکرا کر گرا اور کراہنے

---

[1] نورِ توحید، ص ۴۴ [2] سیرت ثنائی: ص ۱۴۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لگا۔ حضرت مولانا اچھل کر اس کے پاس پہنچے۔ اس کو اٹھایا، سنبھالا، بستر پر لٹایا، سر اور پاؤں دباتے، مٹھی چاپی کی۔ اس نے ہرچند منع کیا۔ مگر آپ نے فرمایا، سردار صاحب! اسلام نے محض مسلمانوں ہی کی خدمت کا حکم نہیں دیا۔ تمام بنی نوع انسان اور تمام مذاہب کے پیروؤں سے نیک سلوک کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اس لیے میں نے جو سلوک آپ سے کیا ہے۔ یہ کوئی آپ پر احسان نہیں ہے۔ میرے فرائض میں داخل ہے۔ اور ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء

خدا رحم کرتا نہیں اُس بشر پر ۔۔۔ نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر
کسی کے گر آفت گذر جائے سر پر ۔۔۔ پڑے غم کا سایہ نہ اُس بے اثر پر
کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر ۔۔۔ خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

آپ ہمیشہ وعیدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من لم یوقر کبیرنا و یرحم صغیرنا۔ بزرگوں کا اَدب و احترام کرتے، بچوں پر رحم فرماتے، چھوٹوں سے شرم کھاتے اور اُن کا لحاظ کرتے، اُن سے محبت و شفقت سے پیش آتے[1]

بچے اور بوڑھے کے ساتھ سلوک

ایک مرتبہ کوئی ضعیف العمر اپنے بچے کو ساتھ لئے دفتر اہل حدیث میں آئے۔ بچہ کارآمد کاغذوں پر ہاتھ مارنے لگا۔ ایک دو کاغذ پھاڑ بھی دیئے۔ ملازم نے جو بچے کی یہ حرکت دیکھی تو اس کو سخت الفاظ میں جھڑکا۔ بوڑھے کو بھی بُرا بھلا کہا۔ کرسی سے اٹھا کر ایک چٹائی پر بٹھا دیا۔ اتنے میں حضرت مولانا تشریف لائے۔ جب اُن کو ملازم کی گستاخی کا پتہ چلا تو اُسے طلب کر کے ڈانٹ پلائی اور فرمایا بیوقوف! تو مسلمان ہو کر بچوں کو جھڑکتا ہے اور بوڑھوں کی بے ادبی کرتا ہے۔ سُن! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا و یامر بالمعروف وینہ

---

[1] سیرت ثنائی: ص ۱۴۳-۱۴۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عن المنکر " خبردار ایسی حرکت نہ کرنا [1]

بدلہ نہ لینا

آپ نے کبھی کسی سے انتقام لینے کی کوشش نہیں کی بلکہ یُوں کہنا چاہیئے کہ آپ بدلہ لینا جانتے ہی نہیں تھے۔ ایک بار کسی جلسے میں آپ تقریر کر رہے تھے کہ اہلِ بدعت نے آپ پر آوازے کسے اور خشت باری بھی کی۔ احباب نے مشورہ دیا کہ پولیس میں رپورٹ کی جائے۔ آپ نے فرمایا اگرچہ قصاص اور انتقام کا حکم موجُود ہے مگر عفو و درگذر کو بدلہ لینے پر ترجیح دی گئی ہے۔ اور جو معاف کر دینے میں مزا ہے وہ انتقام لینے میں نہیں ہے [2]۔ (قاتلانہ حملہ کرنے والے کو نہ صرف معاف کرنا بلکہ اس کی مالی مدد کرنا) اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

مجلس کے آداب

آپ کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو اعلیٰ و ممتاز جگہ پر بیٹھنے کی کوشش نہ کرتے۔ اگر اہلِ مجلس آپ کو اچھی جگہ بٹھانا چاہتے تو یہ کہہ کر انہی کے ساتھ فرش پر بیٹھ جاتے۔

کنا اذا اتینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلس احدنا حیث انتھی [3]

اسی طرح کسی کو اپنے بیٹھنے کے لئے اٹھانا پسند نہ کرتے اور دوسروں کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مُبارک لا یقیمن احدکم الرجل من مجلسہ ثم یجلس فیہ۔ پر عمل کرنے کی تلقین فرماتے۔ جگہ کی تنگی کی صورت میں فرمانِ نبوی پر عمل کرتے۔ تفسحوا وتوسعوا [4]

ایک اجلاس میں جب صاحب صدر نے حاضرین کو کھل کر بیٹھنے کے لئے کہا تاکہ جگہ وسیع

---

[1] سیرت ثنائی: ص ۱۴۳-۱۴۴ [2] ایضاً: ص ۱۴۵ [3] مشکوٰۃ: ص ۴۰۵
[4] ایضاً: ص ۴۰۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوجائے، اور لوگوں پر صدر صاحب کا اثر نہ ہوا۔ تو مولانا مرحوم نے فرمایا۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰہُ لَکُمْ[1] ۔ فوراً ہی لوگوں نے عمل کیا۔[2]

مخالفوں سے بھی خندہ پیشانی سے ملنا

دفتر "اہلحدیث" میں اور مولانا مرحوم کے خود اپنے دولت کدہ پر جب آپ کے حریف و مخالف کسی کام کے سلسلہ یا کسی اَور وجہ سے آتے تو مولانا اُٹھ کر ان کا استقبال، اپنی جگہ پر بٹھاتے، نرم و شیریں گفتگو فرماتے۔ خاطر و مدارات میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے۔ انہی اخلاق و عادات کی وجہ سے آپ ہر مکتبۂ فکر کے نزدیک ہر دلعزیز تھے۔

تمام مذاہب والے آپ کا احترام و عزت کرتے تھے۔ مخالفین میں سے اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو عیادت کے لئے تشریف لے جاتے، اگر کسی کی مالی حالت کمزور ہوتی تو بڑے پیارے انداز سے اس کی مدد فرماتے ان کا عام دستور تھا کہ مخالف کی عیادت کو جاتے وقت ایک لفافے میں سَو کا نوٹ ڈال کر لے جاتے۔ اور واپسی کے وقت اسے بیمار کے تکئے کے نیچے رکھ آتے۔ آج کل بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو کہ مولانا مرحوم کے اس عالی خلق کی گواہی دے سکتے ہیں۔

اگر ان میں سے کسی کی موت واقع ہو جاتی تو جنازے میں شریک ہوتے۔ تعزیت کے لئے اس کے ورثاء کے پاس جاتے اگر خود نہ جا سکتے تو اپنے لڑکے کو ضرور بھیجتے۔[3]

آدابِ مجلس و معاشرہ سکھانے کا پیارا انداز

مولانا مرحوم ہر لمحہ سنتِ نبویّہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے ملنے والوں کی آدابِ مجلس اور معاشرہ کے سلسلہ میں حکیمانہ انداز میں اصلاح فرماتے رہتے۔ آداب کا سبق دیتے وقت قرآن و حدیث نبویؐ کو حوالہ

---

[1] سورۃ المجادلہ آیت ۱۱ [2] سیرت ثنائی: ص ۴۰۔ [3] ایضاً: ص ۱۴۵، ۱۴۶۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے طور پیش فرماتے۔

ایک مرتبہ چند احباب کے ساتھ سیر سے واپس لوٹے تو دو چار دوستوں نے تھکاوٹ کی وجہ سے بازار میں بیٹھنے کا ارادہ کیا تو آپ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنا کر کہ آپ نے بازاروں اور چوکوں کی مجالس سے منع فرمایا، ان کو روکا [1]

ایک مرتبہ ایک شخص ان کی مجلس میں آکر جُوتے سمیت قالین پر بیٹھ گیا۔ آپ نے باتوں باتوں میں اس پر عیاں کر دیا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذا جلس الرجل ان یخلع نعلیہ فیضعھا الی جنبہ [2]

ایک مرتبہ دو مسلمانوں کو آپس میں جھگڑتے ہوئے دیکھا۔ جھگڑے سے بات بڑھ کر مارنے مرانے پر آگئی۔ مولانا مرحوم و مغفور فوراً آگے بڑھے اور دونوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ بھئی جو کچھ کہنا ہے مجھ کو کہہ لو۔ یوں دو مسلمان آپس میں لڑتے ہوئے اچھے نہیں لگتے۔ دونوں میں صُلح کرا دی اور آئندہ نہ لڑنے کا ان سے وعدہ لے لیا [3]

انفاق فی سبیل اللہ

مولانا مرحوم پر اللہ کا یہ بڑا فضل و کرم تھا۔ کہ علمی خزانے کے ساتھ دنیاوی مال سے بھی آپ کو نوازا تھا۔ مولانا امرتسر کے مسلم اُمراء میں شمار ہوتے تھے۔ کسی سوالی کو خالی نہ لوٹاتے تھے۔ جس کی جتنی مدد ہو سکتی تھی کرتے تھے۔

خود اللہ کی راہ میں خرچ کرتے اور دوسروں کو اس کی تلقین کرتے۔ بیواؤں، یتیموں، مسکینوں، غریبوں اور طالب علموں کے وظائف مقرر کر رکھے تھے۔ جماعتی اداروں سے بجائے کچھ وصول کرنے کے خود ان کی مدد کرتے تھے۔ آخری عُمر تک انہوں نے مالِ زکوٰۃ کو اپنے لیے قبول نہ کیا۔

---

[1] سیرت ثنائی، ص ۱۴۸ [2] مشکوٰۃ: ص ۳۸۰ [3] سیرت ثنائی: ص ۱۵۰۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بخل وامساک کو مولانا کی عادات واخلاق سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ ہمیشہ ہی جود وسخا اور بخشش و کرم کا نمونہ بنے رہتے تھے بخیل حضرات کو قرآن وحدیث سنا کر انفاق فی سبیل اللہ کی طرف مائل اور راغب کرتے تھے[1]

دلجوئی اور دلنوازی

حضرت مولانا ابوالوفاء نہ صرف اپنے احباب واعزا اور متعلقین کی دلجوئی اور دلنوازی فرماتے بلکہ غیر مسلموں سے بھی آپ کا برتاؤ اس سلسلہ میں بہت اچھا و اعلیٰ تھا۔ تالیفِ قلوب تو ان کا شیوہ تھا۔

جلسوں میں مبتدی حضرات کی خوب حوصلہ افزائی فرماتے۔ تقریریں کرنے والے اور تحریر لکھنے والے ان سے داد حاصل کرتے تھے[2]

غیر مسلموں سے تعلقات

مولانا مرحوم کی ساری عمر تقریروں، تحریروں اور مناظروں میں بسر ہوئی۔ جن غیر مسلموں سے آپ کے مناظرے تحریری اور تقریری ہوتے رہتے تھے۔ وہ بھی مخالفت کے باوجود آپ سے ملاقات کرنے کے لئے مشتاق رہتے تھے۔

ان کے دولت کدہ پر اس وقت بڑا عجیب نظارہ ہوتا جب ایک طرف مقلد، بریلوی، دیوبندی، موحد، بدعتی، اہل حدیث اور اہل الرائے، شیعہ وتفضیلی، مجددی ونقشبندی، نظامی وچشتی حضرات تشریف فرما ہوتے۔ وہاں دوسری طرف سماجی، سناتنی، سکھ اور جینی، بابی وسنائی، مرزائی اور عیسائی گھٹنے ٹیکے بیٹھے ہوتے اور حضرت مولانا مثل آفتاب اپنے نور علم وعرفان کی کرنیں بکھیرتے ہوتے جب کوئی غیر مسلم آتے تو اسی طرح اس کا اٹھ کر استقبال کرتے اور مناسب احترام سے نوازتے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ

---

[1] سیرت ثنائی: ص ۱۵۴۔۱۵۵ [2] سیرت ثنائی: ص ۱۵۶۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے نرمی، حلاوت، تاثیر، کشش اور حکیمانہ گفتگو سے نوازا تھا۔ لہٰذا مجلس کی توجّہ کا مرکز بنے رہتے[1]

ظرافت

قدرت نے ظرافت کو ان کی طبیعت کا جُزو ثانیہ بنا دیا تھا۔ ظرافت آمیز باتوں میں بڑے بڑے مسائل حل کر دیتے تھے[2] بلا امتیاز مذہب و ملت سب کے ساتھ اخلاق و محبت سے پیش آتے اور اسی تیغِ اُلفت سے دشمن جان مخالفین کو بھی مسخر کر لیتے تھے۔ اہل حدیثوں پر بد خلقی اور بے مُرّوتی کا الزام لگانے والوں کے لئے ان کے خصائل ایک روشن دلیل اور شمع راہ ہے۔

خلاصہ یہ کہ مولانا ابُوالوفاء ثناء اللہ امرتسری بہترین عادات اور افضل و احسن خصائل کے سرمایہ دار تھے۔ سلف صالحین کا نمونہ تھے۔ ہر بات اور فعل میں سنّت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو پیشِ نظر رکھتے تھے۔ قرآن کی آیت مُبارکہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔ سے پُورے پُورے مُستفید ہوتے۔

تحریر و تقریر میں مذہبی اور سیاسی زندگی میں اخلاقِ حسنہ کی جھلک نمایاں رہتی۔ اپنے پرائے سب اس کا اقرار کرتے تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی مشکلات و خدمات

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اگرچہ ہندوستانی باشندوں کی اجتماعی کوشش تھی لیکن اس تحریک میں بھی علمائے اسلام پیش پیش تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس تحریک کی ناکامی کے بعد انگریزوں کے ظلم وستم کا نشانہ زیادہ تر علمائے اسلام ہی بنے۔ انگریزوں نے اسلام کو کمزور کرنے بلکہ اسلام کو مسخ اور ختم کرنے کے لئے کئی ایک پروگرام بنائے۔ حاکم ہونے کی صورت میں عیسائی مشنریوں کو کھلی آزادی دے دی کہ جس طرح وہ چاہیں، عیسائیت کی تبلیغ واشاعت کریں۔ ہندوؤں میں آریہ فرقہ کو بھی ان کی سرپرستی حاصل تھی۔ مسلمانوں کے درمیان انتشار وفساد کا بیج بونے کے لئے مرزائی فتنہ کھڑا کر دیا۔

ان حالات میں عقائد سلفی کا احیاء وبقا اور آزادئ فکر کا کام بڑا مشکل اور کٹھن ہو گیا۔ لیکن علماء اسلام نے ہمت نہ ہاری بلکہ ہر طرح کی تکالیف ومصائب اور مشقتوں کا جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ اسلام کی بقاء وحفاظت کی خاطر مختلف مقامات پر دینی مدارس کھولے۔ اخبار اور رسائل کے ذریعے مسلمانوں کو بیدار کرنے کی کوشش کی۔

۱۔ مدرسہ دیوبند

جنگ آزادی کے دس سال بعد مدرسہ دیوبند کی ابتداء مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی سرپرستی میں ہوئی۔ جس کا نصب العین انگریز سرکار کی بجائے دین وملت کی خدمت تھا۔ وقت کے مشہور علماء کرام حضرت مولانا محمد قاسمؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت شیخ الہند محمود الحسنؒ۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ نے مدرسہ کے نصب العین کو پانے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں[1]

www.KitaboSunnat.com

---

[1] تاریخ مسلمانانِ عالم۔ ص ۵۰۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲۔ ندوۃ العلماء

بقول مولانا ابُوالوفاء کے کہ ۱۸۹۲ء میں مدرسہ فیض عام کانپور کی جس مجلس میں فارغ التحصیل ہونے کے بعد ان کی دستار بندی ہوئی۔ اسی مجلس میں ندوۃ العُلماء کی بنیاد رکھی گئی[1] جو چند ہی سالوں میں ایک عظیم الشان علمی ادارہ بن گیا جو بجا طور پر مولانا شبلی نعمانیؒ اور سُلیمانؒ ندوی پر فخر کرسکتا ہے۔ ان دونوں حضرات کے قلم ہمہ تن دینِ اسلام کی خدمت میں کوشاں رہتے تھے۔ ان کی سیرۃ النبیؐ کتبِ سیر میں اُونچا مقام رکھتی ہے۔ سید سلیمانؒ ندوی کے ماہنامہ "المعارف" کی مقبولیت کسی سے پوشیدہ نہیں۔

۳۔ جامعِ ملّیہ اسلامیہ

یہ ادارہ مجاہدِ اسلام مولانا محمد علی جوہر نے چند بزرگوں کی حمایت سے ۱۹۲۰ء میں شروع کیا۔ مولانا محمدؒ علی جوہر نے خود اگرچہ علی گڑھ میں تعلیم پائی تھی لیکن وہ اس ادارے کی مقصدیت سے مطمئن نہ تھے۔ سرسیّد احمد خان نے مسلمانوں کو انگریزی تعلیم سے آراستہ کر کے ملازمتوں کے ذریعے انگریزوں کے قریب کرنے کی کوشش کی لیکن مولانا محمدؒ علی جوہر کا خیال تھا کہ تعلیم کا مقصد مکارمِ اخلاق ہستعدی، محنت، یقینِ کامل، ارادے میں پختگی، قربانی اور انقلابی جدوجہد ہونا چاہیئے نہ کہ انگریز کی نوکری کر کے اس کی غلامی میں رہنا زندگی کا نصب العین بنا لیا جائے۔ جامعہ ملّیہ نے ڈاکٹر ذاکر حسین کی نگرانی میں خوب ترقی کی اور ڈاکٹر عابد حسین کی رہنمائی میں ایک اُردو اکیڈمی بھی جامعہ میں قائم ہوئی جس نے بیسیوں قابلِ قدر کتابیں شائع کیں[2]

۴۔ علی گڑھ

سرسیّد احمد نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں کئی ایک انگریزوں کو اپنے گھر میں پناہ دی تھی جس کی

---

[1] نورِ توحید۔ ص ۴۴ [2] تاریخ مسلمانانِ عالم۔ ص ۸۴۷ - ۸۴۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے انگریز ان کے قدردان تھے۔ ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ اپنے قرب کی وجہ سے انہوں نے مسلمانوں کو انگریزوں کے قریب کرنے کی کوششیں کیں۔ مسلمانوں کو باور کروایا کہ تلوار کی بجائے علم حاصل کر کے انگریز کو اپنا موقف سمجھانے کی کوشش کرو۔ اس مقصد کے لئے ایک سکول ۱۸۷۵ء میں مولوی سمیع اللہ خان کی نگرانی میں قائم کیا جو کہ ایک سال بعد کالج کی صورت اختیار کر گیا۔ سرسید احمد خان کے اس کالج کے لئے انگریزوں نے بھی دل کھول کر چندے دیئے۔

سرسیّد احمد خان نے ایک رسالہ "تہذیب الاخلاق" بھی جاری کیا جس میں مسلمانوں کی اخلاقی برائیوں کو دُور کرنے کے لئے اصلاحی مضامین لکھے جاتے۔ سرسیّد احمد کے اصلاحی کاموں میں مولوی چراغ دین، نواب محسن الملک، نواب وقار الملک، خدا بخش اور سیّد امیر علی کی معاونت بھی شامل رہی۔ عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب دے کر اسلام کی سچائی اور عظمت کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ مسلمانوں میں سیاسی بیداری پیدا کرنے میں اس ادارہ کا بھی حصہ ہے۔[۱]

مذکورہ بالا اداروں کے علاوہ ہندوستان میں اس وقت اور بھی بہت سی عظیم شخصیتیں تھیں جو انفرادی طور پر مسلمانوں کی خدمت میں مصروف تھیں۔ مثلاً

مولانا ابوالکلام آزاد نے بہت سی تصانیف کے علاوہ اپنے اخبار "الہلال" کے ذریعے دین و ملت کی بڑی خدمت کی۔[۲]

مولانا ظفر علی خان جو کہ برصغیر کے مشہور اہل قلم اور سیاسی راہنماؤں میں سے تھے۔ ان کا اخبار زمیندار وقت کا مقبول ترین اسلام اخبار تھا۔[۳]

خواجہ الطاف حسین حالی مسلمانوں کے مخلص کارکن تھے۔ قوم کی روحانی، ادبی اور اخلاقی اصلاح میں انہوں نے نمایاں حصہ لیا۔ ان کی "مسدس حالی" ہر زمانے میں مقبول رہی ہے۔[۴]

---

[۱] تاریخ مسلمانانِ عالم: ص ۸۵۰-۸۵۴ [۲] ایضاً: ص ۸۸۶ [۳] ایضاً: ص ۸۸۷ -

[۴] ایضاً: ص ۸۸۵ -

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کی خدمت محتاجِ بیان نہیں ہے۔

نواب صدیق الحسن بھوپالی نے سینکڑوں علماء کو دینِ محمدی کی نشر و اشاعت میں لگانے کے ساتھ سینکڑوں کتابیں خود تصنیف کیں[1]

مولانا وحید الزمان: پہلے ہندوستانی عالم ہیں جنہوں نے احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُردو ترجمہ کیا۔ ترمذی کو چھوڑ کر جس کا ترجمہ و شرح ان کے بھائی بدیع الزمان نے کیا۔ پوری صحاح ستہ کے مترجم ہونے کا ان کو شرف حاصل ہے۔ لغات الحدیث بھی ان کی قابلِ ذکر تالیف ہے[2]

قاضی سلیمان منصور پوری کی مشہور تصنیف "رحمۃ للعالمین" محتاجِ تعارف نہیں ہے[3]

مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ

لیکن اللہ تعالیٰ نے مولانا ابوالوفاء کے لئے جو کام خاص کر دیا تھا وہ کسی اور کے حصے میں نہ آیا۔ یہ درست ہے کہ مدرسہ دیوبند اور علماء دیوبند، ندوۃ العلماء اور علماء ندوۃ العلماء اور دوسرے علماء نے دین و ملت کی بڑی خدمت کی۔ اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

سر سید احمد نے مسلمانوں کو انگریزی تعلیم سے آراستہ تو کر دیا لیکن ان کو روحانیت سے خالی کر کے مادیت میں مشغول کر دیا۔ انگریزوں کے قریب تو کر دیا لیکن خود مسلمانوں سے دور کر دیا۔ مسلمانوں میں انکارِ احادیث رسول اللہؐ اور معجزات کا فتنہ برپا کر دیا۔

دیگر علماء کرام نے اپنی اپنی جگہ اور اپنے اپنے انداز میں اسلام کی خدمت میں سر توڑ کوشش کی۔ لیکن جو خدمت حضرت مولانا ابوالوفاء کے لئے مقدر تھی کسی اور کو کم ہی نصیب ہوئی۔

مولانا کی پیدائش کے وقت جو ہندوستان کے حالات تھے وہ پہلے لکھے جا چکے ہیں۔ جوان ہونے اور تعلیم سے فارغ ہونے پر ہندوستان کی جو مذہبی حالت تھی اس پر بھی روشنی ڈالی جا چکی ہے کہ

---

[1] ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات: ص ۲۶ [2] ایضاً ص ۳۳ ۔ ۳۵ ۔ ۴۴ ۔ ۴۵ ۔ ۴۶ ۔ ۴۷ [3] ایضاً ص ۴۶ ۔ ۴۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کس طرح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش نہ صرف غیر مسلموں کی طرف سے ہو رہی تھی بلکہ مسلمانوں میں بھی کئی ایسے حضرات تھے جو کہ انگریز کا آلۂ کار بنے ہوئے تھے۔

مولانا نے ایسے وقت وحالات میں اسلام پر ہونے والے اعتراضات یا حملوں کا نہ صرف رد کیا بلکہ جواب کا ایسا انداز اختیار کیا جس سے اسلام کی عظمت وشان دوبالا ہونے کے ساتھ مولانا کی اپنی شخصیت بھی قابلِ احترام بن گئی۔ مولانا کی تصانیف وتالیفات اور مضامین پر نظر ڈالتے ہوئے احساس ہوتا ہے۔ کہ ان کی شخصیت میں کس قدر جامعیت تھی کہ ایک ہی وقت میں تقریریں بھی ہو رہی ہیں۔ خطبے بھی دیئے جا رہے ہیں۔ مناظرے ہو رہے ہیں لیکن اس دوران میں اسلام دشمن قوتوں کی نہ صرف کتابوں کا مطالعہ بھی ہو رہا ہے۔ بلکہ ساتھ ساتھ جواب بھی لکھے جا رہے ہیں۔

شدھی تحریک

آریہ سماج نے اسلام کے خلاف ایک شدھی تحریک چلائی تھی۔ اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے آریہ سماج نے سارے ہندوستان میں ہندو دھرم کے پرچار کے لئے شاخیں کھول دیں۔ ہر قسم کے حربوں کو استعمال کیا جاتا تھا۔ اس تحریک کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو یا تو ہندو بنا لیا جائے یا ان کو ختم کر دیا جائے۔ اسی تحریک کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی خاطر ہندوؤں کے کئی فرسودہ عقائد کو ترک کر دیا گیا اور مسلمانوں کے کئی اصُولوں کو آریہ دھرم میں شامل کر لیا گیا۔ مثلاً رسم ستی کو ترک کر کے بیوہ کو دوبارہ نکاح کی اجازت دی گئی۔ جن علاقوں میں ایسے مسلمان بستے تھے جو صدیوں ہندوؤں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے برائے نام مسلمان تھے وہاں آریہ مہم زیادہ تیز تھی۔

اگرچہ کئی ایک اسلامی تنظیمیں اس مقصد کے لئے وجُود میں آئیں لیکن مولانا ابُوالوفاء نے آریہ کو خاص کر اپنی توجہ کا مرکز بنایا۔ ان سے تقریری اور تحریری مناظرے کئے۔ اور ان کی طرف سے اسلام کے خلاف اپنے زمانے میں لکھی گئی کتاب کا مسکت جواب بھی دیا۔ یُوں مسلمانوں کو شدھی تحریک سے محفوظ رکھا۔

مولانا موصوف نے اس سلسلے میں ایک طرف کلکتہ، حیدرآباد دکن اَور دوسری طرف مدراس تک کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دُور دراز علاقوں کے سفر اختیار کئے اور ہر جگہ اسلام کے پرچم کو سربلند کیا۔ اس تمام تگ و دو میں حضرت مولانا محمدؐ ابراہیم میرؔ مرحوم ان کے شریکِ کار اور ہم سفر رہے۔

مولانا کی تصانیف

سلسلۂ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد حضرت مولانا ابُوالوفاء ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کچھ عرصہ مختلف مدارس میں صدر مدرس کی حیثیّت سے دین کی خدمت میں مصروف رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو صرف اُستاد بن کر دین و ملّت کی خدمت کرنے کے لئے پیدا نہ کیا تھا۔ بہت سے اساتذہ دن رات یہ خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ ضرورت تو اس بات کی تھی کہ کوئی مجاہدِ اسلام بن کر تحریری اور تقریری میدانِ عمل میں اُترے اور اسلام دشمن طاقتوں سے ٹکّر لے۔ ان کے حملوں کا منہ توڑ جواب دے اور ان کے اپنے اپنے مذاہب کی خامیوں اور کمزوریوں کو ان کے منہ پر دے مارے۔ اسلام پر انگلی اٹھانے والوں اور اسلام کے خلاف زبان کھولنے والوں کو بتلائے کہ تم اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھو تمہارا اپنا کیا حال ہے۔ جس مذہب و دین کو تم سمجھ نہ سکے، جس کی عظمت تم پر عیاں نہ ہو سکی۔ جس کو تم نے صرف سطحی نگاہ سے اس لیے دیکھا تاکہ تم اس پر اعتراض کر سکو اور اپنے باطل عقیدوں کو صحیح ثابت کر سکو۔ تم اس کی حقیقت اور اس کے فلسفے کو کیسے پا سکتے ہو؟ ظاہر ہے یہ کام وہی کر سکتا تھا۔ جو کہ دوسرے مذاہب کا اچھی طرح مطالعہ کرتا۔ ان کا فلسفہ سمجھتا۔ ان کی تعلیم کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیتا۔ پھر ان کی طرف سے ہونے والے اعتراضوں کا ان کی اپنی ہی کتابوں کے حوالوں سے رَدّ کرتا۔ چنانچہ ہم دیکھیں گے کہ یہ مشکل اور کٹھن کام اللہ تعالیٰ نے مولانا سے کروایا۔

خود مولانا کا اپنا بیان ہے کہ "میری طبیعت طالب علمی کے زمانے ہی سے مناظرات کی طرف مائل تھی۔ اِسی لیے تدریس کے علاوہ عیسائی، آریہ اور قادیانیوں کے علم الکلام اور کتب مذہبی کی طرف متوجّہ رہا۔ بفضلہٖ تعالیٰ میں نے ان میں کافی واقفیت حاصل کر لی[1]

[1] نقوشِ ابوالوفاء: ص ۲۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس سلسلہ میں مولانا نے سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصانیف و تالیفات سے بھی بہت استفادہ کیا۔ حدیث میں قاضی شوکانیؒ، حافظ ابن حجرؒ اور حافظ ابن قیمؒ وغیرہم سے علم الکلام میں امام بیہقیؒ۔ امام غزالیؒ حافظ ابن حزمؒ۔ علامہ عبدالکریم شہرستانی، حافظ ابن تیمیہؒ، امام رازیؒ اور شاہ ولی اللہؒ کی تصانیف سے خاص طور پر فائدہ اٹھایا۔

معلوم ہوتا ہے کہ .. ۹ء میں مولانا نے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اپنی تصانیف و تالیفات کا آغاز فرمایا جو کہ آخری عمر تک جاری رہا۔ مولانا کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان کی تالیفات و تصانیف کی تعداد ایک سو سے تجاوز کرتی ہے۔

جس طرح مولانا کا تقریروں میں اندازِ تکلّم نرم، شیریں پُراثر، جاذب اور دلچسپ ہوتا تھا۔ اسی طرح مولانا کی تحریریں بھی حلاوت و بلاغت تہذیب و خلق، بچے تلے الفاظ، لغو و حشو سے پاک اور سُلجھے ہوئے انداز کا نمونہ ہوتی تھیں۔ اگرچہ دشمن کی طرف سے بُری زبان استعمال ہوتی، اخلاقی معیار سے گری ہوئی ہوتی۔ اچھے بھلے انسان کو جوش و غیرت دلانے والی ہوتی لیکن مولانا بڑے تحمّل اور احسن طریقے سے ایسے جواب دیتے کہ خود دشمن بھی داد دیئے بغیر نہ رہ پاتا۔ جس کے نمونے اپنے اپنے مقام پر سامنے آئیں گے۔

مولانا ابُوالوفاء کی تصانیف و تالیفات کو مندرجہ ذیل حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) آریہ سماج کے رَدّ میں لکھی جانے والی کتابیں و مضامین۔

(۲) عیسائیت کے رَدّ میں۔

(۳) مقلّدین کی ہدایت اور اہلحدیث کی حمایت میں۔

(۴) ردِّ مرزائیت۔

(۵) عامۃ المسلمین کے استفادے کی خاطر۔

(۶) ردِّ بہائیت و بابیت (بہاءاللہ اور باب)

(۷) کلام اللہ کی تفاسیر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۸) اخبارات

(۹) فتاویٰ

آریہ مشن کا محاسبہ

جیسے کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ آریہ مشن انگریزوں کے عہد میں قائم ہوا۔ اور زیادہ تر ان کے حملوں کا رُخ اسلام ہی کی طرف رہا۔ مسلم علماء نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق ان کا محاسبہ اور اسلام کی مدافعت کرنے کی کوشش کی۔ اس سلسلہ میں قادیانیوں نے بھی مسلمانوں کو دھوکا دینے کی خاطر حصہ لیا۔ لیکن جب مجاہدِ اسلام نے باقاعدہ آریوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ ان کی ہر کتاب جو کہ قابلِ جواب ہوتی اس کا جواب دیا۔ ان سے تحریری اور تقریری مناظرے کئے۔ آریہ دھرم کے کھوکھلے پن کی حقیقت لوگوں پر عیاں کر دی۔ چند ایک مرتد ہونے والے مسلمانوں پر واضح کر دیا کہ انہوں نے دینِ حق کو چھوڑ کر اپنی دنیا اور آخرت کو برباد کرنے کا سامان کیا ہے۔ اسلام ہی حق اور سچ ہے۔ یہی دین کامل ترین ہے۔ انسانی زندگی کے لئے ایک مکمّل ضابطۂ حیات ہے۔ اسی کو اپنا کر انسان دنیاوی و اُخروی زندگی کو سنوار سکتا ہے۔ مولانا کی تقریر و تحریر براہین و دلائل، حکمت و عقل پر مبنی ہوتی جو کہ صاحبِ عقل و ادراک کے لئے راہنمائی کا سبب اور باعث بنتی۔

گوجرانوالہ کا ایک نوجوان بہک کر آریہ سماج میں نہ صرف داخل ہو گیا بلکہ اس نے اسلام کے خلاف وہ کتابیں لکھیں جن کا مدلّل جواب دینا صرف چند علماء کے حصّہ میں آیا۔ مفصّل حال اپنے مقام پر آئے گا۔ یہاں اتنا ہی بتانا مقصود ہے کہ مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریروں سے متاثر ہو کر گیارہ سال کے بعد پھر اسلام میں لوٹ آیا۔

مولانا نے جو کتابیں ردِّ آریہ کے سلسلہ میں لکھیں ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

(۱) حق پرکاش

(۲) الہامی کتاب

(۳) ترکِ اسلام بجواب ترکِ اسلام

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۴) کتاب الرحمٰن وید ہے یا قرآن۔
(۵) مقدس رسول
(۶) چہار وید
(۷) نکاح آریہ
(۸) اصُول آریہ
(۹) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
(۱۰) القرآن العظیم
(۱۱) ہندوستان کے دو ریفارمر
(۱۲) حدوث وید
(۱۳) الہام
(۱۴) شادی بیوگان اور نیوگ
(۱۵) سوامی دیانند کا علم و عقل
(۱۶) بحث تناسخ
(۱۷) حدوثِ دنیا
(۱۸) تبر اسلام
(۱۹) مباحثہ گوشت خوری
(۲۰) کتابِ روح
(۲۱) آریہ دھرم کا فوٹو
(۲۲) حدوثِ مادہ
(۲۳) ثبوتِ قربانی گاؤ
(۲۴) وید کا بھید
(۲۵) وید اور سوامی دیانند
(۲۶) شدھی توڑ
(۲۷) ابدی نجات
(۲۸) ویدک الیشور کی حقیقت
(۲۹) اخبار مسلمان
(۳۰) تغلیبِ اسلام
(۳۱) نمازِ اربعہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا تصانیف میں سے چند کا یہاں جائزہ لیا جاتا ہے۔

۱۔ حق پرکاش

یہ کتاب مولانا نے سوامی دیانند کی کتاب "ستیارتھ پرکاش" کے جواب میں لکھی۔

سوامی جی نے اس کتاب میں دیگر مسائل کے علاوہ ویدوں کے حوالوں سے مسئلہ نیوگ بھی ثابت کیا ہے۔ جس کی رُو سے بے اولاد خاوند کا اپنی بیوی سے یہ کہنا جائز ہے کہ کسی دوسرے طاقتور آدمی سے اولاد حاصل کر۔ نطفہ کی حصول کی خاطر بے اولاد خاوند کو اس آدمی کی خدمت بھی کرنی ہوگی۔

سوامی جی کے نزدیک کسی دھرتی میں بیج ڈالنے والا اس دھرتی کا نہ تو مالک ہو سکتا ہے اور نہ ہی پیداوار کا۔ اس کتاب میں سوامی جی نے ہندو جوگیوں کی بدکرداری کو بھی اجاگر کیا ہے۔ لیکن مولانا ثناء اللہ کو اس کتاب کے جواب دینے پر رغبت دلانے والا اس کا چودھواں باب ہے جس میں مؤلف نے دوسرے مذاہب کا مذاق اڑایا ہے۔ اسلام کا استہزاء کرتے ہوئے قرآن پر ۱۵۹ اعتراضات کر دیئے۔ جن میں سے پہلا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پر ہے۔ سوامی نے الزام لگایا کہ مسلمانوں کا ایسا کہنا کہ قرآن مجید خدا کا کلام ہے۔ ٹھیک نہیں کیونکہ اس قول (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بنانے والا کوئی دوسرا ہے کیونکہ اگر یہ خدا کا بنایا ہوا ہوتا تو "شروع نام اللہ" ایسا نہ کہتا بلکہ "شروع واسطے ہدایت انسانوں کے" ایسا کہتا۔ اگر وہ انسانوں کے لئے ایسا کہتا کہ تم ایسا کہو تو بھی درست ہے کیونکہ اس سے گناہ کا ہونا صادق آئے گا اور اس کا نام بدنام ہوگا۔[۱]

مولانا نے اس اعتراض کا رَدّ کرتے ہوئے لکھا۔ سوامی جی! اگر رگوید کا منتر اوّل ملاحظہ کر لیتے تو یہ بیجا اعتراض نہ کرتے جو کہ حسب ذیل ہے۔

"ہم لوگ اس اگنی کی تعریف کرتے ہیں جو کہ ہمارا پورا است کرنے والا، یگیوں کا نیول کرنے والا، روشن

---

[۱] حق پرکاش۔ ص ۶۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

موسموں کی تبدیلی کرنے والا، جملہ جواہرات کا پیدا کرنے والا ہے۔

مولانا نے جوابی سوال کیا اگر اگنی سے بقول آپ لوگوں کے خدا مُراد ہے اور وید بھی خدا کا کلام ہے تو اس کلام کا فاعل کون ہے۔؟ مولانا نے یجروید اور اتھر وید کے حوالے بھی دیئے۔

مولانا نے الزامی جواب وارد کرنے کے بعد لکھا کہ الہامی کتابوں کا محاورہ اور طریقِ کلام کئی قسم کا ہوتا ہے۔ کبھی تو خود ہی صیغہ متکلّم سے مطلب ادا کرتا ہے اور کبھی غائب سے، اور کبھی کوئی ایسا مطلب جو بطور دعائیہ اس کے بندوں کو سکھانا منظور ہو۔ اس کو بندوں کی زبان پر بصیغہ متکلّم جاری کرایا جاتا ہے سورۃ فاتحہ بھی اخیر قسم سے ہے جس میں سوامی جی نے بوجہ ناواقفی کتب ربّانی پر اعتراض کر دیا۔

مولانا نے سوامی جی کو مشورہ دیا کہ الہامی کتابوں پر اعتراض کرنے سے پہلے کسی عربی مدرسہ میں بیٹھ کر قرآن مجید کو سمجھ لیا ہوتا[1]

حق پرکاش کی مختلف طوابع میں مولانا نے یہ بھی اہتمام فرمایا کہ اگر آریہ کی طرف سے جواب الجواب کی کوئی صورت بذریعہ آریہ رسالہ "مسافر" پیدا بھی ہوئی تو اس کا بھی جواب ساتھ ساتھ دیا ہے، آریہ کی طرف سے گوشت خوری کے سلسلہ میں یہ اعتراض کیا گیا کہ مسلمان مُفید مُفید جانوروں کو تو کھا لیتے ہیں لیکن درندوں کو حرام سمجھتے ہیں[2]

مولانا نے اس اعتراض کا جواب نہ صرف طبّی اور ڈاکٹری اصُول کو ملحوظ رکھتے ہوئے دیا بلکہ روحانی اور اخلاقی قدروں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے لکھا۔

مولانا فرماتے ہیں کہ طب کی کتابوں کی رُو سے انسان جو غذا کھاتا ہے وہ اس کے جسم کا جزو بدن بن کر اپنا اثر کرتی ہے۔ طِبّ تو صرف جسم کی حفاظت کرتی ہے لیکن شریعت جسم اور رُوح دونوں کی محافظ ہے۔

دونوں حفاظتوں میں رُوح کی حفاظت اس کی نظر میں مقدم ہے کیونکہ جسم کی حفاظت سے مُراد تو ظاہری تکالیف اور اذیتوں سے بچانا ہے لیکن رُوحانی حفاظت سے مُراد بداخلاقیوں سے محفوظ رکھنا

www.KitaboSunnat.com

---

[1] حق پرکاش: ص ۷، [2] ایضاً: ص ۱۴۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے تاکہ وہ انسان کے لئے دوسری زندگی میں موجبِ تباہی نہ ہوں۔

درندوں کا گوشت کھانے سے اگر انسان خونخوار نہ بنے لیکن آدھا خونخوار تو ضرور ہو جاتا ہے۔ یہی درندگی اخلاقی قدروں کو پامال کرنے کا سبب بنتی ہے۔ انسان ایسی حرکتیں کرتا ہے جو کہ اس کی اُخروی زندگی کو برباد کرتی ہیں۔

مولانا نے آریہ پر دلچسپ سوال کیا کہ تمہارے ہاں چوری کے مال سے پوری کچوری یا ساگ بھاجی خرید کی ہوئی حرام کیوں ہے؟ بظاہر تو اس سے کوئی جسمانی نقصان نہیں آتا۔ اس کو اس لیے حرام تصوّر کیا جاتا ہے کیونکہ اس سے دوسری زندگی پر بُرا اثر پڑتا ہے[1]

لہٰذا شریعتِ اسلامیہ میں جو چیز انسان کی اس زندگی میں اس کے اخلاق پر یا دوسری زندگی میں اثر بد ظاہر کرنے والی ہو وہ حرام ہے۔ اُس بات اور کام سے بھی روکتی ہے جو کہ گناہ کا سبب بن سکے۔ آریہ کی طرف سے یہ بھی اعتراض وارد ہوا کہ اگر قرآن کا خدا دنیا کا پروردگار ہوتا تو سب پر رحم کرتا۔ دوسرے مذاہب اور حیوانات وغیرہ کو بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل نہ کروانے کا حکم نہ دیتا[2] اگر معاف کرنے والا ہے تو گنہگاروں پر رحم کرے گا۔ اگر کرے گا (تو یہ نہ کہتا) کہ کافروں کو قتل کرد۔ یعنی جو قرآن اور پیغمبر کو نہ مانیں وہ کافر ہیں ایسا کیوں کہتا ہے؟ اس لیے قرآن خدا کا کلام ثابت نہیں ہوتا[3]

معترض نے مذکورہ بالا عبارت میں جہاد کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ مولانا نے ویدوں اور منوجی کے سات حوالے نقل کر کے ثابت کیا کہ جہاد کی تعلیم ہندو دھرم میں بھی پائی جاتی ہے۔ جو کہ جہاد سے زیادہ ملک گیری کی ہوس پر مبنی ہے۔ فتح یاب ہونے کے بعد نہ صلح کی نہ ہی معاف کرنے یا درگذر کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ بلکہ تہ تیغ کرنے کا حکم ملتا ہے۔ اس کے بعد مولانا نے قرآنی تعلیم پر روشنی ڈالتے ہوئے قرآن کے شواہد سے ثابت کیا کہ جہاد کا مقصد انسانی فلاح و بہبود ہے اور رشد و ہدایت ہے محض ملک گیری یا قتل و غارت نہیں۔ کیونکہ قرآن میں باری تعالیٰ نے فرمایا۔

---

[1] حق پرکاش: ص ۱۴۔۱۵ [2] ایضاً: ص ۱۶۰ [3] ایضاً: ص ۱۶۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۱) وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ (البقرہ۔ ۱۹۰)

(۲) وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ (الانفال ۶۱)

(۳) فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ (التوبۃ ۵)

اسلام کا مقصود معاشرہ کو فتنہ و فساد سے پاک کرنا ہے۔ اسی لیے ارشاد ہوا۔ قاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ۔

اگر جہاد سے مراد محض قتل و غارت ہے تو اسلام ذمیوں کے حقوق کا سختی سے خیال کیوں کرتا ہے۔ مفتوح غیر مسلموں کی جائداد، مال و جان، عزت اور عبادت گاہوں کی حفاظت کیوں کرتا ہے [۱]

المختصر مولانا ثناء اللہ نے آریہ کی طرف سے ہونے والے ۱۵۹۔ اعتراضات کا بالتفصیل ایک ایک کرکے ویدوں اور دیگر ہندو کتب کے حوالوں کے ساتھ جواب دیا۔ اور یہ شرف مولانا کو ہی حاصل ہے کہ ان کی اس کتاب کے بعد کسی مسلمان نے اس موضوع پر قلم اٹھانے کی ضرورت محسوس ہی نہ کی اور اسی سے اس کتاب کی اہمیت و افادیت کا پتہ چلتا ہے۔ حق پرکاش چھ مرتبہ امرتسر میں چھپی اور ساتویں مرتبہ عربی میں ترجمہ ہو کر غالباً بغداد میں شائع ہوئی۔

مقدس رسول

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری کی یہ کتاب آریہ کی طرف سے لکھی گئی" رنگیلا رسول" کے جواب میں ہے جس میں سید الانبیاء مصطفیٰ و مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خانگی حالات نہایت ہی اوچھے، برے لہجے اور بدترین انداز میں لکھے گئے تھے۔ انداز اور الفاظ کی نامعقولیت دیکھ کر اور مضمون کتاب پڑھ کر ہندوستان کے مسلمانوں میں تہلکہ مچ گیا۔ ہر طرف سے اس کتاب کے خلاف شور برپا ہو گیا۔ یہاں تک کہ مسٹر گاندھی

---

[۱] البقرۃ: ص ۱۹۳ [۲] [۳] حق پرکاش: ص ۱۶ سے ۲۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو بھی اس ناپاک کتاب کا انداز قابلِ نفرت نظر آیا۔ گورنمنٹ نے بھی اس کتاب کو قابلِ اعتراض جانا۔ مقدمہ قائم کیا گیا لیکن چونکہ مصنف نے اپنا نام نہ لکھا تھا لہٰذا کسی کے خلاف کوئی ایکشن نہ لیا گیا۔

کتاب کیا تھی مسلمانوں کی دل آزاری اور تکلیف و اذیت کا ذریعہ تھی۔ اسلام پر حملے کرتے کرتے ہادیٔ برحق کی عصمت پر بھی حملہ کر دیا گیا جو کہ مسلمان کسی بھی صورت میں برداشت نہ کر سکتے تھے۔ جلتی پر تیل ڈالنے والی بات پرتاپ اخبار نے اپنے ۱۲ جولائی ۱۹۲۴ء کے شمارے میں پوری کر دی۔

"اگر بدھ، عیسیٰ، نانک اور دیانند پر نکتہ چینی ہو سکتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بالاتر ہو۔ کوئی ہندو یا آریہ حضرت کے متعلق کسی قسم کی بے ادبی اپنے ذہن میں نہیں لا سکتا۔ ہاں وہ اس اصول کے لئے لڑیں گے کہ حضرت کی زندگی نکتہ چینی سے بالاتر نہیں۔ مسلمانوں کا کوئی حق نہیں کہ جب غیر مسلم اس مضمون پر قلم اٹھائے تو آپے سے باہر ہو کر اسے کچلنے کی کوشش کریں۔

مسلم اخبارات اور رسالہ جات میں احتجاج کرنے اور جواب دینے کے علاوہ بھی مختلف صورتوں میں احتجاج کیا گیا۔ لیکن جو احتجاج و جواب کا انداز حضرت مولانا ابوالوفاء نے "مقدس رسول" میں اختیار کیا۔ اس کو مسلمانوں کے علاوہ بھی ہر مذہب اور طبقے میں سراہا گیا۔

علماء دیوبند کا خراجِ تحسین

"رنگیلا رسول" چھاپ کر آریہ سماج نے جو نمونہ تہذیب اور آرین راست بیانی کا پیش کیا ہے۔ وہ فی الحقیقت سماجی لٹریچر کی مشہور و معروف خصوصیات دل آزاری، سخت کلامی، دروغ بیانی اور اندھے تعصب کا ایک ایسا مکمل عروج ہے جس میں سماج کے معلّم اوّل (سوامی دیانند) کی اخلاقی تعلیم کے خدوخال پوری صفائی اور وضاحت سے نظر آ رہے ہیں۔

ایسی گندی اور متعفن تحریر کسی آریہ کی طرف منسوب ہو تو ہمیں کچھ بھی حیرت نہیں ہے۔ ہاں حیرت اگر ہے تو مسلمانوں کی غایت درجہ کے صبر و تحمل پر کہ آج سے اپنے پاک رسول کی جناب میں ایسے رکیک اور کمینہ حملے دیکھ کر بھی ان میں کوئی حرکت پیدا نہیں ہوئی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ؎

حق تعالیٰ نیک اجر دے۔ مولوی ابُوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری کو جنہوں نے مقدس رسول لکھ کر ایسی گندگی کا جواب بڑی پاکیزگی سے اندھیرے کا اجالے سے اور بد تہذیبی کا نہایت سنجیدگی اور متانت سے دیا۔ اور ثابت کر دیا کہ اس رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا جن کی بعثت کی غرض ہی یہ تھی۔ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاق۔ اس گئی گزری حالت میں بھی دنیا کے بڑے بڑے مدعیانِ تہذیب سے بڑھ کر مہذّب ہیں۔ سچ یہ ہے کہ مولوی صاحب ممدوح نے اپنے مخصوص رنگ اور مختصر جملوں میں رنگیلے مہاشہ کا سارا تار و پود بکھیر دیا ہے۔ اپنے قلم کی حرکت سے کذب و دروغ اور تعصّب و عناد کے وہ سب غلیظ پردے یکسر چاک کر دیئے ہیں جن کے نیچے رنگیلے مہاشہ نے اس مقدس رسول کی پاک زندگی کو مستور کرنا چاہا۔

خدا تعالیٰ مولوی صاحب کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور ہم کو کام کرنے کی ہمّت بخشے۔

جزاه الله عن سائر المسلمين جزاء حسنا ووفقه وايانا لما يحب ويرضى

(دستخط علمائے کرام)

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا سراج احمد، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن (از مدرسہ دیوبند)

ہندوستان کے دیگر بہت سے مشہور علماء اسلام کے علاوہ حیدر آباد دکن کے مہاراجہ سرکشن شاد یمین السلطنت نے بھی خوب سراہا۔

اخبارات

اخبارات نے بھی دل کھول کر خراجِ تحسین ادا کیا۔ چنانچہ روزنامہ "زمیندار" نے اپنی ۲۲ جنوری ۱۹۲۵ء

؎ سورہ مریم: ۲۳ (کاش کہ اس سے پہلے میں مرگئی ہوتی اور بھولی بسری ہوگئی ہوتی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی اشاعت میں لکھا۔

مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری کو غیر مسلموں کے مذہبی اعتراضات کے دندان شکن اور قاطع جواب دینے میں جو خاص شہرت حاصل ہے وہ محتاج تصریح نہیں۔ بلاخوف تردید یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ مولانا ممدوح نے اس وقت تک عیسائیوں، آریوں اور دوسرے گمراہ فرقوں کے مقابلہ میں دین قیم کی جو عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں ان کی سپاسگذاری کے گراں بہا فرض سے ہندوستان کے مسلمان کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتے۔

قارئین کرام کو معلوم ہو گا کہ پچھلے دنوں ایک آریہ مہاشہ نے "رنگیلا رسول" کے نام سے ایک سخت دل آزار کتاب شائع کی تھی جس میں کائنات کے بزرگ ترین انسان یعنی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر نہایت ہی رکیک، کمینے اور نامہذب اعتراضات کئے گئے تھے۔ مولانا ثناء اللہ صاحب نے "مقدس رسول" میں اس کتاب کا نہایت متین، معقول، محققانہ اور قاطع جواب دیا ہے اور سب سے نمایاں اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ زیر جواب کتاب کے انداز تحریر کی شدید دل آزاری کے باوجود مولانائے ممدوح نے "جادلهم بالتي هي احسن" کے رشتہ ملکوتیت ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور علمائے کرام دیوبند کے قول کے مطابق "گندگی کا پاکیزگی سے، اندھیرے کا اجالے سے اور بدتمیزی کا سنجیدگی اور متانت سے جواب دیا ہے۔ مقدس رسول (۱۰۸) صفحات پر مشتمل ہے۔ لیکن اس اجمال و اختصار کے باوجود ہر اعتراض کی نہایت عمدہ انداز اور دل آویز طریقہ سے تردید کی گئی ہے۔ ہماری دلی آرزو ہے کہ اس کتاب کی مسلمانوں میں زیادہ اشاعت ہو تا کہ سماجیوں اور دوسرے مخالف فرقوں کے لغو، بیہودہ اور غیر معقول اعتراضات کی بے حقیقتی سے پورے طور پر واقف ہو جائیں۔

روزنامہ "سیاست" نے ۱۱ر اکتوبر ۱۹۲۴ء کے شمارے میں مولانا کو فاضل اجل، رئیس المناظرین فخر المتکلمین اور شیر پنجاب لکھ کر مقدس رسول کی تعریف کی۔ "مسلمان اخبار" بمبئی "مسلم راجپوت" امرتسر، "عالمگیر" لاہور "وکیل" امرتسر "وطن" لاہور اور "المسلم" بنگلور نے بھی مولانا کی مساعی بے مثال کی قدردانی کا حق ادا کیا۔ حامی آریہ دھرم پرکاش لاہور نے ۲۲ ستمبر ۱۹۲۴ء کے شمارے میں مولانا کی تصنیف کا خیر مقدم کرتے ہوئے لکھا کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مذہبی میدان میں جوہر دکھانے کا اعلیٰ ڈھنگ اور دیگر مذاہب کے خلاف سچا ثابت کرنے کا طریقہ یہی ہے۔

رنگیلا رسول کے چند اقتباسات

یہاں رنگیلا رسول کے چند اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں تاکہ اندازہ ہو سکے کہ ایسی بے ہودہ کتاب کا جواب احسن پیرائے میں لکھنا کتنا مشکل کام تھا جس کو مولانا نے خداداد ذہانت و فطانت، تحمل و صبر کے ساتھ پورا کیا۔ رنگیلا رسول ص ۱۱ پر مہاشہ لکھتا ہے۔

محمد بچپنے میں یتیم ہو گئے تھے۔ بہت مدت تک ماں کی ماتا کا سکھ نہ دیکھا تھا۔ اس سن رسیدہ عورت (خدیجہ) سے بیاہ کر لینے سے دونوں مرادیں (ماں اور بیوی) حاصل ہوئیں۔

ص ۴۸-۴۹-۵۱ **محمد** کو ایسا کون سا نام دوں جس سے محمد کی زندگی کا فوٹو آنکھوں میں اتر آئے پچاس سال کا تھا جب خدیجہ نے انتقال کیا۔ باسٹھ سال کا تھا جب خود انتقال کیا۔ اس بارہ سال کے عرصہ میں دس عورتیں لیں یعنی سوا سال میں ایک۔ ان حالات میں اگر میں اپنے رنگیلے رسول کو بیویوں والا کہہ دوں تو کیا موزوں نہ ہوگا۔ بیویوں والا کہا اور محمد کو پالیا۔ محمد کے دل کو پالیا۔ محمد کی روح کو پالیا۔

ص ۱۹ پر عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں لکھا ہے:۔

محمد نے اس خرد سال لڑکی سے جو عمر میں اس کی پوتی تھی اپنی نسبت کیوں ٹھہرائی۔

اسی طرح دیگر ازواج مطہرات کی شان میں بڑے ہی گستاخانہ انداز میں اعتراضات وارد کئے ہیں۔ لیکن مولانا ابوالوفاء نے بڑے ہی پیارے انداز میں ایک ایک اعتراض کا جواب آریہ کی معتبر کتب اور ویدوں سے ایسے دیا کہ مقدس رسول کا جواب لکھنے میں آریہ کی طاقت جواب دے گئی۔ کتاب کی عظمت و افادیت کا اندازہ ان آراء سے معلوم ہو سکتا ہے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

رنگیلا رسول کے شائع ہونے پر مسلمانوں میں آگ لگ چکی تھی۔ صاحب علم و اہل قلم حضرات نے جواب کتابوں اور مضامین کی صورتوں میں دیا لیکن آقائے نامدار، سرور کائنات، سید الانبیاء مصطفیٰ و مجتبیٰ، رحمت للعالمین، خاتم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت اور محبت رکھنے والے علم الدین کا جواب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام ابن تیمیہؒ کے فتوی کے مطابق تھا جو کہ اُنہوں نے اپنی کتاب "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" میں صفحہ ۳ پر شائع کیا تھا۔ چنانچہ مجاہد عظیم علم الدین شہید کے حصے میں یہ سعادت آئی کہ وہ راجپال جیسے دشمنِ رسول کا سر قلم کر کے دین و دنیا کی سُرخروئی حاصل کرے۔

تُرکِ اِسلام

مولانا کی یہ کتاب دھرمپال کے اس لیکچر کے جواب میں لکھی گئی ہے جو بعنوان "ترکِ اسلام" پہلے شائع ہوئی تھی۔ اصل میں یہ شخص گوجرانوالہ کا ایک مسلمان تھا۔ جس کا نام عبدالغفور تھا۔ ۱۳ جون ۱۹۰۳ء میں یہ شخص ملازم سے بیزار ہو کر مُرتد ہوا۔ اور آریہ سماج میں داخل ہو کر دھرمپال بن گیا۔ آریہ نے اس کے سماج میں داخل ہونے پر جشن و نمائش کا اہتمام اور چرچا کیا۔ دھرم پال نے آریہ سماج مندر گوجرانوالہ میں اس موقعہ پر ایک لیکچر "ترکِ اسلام" کے نام پر دیا۔ جسے آریہ سماج نے چھاپ دیا۔ جب یہ لیکچر چھپ کر مسلمانوں تک پہنچا تو مسلمانوں میں ایک سرے سے دُوسرے تک بجلی کی طرح آگ لگ گئی۔ سب سے پہلے حضرت مولانا نے "ترکِ اسلام" کے نام سے دھرمپال کے لیکچر کا جواب لکھا۔ مولانا نے جواب لکھتے وقت مقدمہ میں یہ بھی اُمید ظاہر کی، کہ دھرمپال انشاء اللہ ضرور واپس اسلام میں آئے گا۔ اللہ تعالے نے مولانا کی اُمید کو پُورا کیا۔ چنانچہ دھرمپال ۳ جون ۱۹۱۳ء کو دوبارہ مسلمان ہو گیا اور اپنے اسلام کا اعلان اس نے اپنے ماہانہ رسالہ المسلم میں کیا جو کہ اس نے لدھیانہ سے جاری کیا تھا۔

دھرمپال نے قرآن پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا کہ قرآن کا خدا بڑا مکار اور فریبی ہے۔ قرآن کی یہ آیت بطور استشہاد کے پیش کی۔

مکروا و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین[1] "انہوں نے مکر کیا اور اللہ نے مکر کیا اور اللہ بہترین مکر کرنیوالا ہے"

اور لکھا کہ کسی بھلے آدمی پر جو سچ مچ فریبی نہ ہو، اس پر یہ الزام لگایا جاوے تو وہ گلے پڑ جاوے گا اور عدالت

---

[1] آل عمران۔ ص ۵۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تک پہنچ جائے گا، مگر خدا پر فریب بازی لگانا کسی بڑے ہی من چلے آدمی کا کام ہو سکتا ہے۔

"افسوس میں اس بات کو تسلیم نہیں کرتا"۔

مولانا نے جواب دیتے ہوئے لکھا کہ مکر کا معنی عربی کے اصل محاورے میں خفیہ تدبیر کا داؤ چلانے کے ہیں۔ چونکہ خدا کے تمام کام خفیہ ہی ہوتے ہیں جو اپنا کام اندر ہی اندر کر جاتے ہیں۔ ورنہ کون کہہ سکتا ہے کہ کبھی کسی کو خدا نے سامنے آکر طمانچہ یا مکا مارا نہیں بلکہ اندر ہی اندر اس کے احکام جاری ہو کر اپنا کام کرتے ہیں۔ انہی معنوں میں خدا کی نسبت مکر اللہ کہا جاتا ہے۔ اسی لئے قرآن میں ارشاد ہوا ولا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرین حضرت مولانا کے "ترکِ اسلام" کے علاوہ ہندوستان کے تمام اطراف سے دھرمپال کے لیکچر ترکِ اسلام کے جواب لکھے گئے۔ لیکن بقول دھرمپال اس نے جن دو کتابوں کو قابلِ جواب سمجھا ان میں ایک حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری کی، دوسری حکیم نورالدین کی تھی ترکِ اسلام کے بارے میں دھرمپال نے اپنے تأثرات نقل کرتے ہوئے لکھا ہے۔

جب میں "ترکِ اسلام" کی ترک تازی دیکھتا تو مجھ میں جنگی سپرٹ جوش نہ مارتی تھی بلکہ اس کا مصنف میرے سامنے ایک دلربا کی شکل میں آجاتا۔ جس کا ہر ایک حملہ ہر ایک چوٹ اور ہر ایک ادا سپاہی کے حملے سے زیادہ کاٹ کرتی اور اس کاٹ سے درد کی بجائے لذت اور نفرت کی بجائے محبت میں اضافہ ہوتا تھا۔[1]

دھرمپال نے اقرار کیا کہ جن باتوں کو اس نے اسلام سمجھ کر اعتراض کئے تھے۔ درحقیقت وہ ملازم تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس نے جواب لکھنے کی ٹھانی اور چار ہزار صفحات کا مسودہ تہذیبِ اسلام کے نام پر تیار کر دیا جو کہ چار جلدوں میں شائع ہوا۔

مولانا ابوالوفاء نے دھرمپال کی بڑی محنت سے لکھی ہوئی کتاب کا جواب "تغلیب الاسلام" سے دیا اور دھرمپال کے ان تمام اعتراضات کا رد کر دیا جو کہ اس نے تفاسیر اور موضوع احادیث کی بناء پر کئے تھے۔

---

[1] نقوش ابوالوفاء: ص ۳۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مولانا نے لکھا تفسیر کا جواب تفسیر لکھنے والوں سے لو۔ کیونکہ قرآن اس کا ذمہ دار نہیں ہے۔ رہا موضوع احادیث کا معاملہ تو وہ مسلمانوں کے نزدیک بھی قابلِ عمل اور اعتمادِ عمل نہیں۔ لہٰذا دھرمپال کی تمام کاوش و محنت کو مولانا نے ایک لمحہ میں ختم کر کے رکھ دیا۔

دھرمپال کا اپنا خیال تھا کہ اس کی بحث نورالدین سے تو چل سکتی ہے لیکن ترکِ اسلام کے مصنّف سے نہیں چل سکتی کیونکہ وہ ملاّ ازم کے سرے سے منکر ہیں۔ مگر ہُوا یوں کہ حکیم نورالدین نے دھرمپال کے خلاف "نورالدین" کے بعد قلم نہ اٹھایا[1] مگر مولانا نے اس کے تعاقب کو اپنا فریضہ سمجھتے ہُوئے اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔

دھرمپال کی تیسری کتاب "نخلِ اسلام" کو مولانا کی "تبرِ اسلام" نے کاٹ کر رکھ دیا۔ دھرمپال نے جب دیکھا کہ ملاّ ازم کے ماننے والے میدان میں نہیں آتے تو اُس نے ایک تاریخی فیصلہ اپنے ماہانہ پرچے کے ۱۴ جُون ۱۹۱۱ء کے شمارے میں شائع کیا۔

"آخر کار جب میں نے دیکھا کہ ملاّ ازم کے ماننے والے تو میدان میں آتے نہیں اور جو میدان میں آتے ہیں وہ ملاّ ازم کے ماننے والے نہیں ہوتے تو میں نے ان تمام مباحث کا قطعی فیصلہ کر ڈالا اور ترکِ اسلام سے لے کر اپنی آخری تصنیف تک جس قدر کتابیں تھیں ان سب کو میں نے ۱۴ جُون ۱۹۱۱ء کو جلا کر خاکِ سیاہ کر دیا"[2]

مولانا کا دھرمپال کو دوبارہ اسلام میں لانے میں کس حد تک دخل ہے اس کا پتہ دھرمپال کے رسالہ "اندر" کے دسمبر ۱۹۱۲ء کے شمارے کی مندرجہ ذیل عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔

میری گزشتہ ایک سال کی بے ایذا زندگی نے میرے مسلمان بھائیوں کے دلوں پر بھی میرے لئے اس قدر محبّت پیدا کر دی ہے کہ جب ان کو میری بیماری کا حال معلوم ہوا تو جوق در جوق میرے پاس آنے لگے۔ ان میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا نام خاص کر قابلِ ذکر ہے۔ مولوی صاحب کے ساتھ تحریری دست پنجہ تو سالہا سال تک ہوتا رہا۔ مگر رو در رو ہونے کا غالباً یہ پہلا موقع تھا۔ جس کو مُبارک ہی سمجھنا چاہیئے خواہ بیماری

---

[1] نقوشِ ابُوالوفاء۔ ص ۱۴۱

[2] المسلم: ص ۳۹۳ بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۴ء بحوالہ نقوشِ ابُوالوفاء۔ ص ۱۴۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی شکل ہی میں نمودار رہوا۔

مولوی صاحب فطرتاً خوش مذاق اصحاب سے ہیں۔اس لیے سمجھ لینا چاہیئے کہ جہاں ایک طرف "ترک اسلام" اور "تہذیب اسلام" بلکہ "نخلِ اسلام" کا مصنّف بسترِ مرض پہ پڑا ہو۔اور دوسری طرف "ترکِ اسلام" اور تغلیب اسلام" بلکہ "تبر اسلام" کا مصنّف اس کے سرہانے بیٹھا اس کی تیمارداری کر رہا ہو۔ وہاں اگر ملکوت السمٰوٰت والارض دِلی مسرّت سے یہ شعر پڑھ رہے ہوں۔

شکر ایزد کہ میان من و اوصلح فتاد حوریاں رقص کناں ساغر شکرانہ زدند

تو کوئی عجیب بات نہیں ہے۔

اس سے پہلے میرا یہ خیال تھا کہ مولوی ثناء اللہ جو احمدیہ فرقے کے ساتھ ملا نون جیسی چھیڑ چھاڑ کرتا رہتا ہے وہ خود کوئی کٹھ ملا ہو گا یہی وجہ تھی کہ باوجود ان کی کوشش کرنے کے میں کبھی ان سے ملنا نہیں چاہتا تھا لیکن پہلی ملاقات ہی میں معلوم ہو گیا کہ مولوی ثناء اللہ ایک خوش مزاج، خوش مذاق، خوبصورت اور خوب سیرت جینٹیمین ہے اور قدرت نے اس کو ایک دِل رُبا ادا دی ہے۔سچ تو یہ ہے کہ اس ابن یعقوب کو دیکھ کر مجھے اپنے دل کو تھامنے میں بڑی دقّت پیش آئی۔مولوی ثناء اللہ ہر تیسرے روز میری خبر لینے کے لئے لاہور پہنچتے تھے۔

حضرت مولانا کے بارے میں ایک اور موقع پر دھرمپال نے لکھّا تھا کہ جن دنوں میں اسلام اور مسلمانوں کے برخلاف میرا قلم نہایت ہی خوفناک آگ برسا رہا تھا عین اس گولہ باری کے دنوں میں میرے حریف نے میرے آتش بار قلم کے مقابلہ پر سب سے زیادہ آتش باری کی تھی۔ایک روز موقع تاڑ کر مجھے سینکڑوں دیانندیوں کے مجمعے میں لپک کر سینے سے لگایا اور حسرت بھرے لہجے میں کہا "آخر یہ جُدائی کب تک"

چنانچہ دھرمپال نے المسلم کے جولائی ۱۹۱ء کے شمارے میں تاریخی اقبال نامہ شائع کیا۔

۱۴ جون ۱۹۰۳ء کو میرے بارے میں جس قسم کی نمائش اور جس قسم کے جلسے یا رسم و رسوم ادا کرنے کا سوانگ رچایا گیا میں دیکھتا ہوں کہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے مجھے ہرگز ہرگز اس قسم کی نمائش جلسے یا رسم رسوم ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ امرِ واقعہ یہ ہے کہ ۱۴ جون ۱۹۰۳ء سے پُورے گیارہ سال بعد یعنی ۱۲ جون ۱۹۱۴ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو بغیر کسی شخص کی موجودگی کے تن تنہا اپنے خداوند قدّوس کے حضور میں صدق دل سے دو زانو ہو کر میں نے جو اقبال کیا تھا اس اقبال کا میں یہاں پر اعلان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ اقبال یہ ہے۔

اشھد ان لا الٰہ الاّ اللّٰہ واشھد انّ محمّدًا عبدہٗ ورسولہ واشھد انّی ھدانی ربّی الیٰ صراط مستقیم دینا قیما ملّۃ ابراھیم حنیفا وماکان من المشرکین انّ صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ ربّ العالمین لاشریک لہ وبذالک امرت وانا اوّل المسلمین۔[1]

دھرمپال نے اپنا نام غازی محمود رکھا۔ اسلام سے نکلا تو اکیلا گیا مگر جب واپس آیا تو ساتھ بیوی بچوں کو بھی لایا۔

---

[1] "المسلم" جولائی ۱۹۰۳ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ـــــ ۴

اہل حدیث اور مقلدین

حضرت مولانا حافظ ابراہیم میر سیالکوٹی نے اہل حدیث کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے تاریخ اہلحدیث میں لکھا ہے کہ خیر القرون کی قرن اوّل اور ثانی میں کتابُ اللہ اور سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تقید تھا۔ اُمّت کو مختلف فرقوں میں تقسیم کرنے کی کوئی حدیں نہیں کھینچی گئی تھیں۔ فخر کل سید الانبیاء علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی بابرکت شخصیّت کے علاوہ کسی دیگر شخص کو شریعت میں دخل نہ تھا۔ یہاں تک کہ مجتہدین کے اقوال حجیت کی صورت اختیار کر گئے اور مختلف مذاہب کی بُنیادیں قائم ہوگئیں۔ جن لوگوں نے طرز اوّل اور زمانہ سابق کی طرح کسی شخصیّت کو دین میں داخل کئے بغیر صرف کتابُ اللہ اور سنّت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بنیادی طور پر دین حاصل کرنے کو اپنا دستُور بنایا۔ راویوں کی روایت اور ان کی درایت میں فرق کیا۔ اپنے عمل و اعتقاد کی بناء قرآن و حدیث پر رکھی۔ وہ اہل حدیث، اصحابِ حدیث، اہل اثر اور مُحدّثین کہلائے[1]

شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ کے "بابُ الفرق بین اہل الحدیث واصحاب الرائے" میں وضاحت فرمائی ہے کہ سعیدؒ بن مسیب، ابراہیمؒ اور زہریؒ کے زمانے اور امام مالکؒ، سفیان ثوریؒ اور ان کے بعد کے عہد میں ایسے عُلماء تھے جو مسائلِ دینی میں رائے سے خوض کرنے کو بُرا جانتے تھے اور فتویٰ دیتے ہوئے اور استنباط کرتے ہُوئے ڈرتے تھے لیکن نہایت ہی ضرورت کے موقع پر جس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا تھا تو استنباط کرتے تھے۔ ان کو بڑا اہتمام اس کا ہوتا تھا کہ حدیثِ رسُول کی روایت کر دیں[2]

شاہ صاحب نے ایسے واقعات بھی نقل کئے ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہؓ اور تابعینؒ کا

---

[1] تاریخ اہلحدیث: ص ۱۳۰ [2] حُجۃ اللہ البالغہ: ص ۱۴۷، ج ۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معمول تھا کہ وہ قرآن وسُنّت کی موجودگی میں فتویٰ دیتے وقت اپنی رائے کو استعمال کرنے سے اجتناب کرتے تھے اور اپنے شاگردوں کو بھی اس کی تلقین کیا کرتے تھے۔

جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جابر بن زیدؓ سے فرمایا کہ تم فقہاء بصرہ سے ہو۔ لہٰذا قرآن ناطق یا سُنّتِ ماضیہ سے فتویٰ دینا۔[1]

حضرت ابوسلمہؓ نے بصرہ میں حسن بصری سے فرمایا کہ میں نے سُنا ہے کہ تم اپنی رائے سے فتویٰ دیتے ہو۔ پس آئندہ بجز قرآن و حدیث کے اپنی رائے سے فتویٰ نہ دینا۔[2]

امام شعبیؒ نے فرمایا کہ علماء رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے جو کچھ بیان کریں اس پر عمل کرو۔ اور جو کچھ اپنی رائے سے کہیں اس کو پاخانہ میں پھینک دو۔[3]

اہل حدیث کے تقلید کو نہ اپنانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ ان کا مسلک تھا کہ جب کسی مسئلہ میں قرآن ناطق ہو تو کسی دوسری شئے کی طرف توجّہ کرنا جائز نہیں اور جب آیت قرآنی میں چند احتمالات ہوں تو اس کا فیصلہ حدیث سے کرنا چاہیئے۔

جب قرآن میں ان کو کوئی حکم نہ ملتا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث پر عمل کرتے تھے۔ جب کسی مسئلہ میں ان کو حدیث مل جاتی تھی تو اس کے خلاف کسی اثر یا کسی اجتہاد کا اتباع نہ کرتے تھے۔

جب تتبع احادیث میں کوشش کر چکتے اور اس مسئلہ میں ان کو حدیث نہ ملتی تو جماعت صحابہ و تابعین کے اقوال پر عمل کرتے تھے اور اس میں کسی قوم یا کسی شہر کے پابند نہ تھے جیسا کہ ان سے پہلے لوگ کرتے تھے۔ پس جب کسی مسئلہ میں جمہور خلفاء اور فقہاء کو متفق پاتے تو اس پر قناعت کرتے تھے۔ اگر وہ مسئلہ مختلف فیہ ہوتا تو ان میں سے جو بڑا عالم، پرہیزگار یا زیادہ ضبط یا زیادہ مشہور ہوتا اس کی حدیث کو اپنا لیتے تھے۔[4]

شاہ صاحب نے شواہد کے طور پر حضرت ابوبکر الصدّیق، حضرت عمر فاروقؓ کے طریقہ ہائے کو نقل

---

[1] سنن الدارمی: ص ۴۴ [2] ایضاً: ص ۴۳ [3] ایضاً: ص ۴۷ [4] حجۃ اللہ البالغہ: ص ۱۴۸ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے۔ جب حضرت ابوبکرؓ کے پاس کوئی قضیہ پیش ہوتا تو اس کا جواب اگر قرآن میں پاتے تو فیصلہ اس کے مطابق کر دیتے۔ اگر قرآن میں نہ ہوتا تو حدیث میں تلاش کرتے۔ اگر وہاں پاتے تو اسی کی روشنی میں فیصلہ کر دیتے لیکن اگر قرآن اور حدیث میں نہ ملتا تو باہر جا کر عام مسلمانوں سے دریافت کرتے تھے [1]

حضرت عمر فاروقؓ نے قاضی شریحؒ کو تحریر فرمایا کہ اگر تمہارے پاس کوئی ایسا مسئلہ پیش ہو جس کا حکم کتاب میں مذکور ہو تو اس کے مطابق فیصلہ کرنا (لوگوں کی پرواہ نہ کرنا) ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں اس سے باز رکھیں۔

اگر ایسا مسئلہ پیش ہو جس کا حکم کتاب اللہ میں نہ ملے تو سُنّت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کر کے اس کے موافق فیصلہ کرنا اور اگر کوئی ایسا مسئلہ ہو کہ جس کا حکم نہ کتاب اللہ میں ہو اور نہ ہی اس کے بارے میں حدیث رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو اس قول پر نظر کرنا جس پر لوگوں نے اتفاق کیا ہو۔ اور اسی کے موافق فیصلہ کرنا۔

اگر ایسا مسئلہ ہو جس کا حکم نہ کتاب اللہ میں ہو۔ نہ حدیث میں ہو اور نہ ہی پہلے لوگوں میں سے کسی نے اس میں رائے دی ہو تو دو اُمروں میں سے جو چاہو اختیار کر لینا۔ اپنی رائے سے اجتہاد کرنا چاہو، اور پیش قدمی کرنا چاہو تو اجتہاد کر لینا۔ اگر اجتہاد میں تاخیر کرنا چاہو تو تاخیر کر لینا اور میں تمہارے لئے تاخیر ہی کو بہتر سمجھتا ہوں [2]

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حجیّت و قطعیت اُور محبّت و عقیدت کا نمونہ پیش کرتے ہُوئے ابن سیرین کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کے سامنے حدیثِ نبوی بیان کی تو اس شخص نے کہا کہ فلاں شخص تو ایسا ایسا کہتا ہے۔ ابن سیرین نے فرمایا، میں تُم سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تم کہتے ہو کہ فلاں شخص نے ایسے ایسے کہا ہے [3]

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے یہ حکم لکھوایا تھا کہ ائمہ کرام صرف اُنہی اُمور میں رائے دے سکتے ہیں

---

[1] سنن الدارمی ص ۳۲ [2] ایضاً: ص ۳۴ [3] ایضاً: ص ۶۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جن کے بارے میں قرآن نازل نہ ہوا ہو اور نہ ہی کوئی حدیث منقول ہو جس امر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت موجود ہو اس میں کسی کو رائے دینے کا حق نہیں ہے [۱]

شاہ صاحب نے امام ترمذی کے حوالے سے ابُوسائب سے ایک روایت نقل کی ہے کہ ہم وکیعؒ کے پاس بیٹھے تھے کہ انہوں نے ایک شخص سے جو کہ رائے کو دخل دیا کرتا تھا۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار[۲] کیا اور امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ وہ مثلہ[۳] ہے۔ اس شخص نے کہا کہ امام ابوحنیفہ نے تو یہ روایت امام ابراہیم نخعی سے روایت کی ہے۔

ابو سائب کہتے ہیں کہ میں نے وکیعؒ کو دیکھا کہ اس شخص پر سخت غصّے ہوئے اور کہا کہ میں تجھ سے کہتا ہوں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا اور تو کہتا ہے کہ ابراہیمؒ یہ کہتے ہیں تو اسی قابل ہے کہ جب تک تو باز نہ آئے قید کر دیا جائے۔

عبداللہؓ بن عباسؓ، عطاؒ، مجاہدؒ، مالکؒ بن انس سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جس کے قول کو اختیار یا ردّ نہ کیا جائے [۴]

یہ ہے وہ طریقہ جو کہ زمانہ گزشتہ میں اہل حدیث کا مذہب و مسلک رہا ہے اور موجودہ زمانہ میں ہے اہلحدیث کے نزدیک قرآن و سنّت ہی ہر چیز پر مقدم اور بلا چون و چرا قابلِ عمل اور قابلِ اتباع ہے ائمۂ کرام کا ادب و احترام ہر مسلمان پر واجب ہے لیکن ان کے اقوال کو وہ مرتبہ و مقام حاصل نہیں ہو سکتا جو کہ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات و ارشادات کو حاصل ہے۔

ہمارے ہاں ناواقفیت کی بنا پر لوگوں کا خیال ہے کہ اہل حدیث ایک نئی جماعت ہے جو کہ شیخ محمدؒ بن عبدالوہاب کی وجہ سے وجُود میں آئی۔ لہٰذا اس مغالطہ کو دُور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ کتب اسلامیہ میں صلحاء کے اس گروہ کا جو ذکرِ خیر پایا جاتا ہے اس میں سے چند حوالے یہاں نقل کر دیئے جائیں۔ تاکہ معلوم

---

[۱] سنن الدارمی: ص ۴۲ [۲] قربانی کے لئے مخصوص کیے گئے اُونٹ کے کوہان پر زخم لگانے کو اشعار کہتے ہیں۔

[۳] مثلہ کا معنی ہے شکل کو بگاڑ دینا [۴] حجۃ اللہ البالغہ: ص ۱۴۹۔ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہو سکے کہ یہ قرآن و سُنّت کی اتباع کرنے والا صُلحاء کا گروہ جدید نہیں بلکہ اس کی عمر اتنی ہے جتنی کہ خود اسلام کی ہے۔

چنانچہ امام شافعیؒ[1] نے اپنے سفرنامہ (رحلۃ الشافعی ص ۱۴) میں لکھا ہے جسے امام سیوطی نے تالیف کیا۔

۱۔ کان یلقانی الرجال واصحاب	"مجھے عام لوگ بھی ملتے تھے اور اصحاب
الحدیث منھم احمد بن حنبل	حدیث بھی جن میں سے احمد بن حنبل اور سفیان
وسفیان ابن عیینہ واوزاعی۔	بن عیینہ اور اوزاعی ہیں"

۲۔ حافظ ابن حجر المتوفی ۸۵۲ھ نے توالی التاسیس میں امام شافعی کے جامع الفقہ الحدیث ہونے کے بارے میں لکھا ہے:۔

فاجتمع لہ علم اھل الرای وعلم اھل الحدیث

۳۔ امام ترمذیؒ[2] کی جامع الترمذی تو اہل حدیث اور اصحاب حدیث کے ذکر سے بھری ہوئی ہے۔

۴۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی نے فقہ حنفی کی مشہور کتاب میں ایک واقعہ نقل کیا ہے۔

ان رجلا من اصحاب	"روایت ہے کہ قاضی ابو بکر جوزجانی (۲۱۳-۲۷۶ھ)
ابی حنیفۃ خطب الی رجل	کے عہد میں ایک حنفی نے ایک اہلحدیث سے
من اصحاب الحدیث	اس کی بیٹی کا رشتہ مانگا تو اس اہلحدیث نے انکار
ابنتہ فی عھد ابی بکر	کر دیا مگر اس صورت میں کہ وہ حنفی اپنا مذہب
الجوزجانی فابی الا ان	چھوڑ دے۔ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھے
یترك مذھبا فیقرأ خلف الامام	اور رکوع جاتے ہوئے رفع یدین کرے۔

---

[1] امام الشافعیؒ سنہ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۲۰۴ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

[2] امام ترمذیؒ کی پیدائش سنہ ۲۰۹ھ میں اور وفات سنہ ۲۷۹ھ میں ہوئی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ویرفع یدیه عند الانحناء	اور اسی کی مثل اہلحدیث کے دوسرے کام بھی
نحو ذلک فاجابه	کرے پس حنفی نے اس کی بات مان لی اہلحدیث
فزوجه	نے اپنی لڑکی اس کے نکاح میں دے دی۔

قاضی ابوبکر جوزجانی تیسری ہجری صدی کے قاضی ہیں۔ آپ ابوسلیمان کے شاگرد تھے اور وہ بلاواسطہ امام محمدؒ کے شاگرد تھے۔

۵۔ امام مسلم بن قتیبہ نے اپنی گراں قدر کتاب میں معتزلہ، جہمیہ، روافض اور اہل الرائے وغیرہا فرقوں کا ذکر کرنے کے بعد اصحاب حدیث کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے حق کو اس کے ملنے کی جگہوں سے تلاش کیا اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت کی پیروی کرنے کی وجہ سے قربِ الٰہی حاصل ہوگیا۔ اصحاب حدیث کی برکت سے حق ظاہر ہوگیا اور لوگ سنتِ نبوی کے مطیع و منقاد ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر فیصلے کرنے لگے۔ بعد اس کے کہ وہ فلاں اور فلاں کے اقوال پر فیصلے کرتے تھے اگرچہ وہ اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہی ہوں[۱]

۶۔ محمد قاسم فرشتہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔

سلطان محمود (پیدائش ۳۵۶ھ) ابوالطیب	سلطان محمود غزنوی نے ابوالطیب سہیل بن
سہیل بن سلیمان صعلوکی را کہ از ائمہ المحدیث	سلیمان کو جو اس کے غلاموں میں سے اہل الحدیث
بود برسم رسالت پیش ایک خان فرستادہ	کا امام تھا اس کو ایک خان کے پاس پیغام دے کر بھیجا۔[۲]

۷۔ علامہ بشاری مقدسی نے ۳۷۵ھ میں ہندوستان کی سیاحت کے دوران منصورہ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہاں کے ذمی بت پرست لوگ ہیں مسلمانوں میں اکثر اہل حدیث ہیں۔

۸۔ علامہ ابن خلدون نے صحابہ کے بعد کے زمانے کی نسبت لکھا ہے۔

وانقسم الفقه فيهم الى طريقتين	اور ان میں فقہ دو طریقوں پر منقسم ہوگئی
طريقة اهل الراى والقياس	ایک طریقہ اہل رائے اور قیاس کا تھا جو

[۱] تاویل مختلف الحدیث: ص ۸۸-۸۹ [۲] تاریخ فرشتہ: ص ۱۲۳ مقالہ اول۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وھم اھل العراق وطریقة اھل الحدیث وھم اھل الحجاز وکان الحدیث قلیلا فی اھل العراق لما قدمنا۔	اہل عراق تھے اور دوسرا طریقہ اہل الحدیث کا تھا، جو اہل حجاز تھے اور اہل عراق میں حدیث کم تھی۔ اس کی وجہ ہم نے پہلے بیان کر دی ہے[1]

ص ۲۷۳ پر علّامہ موصوف نے مزید لکھا:۔

ولم یبق الامذھب اھل الرای من العراق واھل الحدیث عن الحجاز	"عراق میں اہل رائے کا مذہب اور حجاز میں اہل حدیث کا مذہب باقی رہا"

۹۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف میں فرماتے ہیں۔

لاھل السنّة ولا اسم لھم الا اسم واحد وھو اصحاب الحدیث	"اہل سنّت کا صرف ایک ہی نام ہے اور وہ اصحاب حدیث (اہلحدیث) ہے"[2]

۱۰۔ امام مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری نے حضرت ثوبانؓ سے نقل کیا ہے۔

قال رسول اللہ صلعم لا تزال طائفة من امّتی ظاھرین علی الحق لا یضرھم من خذلھم حتی یاتی امر اللہ وھم کذلك۔	"رسُول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمّت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا کوئی اس کو چھوڑ کر نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے گا (یعنی قیامت قائم ہوجائے گی[3]

[illegible] نے اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا۔

www.KitaboSunnat.com

---

[1] مقدمہ ابن خلدون: ص ۲۷۲ فصل فی علم الفقہ [2] غنیۃ الطالبین: ص ۸۰

[3] صحیح مسلم [illegible]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان لم یکونوا اھل الحدیث	اگر وہ اہل حدیث نہیں تو میں نہیں جانتا
فلا ادری من ھم؟	کہ وہ کون ہیں ؟

قاضی عیاض سے بھی منقول ہے کہ امام احمد بن حنبل (پیدائش ۱۶۴ھ) کی مراد اس سے اہل سنّت و الجماعت اور ان لوگوں کی جو کہ اہل حدیث کے مذہب پر یقین رکھتے ہیں۔

قال القاضی عیاض انما اراد احمد اھل سنۃ والجماعۃ ومن یعتقد مذھب اھل حدیث۔

۱۱۔ امام المتکلّمین امام فخرالدین رازی (المتوفی ۶۰۶ھ) نے اپنی تفسیر میں آیت وان کنتم فی ریب ممّا نزلنا علیٰ عبدنا میں اہل حدیث کا ذکر کیا ہے [۱]

۱۲۔ امام ابن تیمیہ (پیدائش ۶۶۱ھ۔ وفات ۷۲۸ھ) منہاج السنّۃ میں متعدد مقامات پر اہلحدیث اور اصحاب الحدیث کا ذکر کیا ہے۔

اور ان کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے

وما عندھم من الروایات	"اور ان کے پاس جو سچی روایات ہیں۔
الصادقۃ التی لا ریب فیھا عن	ان میں کوئی شک نہیں۔کیوں کہ وہ ان سے
المعصوم الذی لا ینطق عن	مروی ہیں جو اپنی مرضی سے بات نہیں
الھوی — لم یجتمع قط اھل	کرتے۔ اسی لئے اہل الحدیث رسول اللہ
الحدیث علی خلاف قولہ فی	صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قول کے خلاف
کلمۃ واحدۃ — ثم	کسی بھی بات پر جمع نہیں ہوتے۔ اس کے
بعد ذٰلک اختلاف اھل	بعد اہلحدیث کا جو اختلاف ہے حالانکہ
الحدیث وھم اقل الطوائف	وہ سب فرقوں میں سے اپنے اصُول میں

---

[۱] تفسیر کبیر: ص ۳۲۶۔ ج ۱۔ مطبع عامرۃ استنبول۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اختلاف فی اصولھم لان میراثھم من النبوة اعظم من میراث غیرھم فعصم حبل اللّٰہ الّذی اعتصموا۔

کم اختلاف رکھنے والے ہیں کیوں کہ ان کی علمی وراثت جو نبوّت سے ان کو ملی ہے دوسروں کی وراثت سے بہت عظیم ہے ان کو اللہ کی رسّی (قرآن) نے بچا لیا جس کو انہوں نے مضبوطی تھام رکھا ہے۔[1]

امام ممدوح نے علاّمہ حلّی شیعی کے اعتراض کے جواب کے ضمن میں اہلحدیث کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:-

من المعلوم لکل من لہ خبرة ان اھل الحدیث من اعظم النّاس بحثا عن اقوال النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلم طلبا لعلمھا وارغب النّاس فی اتباعھا وابعد النّاس عن اتباع الھوی فھم فی اھل الاسلام کاھل الاسلام فی اھل الملل۔

"جس شخص کو کچھ بھی خبر ہے اس کو معلوم ہے کہ اہل الحدیث رسول اللہ کے اقوال کی بابت سب سے زیادہ تحقیقات کرنے والے اور ان کے علم کے طالب اور ان کی پیروی میں سب سے زیادہ رغبت رکھنے والے ہیں اور ہوا و ہوس کی اتباع میں سب سے زیادہ دور ہیں۔ پس (اہلحدیث) اہل اسلام میں ایسے ہیں جیسے دیگر ادیان میں اہل اسلام ہیں۔"[2]

بعض لوگ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ احادیث اور کتب اسلامیہ میں جہاں لفظ اہل حدیث یا اصحاب الحدیث آیا ہے وہاں سے مُراد علماء کا ایک خاص گروہ یا شافعیہ مراد ہیں۔ لہٰذا اس شُبہ کے ازالہ کے لئے ایک دو حوالے نقل کئے جاتے ہیں۔

۱۳۔ علم اصُول کی کتاب بحثِ اجماع کے سلسلہ میں علاّمہ تفتازانی (المتوفی ۷۹۲ھ) فرماتے ہیں۔

وعلیه عامة اھل الحدیث والشافعیة

"اسی پر عام اہلحدیث اور شافعیہ کا عمل ہے۔"[3]

---

[1] منہاج السنّة: ص ۴۱ ج ۳ [2] ایضًا: ص ۱۷۹ ج ۲ [3] تلویح مصری: ص ۴۶ - ج ۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس حوالے سے معلوم ہوا کہ علماء اصول کے نزدیک اہلحدیث ایک الگ گروہ تھا اور شافعیہ کا اپنا ایک گروہ تھا اور یہاں عامہ کا بھی لفظ استعمال کر کے ثابت کر دیا کہ اس سے مراد عام اہلحدیث ہیں۔

۱۴۔ علامہ شامیؒ اپنے فتاویٰ میں رقمطراز ہیں:۔

قد علمت ان ھذا المیقل به الا الشافعی وعزاہ الی جمھور اھل الحدیث۔	"تم جانتے ہو کہ اس کے قائل صرف امام شافعیؒ ہیں اور اس کو جمہور اہلحدیث کی طرف نسبت کیا ہے"[1]

۱۵۔ مصطفیٰ بن عبداللہ حاجی خلیفہ (المتوفی ۱۰۶۸ھ) نے علم اصول الفقہ پر بحث کرتے ہوئے امام علاؤالدین محمد بن احمد سمرقندی کا قول ان کی کتاب میزان الاصول سے نقل کیا ہے۔

واکثر التّصانیف فی اصول الفقه لاھل الاعتزال المخالفین لنا فی الاصول ولا اھل لحدیث المخالفین لنا فی الفروع[2]	"یعنی اصول فقہ میں اکثر تصانیف معتزلیوں کی ہیں جو اصول عقائد میں ہمارے مخالف ہیں اور اہل حدیث کی تصانیف بھی ہیں جو کہ ہم سے فروع میں مخالف ہیں"

(نوٹ) اس قیمتی حوالہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ احناف اور اہل حدیث کا اختلاف اصولی نہیں بلکہ فروعی ہے۔

۱۶۔ امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری (المتوفی ۴۶۵ھ) کے "الرسائل" میں اصحاب الحدیث کا ذکر موجود ہے[3]

۱۷۔ امام ولی الدینؒ نے ترمذی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ولا یزال طائفة من اُمتی منصورین ولا یضرھم من خزلھم حتی تقوم الساعة	"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میری اُمت میں ہمیشہ ہی ایک منصورین کا گروہ رہے گا جو ان کو چھوڑ دے گا

---

[1] ردّ المحتار: ص ۶۰۰، ج ۱ [2] کشف الظنون علم اصول الفقه ص ۱۱۴ ج ۱ [3] الرسائل القشیریه مطبوعه اداره تحقیقات اسلامی کراچی ص ۲۳-۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قال ابن المدینی ھم اصحاب الحدیث۔ ؎۱ | ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہانتک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ ابن المدینی نے کہا کہ وہ اصحاب الحدیث ہیں۔"

۱۸۔ شیخ محمد اکرم نے سندھ کے بارے میں لکھا ہے:۔

معلوم ہوتا ہے کہ سندھ میں علم حدیث سے دلچسپی شروع سے تھی چنانچہ بیت المقدس کے عرب سیاح ابوالقاسم جو سلطان محمود کی فتوحات سے پچیس سال پہلے سندھ میں آئے تھے۔ اہل سندھ کی نسبت لکھتے ہیں۔

واکثرھم اصحاب الحدیث ؎۲ | "اور اکثریت ان کی اہل حدیث ہے"

مذکورہ بالا حوالوں سے ہر قسم کا شک و شبہ دور ہو جانا چاہیئے کہ اہل حدیث نہ تو کوئی نیا فرقہ یا گروہ ہے اور نہ ہی کسی خاص امام کا مقلد ہے۔ اہل حدیث جماعت کی ہدایت و رہنمائی کا منبع و مرکز کتاب اللہ کے بعد اس ہستی اقدس کے اقوال و افعال میں جن پر "لَا رَیْبَ فِیْہِ" کتاب اللہ کا نزول ہوا۔ بالغرض کوئی ایسا معاملہ آپڑے جس کی راہنمائی قرآن و سنت میں نہ ملے تو اہل حدیث اجماع صحابہؓ اور ائمہ الہدیٰ سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے انتہائی محبت کی وجہ سے ان کو اہل حدیث کہا جاتا ہے۔

ویسے قرآن کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ قرآن ہی میں فرماتے ہیں۔ اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ (اللہ تعالیٰ نے بہترین حدیث نازل فرمائے) فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ (اس حدیث کے بعد اور کونسی حدیث کے ساتھ ایمان لائیں گے)

اعتراضات

قرآن و حدیث کی پیروی اور اتباع ہی اہل حدیث کا مذہب و مسلک ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی ہند و پاکستان میں ان پر شدت سے اعتراضات کئے جاتے تھے اور اب بھی کئے جاتے ہیں۔ اللہ

؎۱ مشکوٰۃ: ص ۵۸۴ ؎۲ آب کوثر: ص ۳۶۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کاشکر ہے کہ اب عوام الناس میں وہ شدت نہیں پائی جاتی جو کہ پہلے موجود تھی۔ اب کافی حد تک لوگوں کو حقیقتِ حال سے آگاہی حاصل ہوگئی ہے۔ اس خوشگوار تبدیلی لانے میں علماء اہل حدیث کو بڑی مشقتوں اور محنتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بڑے صبر و تحمل اور ایثار و قربانی کا مظاہرہ کرنا پڑا۔ ان سب میں ہمیں سرِفہرست حضرت مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری نظر آتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی دلپذیر تقریروں اور تحریروں کے ذریعے مسلمان کی غلط فہمیوں کو دُور کرنے کی انتھک کوشش کی۔ اسی کوشش کے دوران ان پر قاتلانہ حملہ بھی کیا گیا جس کی وجہ سے ان کے سر اور چہرے پر گہرے زخم آئے۔ حملہ آور کو بڑی تگ و دو کے بعد کلکتہ سے گرفتار کیا گیا اور اس کے خلاف مقدمہ قائم ہوا۔ اس غریب آدمی کو بتایا گیا تھا کہ وہابی (اہل حدیث) کو مارنا کارِ ثواب و اجر ہے۔ لیکن جس وہابی کو وہ مارنے کا ارادہ رکھتا تھا اُس نے اُسے نہ صرف معاف کر دیا بلکہ جتنی دیر تک وہ مقدمہ میں ملوث رہا اتنی دیر اس کے گھر کا خرچ بھی چلایا۔

اُس مجاہدِ اعظم کو جب بھی اسلام کے نام پر غیر مسلموں سے مناظرہ کرنے کی دعوت دی گئی تو انہوں نے یہ پرواہ نہ کی کہ دعوت دینے والوں کا تعلق کس مسلمان فرقے سے ہے۔ دعوت دینے والے وہ تو نہیں جو اس مجاہد کو کافر کہتے ہوئے ذرا بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے تھے بلکہ خندہ پیشانی کے ساتھ ان کی دعوت کو قبول کر لیا جاتا۔ اسلام کی بقاء و احیاء کی خاطر مخالفوں سے مناظرے کئے جاتے۔ خرچ و سفر کی پرواہ نہ کی جاتی۔ وقت و مصروفیت کو کبھی آڑے نہ آنے دیا جاتا۔ مخالفت کرنے والوں میں جب کسی کی بیماری کی خبر ملتی تو فوراً عیادت کے لئے تشریف لے جاتے۔ اگر دیکھتے کہ مالی امداد کی ضرورت ہے تو اس کو بھی پورا کرتے۔ اخلاق و عادات کو اُسوہ حسنہ کی عظیم روشنی میں باہمی مخالفت سے بالا رکھا۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا پر عمل کرنے اور کرانے کو ہر وقت تیار رہتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ شدید سے شدید قسم کے اعتراض کا جواب محبت اور پیار سے دیتے۔ جو غیر مسلموں کے خلاف اخلاق کا دامن نہ چھوڑتے تھے۔ وہ اپنوں کے خلاف بدگوئی اور بداخلاقی کا مظاہرہ کیونکر کر سکتے تھے؟ لہٰذا اہل حدیث جماعت پر حنفی بھائیوں کی طرف سے ہونے والے اعتراضات کے جوابات بھی مولانا نے بڑے ہی احسن انداز سے دیئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حنفی بھائیوں کے دو گروہ

ایک گروہ کا تعلق دیوبند کے مدرسہ سے ہے اور دوسرے کا تعلق بریلی کے مدرسہ سے ہے۔

دیوبند سے تعلّق رکھنے والے حضرات بھی اگرچہ امام ابی حنیفہؒ کے مقلّد ہیں لیکن ان کے ہاں قبر پرستی غیر اللہ کے نام نذر و نیاز، غیر اللہ سے استمداد، محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو حاظر ناظر اور عالم الغیب جاننا۔ غیر مسنون درود و وظائف، مجلس مولود اور دوسری غیر شرعی باتوں کا اہتمام نہیں ہوتا۔ لیکن بریلی مدرسہ سے تعلّق رکھنے والوں کے ہاں مذکورہ باتیں سب روا سمجھی جاتی ہیں بلکہ ان کو باعثِ اجر و ثواب تصوّر کیا جاتا ہے۔

دونوں میں حنفی العقیدہ ہونے کی صورت میں تقلید، فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے، امین بالجہر نہ کہنے، نماز کے آغاز میں صرف ایک مرتبہ رفع الیدین کرنے اور بیس تراویح رمضان میں ادا کرنے پر اتفاق ہے۔ لہٰذا دیوبندی حضرات مسئلہ تقلید، فاتحہ خلف الامام، امین بالجہر، رفع الیدین اور بیس تراویح کے علاوہ دوسرے مسائل میں اہلِ حدیث کا ساتھ دیتے ہیں۔ لیکن یہاں تک مذکورہ بالا مسائل کا تعلق ہے۔ ان میں حنفی ہونے کی وجہ سے بریلی مکتبہ فکر کا ساتھ دیتے ہیں۔ حالانکہ ایک ہی امامؒ کے مقلّد ہونے کے ناطے آپس میں کوئی اختلاف نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ دونوں کے عقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلاف جو فتوے ملفوظاتِ اعلیحضرت ص ۱۲۴۔ ج ا میں درج ہے اس کو نقل کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

حنفی حضرات کی طرف سے جماعت اہلحدیث پر وارد ہونے والے اعتراضات کا خاطرخواہ جواب ہر دَور میں دیا جاتا رہا ہے۔ لیکن مولانا ثناء اللہ نے خدا داد قابلیّت، ذہانت و فطانت سے جو جوابات دیئے ان کو اختصاراً نقل کیا جاتا ہے۔

اہلحدیث کا مذہب

اپنی کتاب " اہلحدیث کا مذہب " میں مولانا نے سب سے پہلے توحید پر روشنی ڈالی کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث کے نزدیک خداوند تعالیٰ ہی سب چیزوں کا خالق و مالک ہے۔ وہی طاقت و قدرت والا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے خود ہی وضاحت فرما دی۔

تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ [1]

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه سے مراد خدا کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں۔ تمام مخلوق اس کی عابد اور مملوک ہے۔ جو نسبت عابد کو معبود سے ہوتی ہے وہی تمام مخلوق کو خالق سے ہے جس نے اس نسبت کو نباہا، وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ہوا۔ جیسے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ جس نے اس نسبت کے حقوق ادا نہ کیے۔ وہ ذلیل و خوار اور مستوجب سزا ٹھہرا۔ مختصر یہ کہ اہل حدیث کا عقیدہ ہے۔

وہ مالک ہے سب آگے اس کے لاچار — نہیں کوئی اس کے گھر کا مختار
او ست سلطان ہر چہ خواہد آں کند — عالمے را در دمے ویراں کند [2]

رسالت

تمام مخلوق میں سید البشر انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اور انبیاء میں سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہیں، جو قیامت کے روز شفاعتِ کبریٰ و صغریٰ کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔ ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے برابر کوئی شخص تقویٰ اختیار نہیں کر سکتا۔ نیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انا سید ولد آدم ولا فخر۔ مذکورہ آیت کے مطابق اولیاء اللہ عام امت سے افضل ہیں [3]

توہینِ سلف

انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے والا کافر اور اولیاء کی توہین یا ان کی طرف بدظنی کرنے والا فاسق ہے۔

---

[1] سورہ ملک: پ ۱۹ [2] اہلحدیث کا مذہب: ص ۵-۶ [3] ایضاً: ص ۶-۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث کا طریقہ اس سلسلہ میں وہی ہے جو کہ صاحبِ ہدایہ نے کتاب الشہادۃ میں بیان کیا ہے۔

لا تقبل شہادۃ من یظہر سب السلف لظہور فسقہ۔

"جو سلف صالحین کو بُرا کہے اس کی شہادت معتبر نہیں" [1]

علمِ غیب

سوائے خدا کے علمِ غیب کسی مخلوق کو نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ [2]	یعنی اے رسول کہدے کہ آسمانوں اور زمین والوں میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔"
وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ [3] -	(اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیں) اگر میں غیب کی باتیں جانتا تو بہت سی بھلائی اپنے لیے جمع کر لیتا اور مجھے کسی طرح کی کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔"

قرآنی نصوص کے علاوہ بہت سے واقعات ایسے ہیں جن سے صریحاً معلوم ہوتا ہے کہ آپ علم غیب نہ جانتے تھے۔ مثلاً آپ کی پیاری بیوی عائشہ صدیقہ پر بہتان لگنے کا واقعہ ایسا ہے کہ جس کی وجہ سے آپ کئی روز مغموم و محزون رہے۔ اصل حال اسی وقت معلوم ہوا جب اللہ نے آپ کو اطلاع دی۔ اسی طرح قرآن میں دیگر انبیاء علیہم السلام کے بارے میں قرآن گواہی دیتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کا فرشتوں کو نہ پہچاننا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے بڑے بھائی ہارون کو قصور وار ٹھہرانا وغیرہ۔

ملا علی قاری حنفیؒ سے منقول ہے

واعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات عن الاشیاء الا ما	"جان لو کہ انبیاء علیہم السلام غیب نہیں جانتے تھے لیکن اتنا ہی جتنا کبھی کبھی خدا

---

[1] الہدایہ: ص۱۲۹۔ ج ۲۔ [2] النحل: ۶۵ [3] الاعراف۔ ۱۸۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اعلمهم الله تعالیٰ احیانا	ان کو بتلاتا اور علماء حنفیہ نے
وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر	صاف کہہ دیا کہ جو کوئی پیغمبر صلی اللہ
باعتقاد ان النبیّ علیہ السّلام	علیہ وسلم کی نسبت علم غیب کا اعتقاد
لیعلم الغیب لمعارضۃ قولہ	کرے وہ کافر ہے، کیونکہ خدا
تعالیٰ قل لا یعلم من فی	فرماتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی غیب
السّمٰوٰت والارض الغیب الّا اللہ	نہیں جانتا۔" [1]

اگر یہ کہا جائے کہ قرآن میں خود باری تعالیٰ نے فرمایا۔

علّمک مالم تکن تعلم (خدا نے آپ کو وہ باتیں سکھائیں جو کہ آپ نہ جانتے تھے) اگر اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا ثبوت ملتا ہے تو اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کے لئے قرآن میں فرماتا ہے علّمکم مالم تکونوا تعلمون (تم جو نہ جانتے تھے وہ تم کو سکھایا) کیا اس سے ثابت ہو جائے گا کہ مسلمان تمام کے تمام غیب جاننے والے ہیں۔ قرآن میں تو اللہ تعالےٰ نے عام انسانوں کی بابت ارشاد فرمایا۔ علّم الانسان مالم یعلم (انسان جو نہ جانتا تھا اُسے خدا نے سکھایا)

مولاناؒ نے اس مسئلہ کو بڑی وضاحت سے "اہل حدیث کے مذہب" میں بیان کیا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو چاہا جب چاہا، جیسے چاہا، جتنا چاہا، جس طرح چاہا اور جہاں چاہا غیب سے مطلع فرمایا۔ جو باتیں دین سے تعلق رکھنے والی تھیں، ان کے بارے میں اپنے حبیب کو آگاہ فرمایا۔ جو کچھ آپ کو بتایا اور سمجھایا گیا وہ حق اور سچ ہے۔

استمداد بالغیر

اہلحدیث کا مذہب ہے کہ خدا کے سوا کوئی بھی دافع بلا اور نفع پہنچانے والا نہیں۔ مخلوق کو یہ قوت

---

[1] شرح فقہ اکبر: ص ۱۸۵۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں کہ بگڑی کو سنوار دے۔ اس لیے کہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ پاکؐ سے کہلوایا۔

قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا [۱]

"اے ہمارے رسُول کہہ دے کہ تمہارے نفع و نقصان کا میں اختیار نہیں رکھتا۔"

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ "مجھے اپنی جان کے لئے بھی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں مگر جو اللہ چاہے۔"

جب سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرمائیں تو دُوسرے کو کیسے اختیار ہو سکتا ہے کہ مشکل کشائی یا حاجت روائی کر سکے۔

سُورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے اُمتِ محمدیہ کی تربیت فرمائی۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ (ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔)

انبیاء علیہم السّلام کی بعثت کا مقصود ہی یہ تھا کہ اللہ کی مخلوق کو اللہ کو پکارنے اور اسی کو سب سے اعلیٰ اور ارفع جاننے کی تعلیم دی جائے۔ اگر یہ بات ہو کہ اولیاء اللہ کو پکارنے سے بگڑی بن سکتی ہے تو پھر اللہ کو کون پکارے گا؟ مخلوق اور خالق میں فرق ہی کیا رہ جائے گا؟

نیک بندوں کی زندگی میں ان کی دُعاؤں سے فائدہ تو ہو سکتا ہے لیکن نیک بندوں کو نفع و نقصان کی قدرت حاصل نہیں ہے۔ کیا ہی خوب کہا کسی نے ؎

خدا فرما چکا قرآں کے اندر — مرے محتاج ہیں پیر و پیغمبر
نہیں طاقت سوا میرے کسی کو — کہ کام آوے تمہارے بیکسی میں

خلافتِ راشدہ

اہلحدیث کا مذہب ہے کہ خلافتِ راشدہ حق پر ہے۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت

---

[۱] سورۃ الجن۔ آیت ۲۱ [۲] سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۸۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہم خلفاء راشدین تھے۔

اس عنوان کے تحت حضرت مولانا ابوالوفاء نے شیعوں کے دعویٰ کا رد کیا ہے کہ "خلافت کے حق دار حضرت علیؓ تھے لیکن ان کی خلافت کو غصب کیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے سرورِ کائنات کو علیؓ کے بارے میں وصیت لکھنے سے روکا تھا۔ آپ نے یہ فرما کر من کنت مولاہ فعلی مولاہ" ان کی خلافت کو ثابت کر دیا تھا۔

مولانا نے پہلے اعتراض کا رد یوں فرمایا اگر حضرت عمرؓ صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صلح نامہ سے نہ روک سکے۔ تو وصیت ... سے کیونکر روک سکتے تھے؟ اگر آپ مناسب سمجھتے تو دوبارہ، سہ بار ارشاد فرما سکتے تھے اس موقع پر آپ کے پاس اہل بیت بھی موجود تھے۔ اگر آپ چاہتے اور عمر فاروقؓ مانع نہ ہو سکتے تھے۔

رہی بات من کنت مولاہ والی تو اس سے مراد خلافت نہیں بلکہ دوستی ہے۔ اگر ابو بکرؓ کے اتنا کہنے پر انصار نے بیعت کر لی کہ خلافت قریش میں ہوگی حالانکہ انصار نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ایک امیر ان سے ہو اور ایک امیر مہاجرین میں ہو۔ اگر حضرت علیؓ کی خلافت کے بارے میں ہزاروں صحابہؓ کی موجودگی میں فرمایا تھا تو کسی ایک کو بھی جرأت نہ ہوئی کہ کہہ سکے کہ خلافت تو حضرت علیؓ کے لئے متحقق ہو چکی ہے۔ پھر آپ کیسے خلیفہ بن سکتے ہیں؟

نہج البلاغہ میں حضرت علیؓ کا امیر معاویہؓ کی طرف ایک خط منقول ہے انه بايعنی القوم الذين بايعوا ابابكر وعمر وعثمان على ما بايعوهم عليه۔ یعنی مجھ سے اس قوم نے بیعت کی ہے جس نے حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ سے بیعت کی تھی اسی شرط پر جس شرط پہ ان سے کی تھی۔

وراثت انبیاء علیہم السلام

خلافت کے بعد یہ دوسرا مسئلہ جو سنیوں اور شیعوں کے درمیان معرکۃ الآراء ہے وہ وراثت کے بارے میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کی تقسیم سے انکار کر کے

www.KitaboSunnat.com
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فاطمہ کو ناراض کر دیا۔

مولانا نے شیعوں کی اپنی کتابوں سے ثابت کیا کہ انبیاء علیہم السلام کا ترکہ ورثاء میں تقسیم نہیں ہوتا۔

کلینی کی روایت ہے۔

عن ابی عبداللہ قال ان العلماء ورثة الانبیاء لم یورثوا درهما ولا دینارا وانما اورثوا احادیث من احادیثهم فمن اخذ بشئی اخذ حظا وافرا۔	"ابو عبداللہ سے مروی ہے کہ علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی وراثت میں درہم و دینار نہیں چھوڑتے بلکہ صرف علم کی باتیں چھوڑ جاتے ہیں۔ جو شخص ان علمی باتوں میں کچھ لیتا ہے وہ بہت بڑا حصہ لیتا ہے [1]

نہج البلاغہ کی مشہور شرح ابن الحدید میں منقول ہے کہ جب فاطمہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے میراث طلب کی تو انہوں نے فرمایا۔

مالك لابیك كان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یاخذ من فدك قوتكم ویقسم الباقی یحمل منه فی سبیل اللہ فما تصنعین بها قالت اصنع بها كما یصنع بها ابی قال فلك علی اللہ ان اصنع فیها كما یصنع فیها	"جو آپ کے مورث (باپ) کا حق تھا۔ وہی آپ کو ملے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ باغ فدک میں (جسے آپ وراثت میں مانگتی ہیں۔) آپ کے یعنی عیال کا گذارہ لے لیتے تھے اور باقی تقسیم کر دیتے، اور اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے پس اس کے ساتھ آپ کیا کریں گی؟ انہوں نے کہا کہ میں وہی کروں گی جو میرے باپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے ابوبکرؓ نے کہا میں آپ کے لیے وہی کروں گا جو آپ کے

---

[1] اصول کافی، کتاب العلم۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابوک قالت اللہ لتفعلن قال اللہ لافعلن قالت اللھم اشھد فرضیت بذلك و اخذت العھد علیہ بہ۔	باپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ فاطمہؓ نے کہا اللہ کی قسم آپ اسی طرح کریں گے۔ ابوبکرؓ نے بھی قسم کھا کر کہا اللہ کی قسم اسی طرح کرونگا۔ فاطمہؓ نے کہا اللہ گواہ ہو جا چنانچہ فاطمہؓ یہ سن کر راضی ہو گئیں اور خلیفہ سے اس پر پختہ وعدہ لیا[1]

ابنِ حدید نے نقل کیا ہے کہ:۔

یحییٰ بن المتوکل نے کثیر بن النوال کے حوالہ سے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علیؒ کی خدمت میں عرض کیا۔ اللہ مجھے آپ پر فدا کرے۔ کیا ابوبکرؓ اور عمرؓ نے آپ پر آپ کے حق کے بارے میں ظلم کیا۔ یا آپ کے حق میں سے انہوں نے کچھ مار لیا۔ تو انہوں نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس نے قرآن کو اپنے بندے پر نازل فرمایا۔ تاکہ وہ جہانوں کو ڈرائیں۔ ان دونوں نے ہمارے حق میں سے رائی کے دانے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے کہا۔ کیا میں دونوں کو دوست رکھوں تو انہوں نے فرمایا، ہاں دنیا اور آخرت میں ان کو دوست رکھ[2]

اگر یہ کہا جائے کہ حضرت سلیمان علیہ السّلام اپنے باپ حضرت داؤد علیہ السّلام کے وارث ہوئے تو حضرت فاطمہؓ کیوں نہ اپنے باپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وارث ہو سکیں۔

اس کا جواب بھی مولانا نے شیعہ روایت ہی سے دیا ہے۔

ابوعبداللہ جعفر صادقؒ فرماتے ہیں:۔

ان داؤد ورث الانبیاء و ان سلیمان ورث داؤد ان محمدا	"بے شک داؤد علیہ السلام انبیاء علیہم السلام کے وارث ہوئے اور حضرت سلیمان علیہ السّلام حضرت داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے اور حضرت

[1] شرح ابن ابی حدید: ص۸۰ ج۴ [2] ایضاً: ص ۸۲، ج ۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ورث سلیمان و انا	محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سلیمان علیہ السلام کے
ورثنا محمدا	وارث ہوئے اور ہم اہلبیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث بنے [1]

یہ روایت ظاہر کرتی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی مال وراثت میں نہ پایا۔ اور اسی طرح اہل بیت نے بھی کوئی مال وراثت میں نہ پایا تو اس سے ظاہر ہوا کہ وراثت علم کی تھی نہ کہ مال و دولت یا جائداد کی تھی۔

لہٰذا حضرت ابوبکرؓ نے وراثتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جو طریقہ اختیار کیا وہ برحق تھا۔ اور فاطمہؓ ان سے راضی ہو گئی تھیں۔

اتباعِ سُنّت اور اجتنابِ بدعت

ہر مذہبی کام میں پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع فرض ہے۔ جس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا۔ اس میں ذراسی بھی کمی بیشی نہیں ہو سکتی اور اصولاً یا فروعاً جس کام سے منع فرمایا ہو، وہ بدعت ہے۔ اگرچہ تمام عالم بھی اس بدعت کو اپنالے لیکن وہ بدعت ہی رہے گا۔ اس لئے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ	"تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زندگی میں اسوہ حسنہ ہے یعنی بہترین نمونہ ہے۔" [2]
فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ	"جب تک لوگ مذہبی بات میں پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع نہ ہوں گے کبھی مسلمان نہ بن سکیں گے [3]

---

[1] اصولِ کافی : ص ۲۲۴، ج ۱ [2] سورۃ الاحزاب : آیت ۲۱

[3] سورۃ النسآء : آیت ۶۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سلسلہ میں قطعی فیصلہ فرمایا۔

من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو ردّ [۱]
"جو کوئی ہمارے دین میں نئی بات پیدا کرے جو کہ اس میں نہ ہو وہ عمل عند اللہ مردود ہے۔"

حضرت مجدد الف ثانیؒ اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ جیسے بزرگ نے اتباعِ سنت اور احیاء سنت پر زور دیا ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ کتاب و سنت کو اپنا امام بنا اور ان میں نظر رکھ اور ان پر عمل کر قیل و قال اور بے ہودہ ہوس سے دھوکہ مت کھا [۲] اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔
"جو تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیں پس اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ" [۳]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں قرآن نے گواہی دی ہے:۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔
"ہمارا پیارا اپنی خواہش سے نہیں بولتا بلکہ وہی کہتا ہے جو کہ اس پر نازل کیا جاتا ہے۔" [۴]

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ۔
"میرے پیارے کہہ دیں اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اطاعت کرو اللہ تم سے محبت کرے گا" [۵]

اصل دین، اصل اسلام، اللہ کے نزدیک کرنے اور جنت میں داخل کرنے والی چیز سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اور اطاعت ہے۔

عرس و مولود وغیرہ

مولانا نے لکھا ہے کہ چونکہ ایسی مجالس نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اور

---

[۱] بخاری۔ کتاب الصلح: ص ۳۷۱ ۔ مسلم: ص ۷۷ ج ۲ [۲] فتوح الغیب مقالہ ۳۶ [۳] سورۃ الحشر: آیت ۷
[۴] سورہ النجم: آیت ۳ [۵] سورہ آل عمران: آیت ۳۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہ ہی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے میں منعقد ہوتی تھیں۔ لہٰذا یہ سنّت نہیں بلکہ بدعت ہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ ایسی مجالس میں بھی تو ذکرِ الٰہی اور نعت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کا اہتمام ہوتا ہے۔ تو بدعت کیسے ہوئیں؟ مولانا نے اس کا جواب کُتبِ فقہ کے ایک مسلّمہ مسئلہ کی روشنی میں دیا ہے کہ درُود کی فضیلت و برکت قرآن اور حدیثِ پاک سے ثابت ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص نماز میں دو رکعتوں کے بعد تشہّد میں بیٹھ کر شہادتین کے بعد درُود پڑھ لے تو اس پر سجدہ سہو لازم آئے گا۔ حالانکہ درُود کی بڑی فضیلت ہے۔ اسی طرح اگر قرآن۔ رکُوع یا سجدہ یا تشہّد میں پڑھا جائے تو نماز درست نہ ہوگی کیونکہ اس کی ممانعت ہے۔ لہٰذا جو دینی کام خیر القرون سے ثابت نہ ہوں وہ سراسر بدعت ہوں گے۔

عن ابی الھیاج الاسدی	" ابُوالہیاج الاسدی سے مروی
قال قال لی علی الا ابعثك	ہے کہ علیؓ نے مجھ سے کہا کیا میں تمہیں
علی ما بعثنی علیه رسول الله	اس کام کے لئے نہ بھیجوں جس کے لئے
صلی الله علیه وسلم ان لا	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا۔
تدع تمثالا الا طمسته ولا	یہ کہ تم جو اونچی قبر دیکھو اس کو زمین کے برابر کر
قبرا الا سویته۔	دو اور جو تصویر دیکھو اُس کو مٹا دو۔"[1]

اِس لیے کہ دینِ محمّدی میں پختہ قبر بنانے کی اجازت نہیں ہے۔ چنانچہ جابرؓ سے مروی ہے۔

نھی رسول الله صلی الله	" منع فرمایا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و
علیه وآله وسلم ان یجصص	آلہ وسلّم نے کہ قبر کو چونا گچ کیا جائے
القبر وان یبنی علیه و	اور اس پر کوئی عمارت بنائی جائے۔ اور
ان یقعد الیھا۔	ان کی طرف بیٹھا جائے[2]

---

[1] صحیح مسلم: ص ۳۱۲۔ ج ۱۔ جامع الترمذی: ص ۱۵۷۔ ج ۱۔ ابوداؤد: ص ۴۵۹۔ سُنن نسائی: ص ۲۲۱
[2] صحیح مسلم: ص ۳۱۲۔ ج ۱۔ ابن ماجہ، ص ۱۱۲۔ ابوداؤد۔ ص ۴۶۰۔ سنن نسائی: ص ۲۳۱۔ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ نے اپنی اس بیماری میں فرمایا جس میں آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

لعن اللّٰہ الیھود اتخذوا قبور انبیائھم مساجد۔ "اللہ کی لعنت ہو یہود پر جنہوں نے اپنے نبیوں علیہم السّلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا،،[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں دُعاء فرمائی۔

اللّٰھم لا تجعل قبری وثنا (اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا) یعنی جو کام بتوں کے پاس یا ان کے نام پر ہوتے تھے ان سے میری قبر کو بچانا[2]

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا۔ کتاب اللہ اور سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپنا امام بنا۔ اسی پر غور و فکر کر۔ اور اُن کے مطابق عمل کر۔ اِدھر اُدھر کی قیل وقال اور بے ہُودہ ہوس سے دھوکا مت کھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ تم کو جو رسول دے وہ لے لو اور جس سے روکے رُک جاؤ۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ بڑے عذاب والا ہے۔ اللہ سے ڈرو اور اس کی مخالفت مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ اس کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم جو لے کر آئے ہیں۔ اسے چھوڑ کر اپنی طرف سے عبارتیں نکالنے لگ جاؤ۔ جیسا کہ اللہ نے گمراہ قوم کے حق میں فرمایا۔ انہوں نے رہبانیت کی بدعت نکالی جو ہم نے ان پر نہ لکھی تھی۔ پھر اُس نے اپنے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پاکی بیان کی اور باطل سے ان کا الگ ہونا تبلایا۔ چنانچہ فرمایا۔ ہمارا رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی مرضی سے نہیں بولتا۔ وہی کہتا ہے جو اُس کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ یعنی وہ جو کچھ لایا ہے۔ وہ میرے پاس سے لایا ہے۔ پس اس کی اتبّاع کرو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے پیارے ان سے کہہ دیں کہ اگر تم اللہ سے محبّت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تمہیں محبُوب بنائے گا۔ پس واضح ہوا کہ اللہ کی محبّت کا طریق اس کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قول و فعل میں اتبّاع کرنا ہے۔

نذر لغیر اللہ

جو چیز غیر اللہ کے لئے نذر کی جائے گی وہ حرام ہے۔ اس مسئلہ میں اہلحدیث منفرد نہیں ہیں بلکہ

---

[1] صحیح بخاری [illegible] [2] [illegible] [3] [illegible]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حنفیہ حضرات کا بھی یہی مذہب ہے تفسیر نیشاپوری میں منقول ہے کہ تمام عُلماء کا اس پر اجماع ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی جانور کو ذبح کرے اور ارادہ ذبح سے تقرّب الی غیر اللہ رکھے تو وہ آدمی مُرتد ہے اور اس کی ذبیحہ حرام ہے۔

وِرد و وظائف

قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا	" اور وہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو
يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝ اِنْ	وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی مالک نہیں۔
تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ	اگر تم ان کو پکارو تو تمہاری پکار نہیں سُنتے اور اگر
وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ [1]	سُن بھی لیں تو جواب نہیں دے سکتے "

دُرِ مختار کے باب المرتد میں لکھا ہے کہ شیئًا للہ بعض فقہاء کے نزدیک کلمہ کفر ہے۔ کیونکہ اس میں خدا کی ہتک پائی جاتی ہے۔

ویسے بھی حَیٌّ لَا یَمُوْت " کو چھوڑ کر موت کا ذائقہ چکھنے والے انسان کو پکارنا کس طرح مقبول و محمود ہو سکتا ہے؟

تقلیدِ شخصی

یہ وہ مسئلہ ہے جس کے نہ اپنانے کی وجہ سے اہل حدیث کو غیر متقلد۔ لا مذہب اور وہابی کہا جاتا ہے کیونکہ کل احناف کے نزدیک تقلیدِ شخصی وجُوب کے حکم میں ہے۔ مولانا نے اس مسئلہ کو حل کرنے میں اپنی عادت محمودہ کے مطابق قرآن وحدیث اور کتب فقہ کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ ایک عامی

---

[1] سُورۃ فاطر: آیت ۱۳-۱۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے لئے تقلید تو جائز ہے لیکن اس میں بھی تخصیص جائز نہیں جو صاحب ادراک و فہم ہوتا ہے۔ علم دین کو حاصل کرتا ہے اور قرآن و حدیث کو سمجھنے کی استطاعت رکھتا ہے وہ مقلد نہیں بلکہ مجتہد ہوتا ہے۔

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ [1]	"مسلمانوں جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اسی کی اتباع کرو۔ اس کو چھوڑ کر دوستوں کی اتباع مت کرو۔"
قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ [2]	"اے پیارے کہہ دیں کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو پس میری اتباع کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے۔

لو كان موسى حيا ما وسعه الا اتباعي۔	"اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو میری اتباع کرنی پڑتی"۔ [3]

خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

اذا صح الحديث فهو مذهبي	"جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے"۔ [4]

تمام ائمہ کرام کا اسی پر عمل رہا ہے اور ان کا حکم ہے کہ اگر ان کی کوئی بات قرآن و سنت کے خلاف ہو تو اسے دیوار پر دے مارا جائے [5] امام ابوحنیفہؒ کا ارشاد ہے۔ اترکوا قولی لخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (میرا قول پیغمبر خدا علیہ السلام کی حدیث کے مقابلے میں چھوڑ دو) [6] کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور خود امام ابوحنیفہ کی تعلیم ہے کہ بلا چون و چرا اطاعت کے قابل اللہ کی مخلوق میں سے صرف انبیاء

---

[1] سورۃ الاعراف: آیت ۳
[2] سورۃ آل عمران: آیت ۳۱ [3] مشکوٰۃ المصابیح ص۳۰ بحوالہ احمد و بیہقی
[4] ردّ المحتار: ص۶۳ ج ۱ [5] میزان الکبریٰ: ص۵۵ [6] ایقاظ: ص۵۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علیہم السلام کی ہستیاں ہوتی ہیں اور ان سب میں زیادہ بابرکت اور سردار ہونے کا شرف ہادیٔ برحق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے۔ لہٰذا ان کی موجودگی میں کسی اور کی تقلید جائز نہیں ہوسکتی۔ نہ ہی اس میں توہینِ ائمہ کرام کا پہلو پایا جاتا ہے۔ کیونکہ قرآن کے نازل ہونے کے بعد سابقہ انبیاء علیہم السّلام کی شریعتیں منسوخ کردی گئیں تو کیا اس میں ان انبیاء علیہم السّلام کی توہین ہوتی ہے۔؟

شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے مسئلہ تقدیر پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے۔ واضح ہو کہ چوتھی صدی سے پہلے لوگ کسی ایک خاص مذہب کی تقلید پر متفق نہ تھے۔ ابوطالب مکّی نے قوت القلوب میں لکھا ہے کہ کتابیں اور مجموعات لوگوں کے اقوال بیان کرنا کسی شخص کے مذہب پر فتویٰ دینا اور اس کا قول اختیار کرنا اور ہر امر میں اس کا قول نقل کرنا اور اس کے مذہب پر فقہ کی بنیاد قائم کرنا یہ سب نئی باتیں ہیں قرنِ اوّل اور دوم میں پہلے لوگ ان باتوں کے قائل نہ تھے [۱]

شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ دونوں فرقوں کے بعد کسی قدر تخریج کا طریقہ پیدا ہوگیا۔ لیکن چوتھی صدی کے لوگ کسی خاص شخص کی تقلید خالص پر متفق نہیں تھے اور نہ کسی خاص شخص کی فقہ کے پابند تھے۔ اور نہ ہر امر میں اسی کے قول کو نقل کرتے تھے۔ جیسا کہ تتبع سے ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ ان میں علماء اور عام لوگ تھے۔ عام لوگوں کی یہ حالت تھی کہ وہ ان متفقہ مسائل میں جن میں اہلِ اسلام یا جمہور مجتہدین کا اختلاف نہ تھا۔ صاحبِ شریعت کے سوا کسی اور کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ وضوء، غسل، نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کا طریقہ وہ اپنے باپ دادا یا شہر کے علماء سے سیکھ لیتے تھے۔

شاہ صاحب نے امام شافعیؒ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں اپنی اور دوسرے کی تقلید سے منع کرتا ہوں [۲]

امام ابن حزمؒ فرماتے ہیں اگر تقلید جائز ہوتی تو حضرت عمرؓ بن خطاب یا حضرت علیؓ بن ابی طالب

---

[۱] حجۃ اللہ البالغہ باب حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ وبعدھا: ص ۱۵۲

[۲] حجۃ البالغہ: ص ۱۵۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ یا عبداللہ بن عمرؓ یا حضرت عبداللہ بن عباسؓ یا حضرت عائشہؓ تقلید کے لئے اولیٰ قرار دیے جاتے۔ ان میں ہر ایک دوسرے سے مقتدا ہونے کے زیادہ قابل ہے[1]

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ ہر ایک کا کلام اختیار کرنے یا رد کرنے کے قابل ہے[2]

امام شافعیؒ نے تو یہاں تک فرمادیا کہ جب میرا کلام حدیث کے مخالف دیکھو تو حدیث پر عمل کرنا اور میرے کلام کو دیوار پر دے مارنا[3]

امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ کسی کو خدا اور رسول کے مقابلے میں گفتگو کی اجازت نہیں۔ امام صاحبؒ نے ایک شخص سے فرمایا ہرگز میری تقلید نہ کرنا اور نہ ہرگز امام مالکؒ کی اور نہ اوزاعیؒ اور نہ ہی نخعیؒ کی اور نہ کسی اور کی تقلید کرنا۔ کتاب و سنت میں سے جہاں سے انہوں نے احکام اخذ کئے۔ تم بھی وہیں سے لینا[4]

امام یوسفؒ و زفرؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ کسی کو جائز نہیں کہ ہمارے قول سے فتوےٰ دے جب تک کہ اس کو معلوم نہ ہو کہ ہم نے کہاں سے لیا[5]

امام عصام ابن یوسفؒ سے کہا گیا کہ آپ اکثر امور میں امام ابوحنیفہؒ کے خلاف کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس واسطے کہ ابوحنیفہؒ کو وہ فہم عطا ہوا جو ہم کو نہ ہوا۔ پس وہ اپنے فہم سے وہ بات معلوم کرتے ہیں جو ہماری سمجھ میں نہ آئی اور ہم کو یہ جائز نہیں کہ بغیر سمجھے ان کے قول کے موافق فتویٰ دے دیں[6]

مذکورہ بالا بحث کا حاصل کلام یہ ہے کہ تقلید نہ واجب ہے اور نہ ہی فرض بلکہ ایک عام شخص کو کسی بھی عالم سے مسائل کی واقفیت حاصل کر لینی چاہیئے اور صاحب علم و فہم کو کتاب و سنت میں غور و فکر کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ: ص ۱۵۴ [2] ایضاً: ص ۱۵۵ [3] ایضاً [4] ایضاً [5] ایضاً: ص ۱۵۷

[6] ایضاً: ص ۱۵۷۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ [1] "پس وہ قرآن میں تدبّر کیوں نہیں کرتے۔"

تقلیدِ شخصی اور دوسرے مسائل میں مزید واقفیت حاصل کرنے کے لئے مولانا ابوالوفاء کی بہت سی کتابیں ہیں جن کی فہرست آخر میں درج کی جائے گی۔

جلیل القدر ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی رواداری کو نقل کرتے ہوئے لکھا یہ کہ سب ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ جو مسائل ان میں مختلف فیہ ہوتے ان کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے۔

امام یوسفؒ اور امام محمدؒ عیدین میں خلیفہ ہارون الرشید کے دادا عبداللہ بن عباسؓ کی بارہ تکبیریں (یعنی سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں) پکارا کرتے تھے۔ امام یوسفؒ نے اہلِ مدینہ کے فتویٰ پر دو قلّے مقدار پانی نہ پلید ہونے پر عمل فرمایا۔

آج کل بھی اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ مسلمانوں میں محبت و اخوّت کا جذبہ پیدا کیا جائے تاکہ سب مل کر اللہ کی رسّی کو تھام لیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

قراءت خلف الامام

اس مسئلہ میں حنفی بھائیوں کی دلیل ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ [2] "جب قرآن پڑھا جائے تو خاموشی سے سُنو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

دوسری دلیل یہ ہے:۔

مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الامام له قراءة [3] "جو شخص امام کے پیچھے نماز ادا کرتا ہے امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔"

مولانا نے افہام و تفہیم کے انداز میں مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔ قرآن کا جس میں خاموشی

---

[1] سورۃ النساء: آیت ۸۲ [2] سورۃ الاعراف: آیت ۲۰۴ [3] ابن ماجہ: ص ۶۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے سُننے کا حکم ہے وہ اس وقت ہے جب کہ قرآن وعظ و نصیحت کے لئے پڑھا جائے اور یہ حکم اس وقت نازل ہوا جب کہ قریش مکہ قرآن سُنتے وقت شور مچایا کرتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پروگرام کو قرآن میں یُوں نازل فرمایا۔

قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا	"مشرک اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ قرآن
لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ	کو نہ سنا کرو بلکہ اس کے پڑھے جاتے وقت
لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ۔	شور وشغف کیا کرو تاکہ تم اس کی آواز پر غالب آجاؤ"[1]

اسی لئے دینی مدارس میں کئی کئی طلبہ ایک دوسرے کے سامنے پڑھنے کے باوجود قرآن پڑھتے ہیں۔ نماز شروع ہوجانے کے بعد نماز میں شامل ہونے والا مقتدی امام کی قراءت کے باوجود اللہ اکبر کہتا اور ثناء پڑھتا ہے۔

رہی بات امام کی قرأت کی تو اس سے مراد سورۃ فاتحہ کے علاوہ ہے۔ کیونکہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ایک روز صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ پڑھتے پڑھتے آپ قراءت سے رُک گئے۔ جب فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا کیا تم امام کے پیچھے کچھ پڑھا کرتے ہو؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں اللہ کے رسُول! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپؐ نے فرمایا۔ سوائے فاتحہ کے اور کچھ نہ پڑھا کرو۔ کیونکہ جو فاتحہ نہ پڑھے اُس کی نماز درست نہیں ہے۔[2]

امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے عبادہ بن صامتؓ سے ہی نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (جو کوئی سورۃ فاتحہ نہ پڑھے

---

[1] سورۃ حٰم السجدہ: آیت ۲۶

[2] ابوداؤد: باب من ترك القراءة فی صلوته: ص ۱۱۹ - الترمذی باب ماجاء فی القراءة خلف الامام: ص ۶۵ - ج ۱ - ایضًا: المستدرك: ص ۲۳۸ ج ۱ - نیل الاوطار: ص ۲۲۵ - ج ۳ - النسائی قرأة ام القرآن خلف الامام فیما جهر الامام: ص ۱۱ - ۱۲ -

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کی نماز صحیح نہیں)[1] (بخاری مع باب وجوب القراۃ للامام والمام فی الصلوات کلھا فی الحضر والسفر وما یجھر فیھا وما یخافت)

ابوہریرہؓ سے پوچھا گیا ہم کبھی کبھی امام کے پیچھے ہوتے ہیں۔ توانہوں نے جواب دیا۔ اقرأ بھا فی نفسك (اسے آہستہ آہستہ اپنے نفس میں پڑھ لیا کرو) (صحیح مسلم ص ۱۶۹ ج ۱۔ ترمذی ص ۶۵ ج ۱۔ ابن ماجہ ص ۶۰۔ ابوداؤد ص ۱۱۹)

یہی ائمہ جمہور کا مسلک ہے اور اسی پر اہلحدیث عمل کرتے ہیں۔

رفع الیدین

رفع الیدین کے بارے میں عبداللہ بن مسعودؓ سے صرف ایک روایت مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے آغاز میں رفع الیدین فرمایا[2]۔ اور اسی پر ائمہ احناف کا عمل ہے لیکن ان کے علاوہ تمام ائمہ کرام اُن تمام روایات پر عمل کرتے ہیں جو کہ کتب احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں منقول ہیں۔

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے۔ اسی طرح جب رکوع میں جاتے اور رکوع سے کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے[3]

امام ترمذیؒ نے ص ۷۵ ج ۱ پر لکھا ہے کہ اس بارے میں عمر، علی، وائل بن حجر۔ مالک بن الحویرث، انس، ابوہریرہ، ابوحمید الساعدی، سہل بن سعد، محمد بن مسلم، ابوقتادہ، ابوموسی الاشعری جابر اور عمیر اللیثی رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث مروی ہیں۔

وائل بن حجرؓ نے دیکھا کہ آپ چادر اوڑھے نماز پڑھ رہے ہیں لیکن رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت کپڑے سے ہاتھ باہر نکال کر رفع الیدین کرتے ہیں[4] ابوحمید الساعدیؒ نے دس صحابہؓ کی مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو زیادہ جاننے کا دعویٰ کیا۔ پھر نماز پڑھ کر دکھائی

---

[1] صحیح مسلم ص ۱۶۹ ج ۱ ترمذی ص ۶۵ ج ۱ ابن ماجہ ص ۶۰ ابوداؤد ص ۱۱۹ [2] جامع الترمذی ص ۵۸ ج ۱ [3] صحیح بخاری ص ۱۰۲ صحیح مسلم ص ۱۶۸ ج ۱ [4] صحیح مسلم ص ۱۷۳ ج ۱ ابوداؤد ص ۱۰۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جس میں رکوع میں جاتے اور اُٹھتے ہوئے رفع الیدین کیا اور ان دس صحابہؓ نے ان کی تصدیق فرمائی۔[1]

امین بالجھر

ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اذا تلا غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال اٰمین حتی یسمع من یلیہ من الصف الاول[2]	"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز میں غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پڑھتے تو آمین فرماتے یہاں تک کہ پہلی صف والے سُن لیتے"

ابن ماجہ کی روایت کا حصہ ہے:۔

یرتج بھا المسجد	"اس سے مسجد گونج اُٹھتی"

شرح وقایہ کے حاشیہ پر محقق حنفی مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے متعدد سندوں کے ساتھ آمین بالجہر کہنا ثابت ہے وہ ایسی سندیں ہیں جو کہ ایک دوسری کو تقویت دیتی ہیں۔ ابن ماجہ۔ صحیح ابن حبان۔ نسائی۔ ابوداؤد۔ ترمذی اور امام شافعیؒ کی کتاب الام میں موجود ہیں۔ اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ (اپنے پروردگار کو عاجزی سے اور خفیہ پکارو) پھر آمین کہنے کی کیا ضرورت ہے؟
مولانا نے اس کا جواب لکھتے ہوئے فرمایا کہ امین دُعا نہیں بلکہ استجابت دعا ہے۔ قبولیت کی درخواست ہے یعنی جو کچھ امام نے کیا اس کے قبول ہونے کی درخواست ہے۔ جس طرح کہ عام دُعاؤں

---

[1] جامع الترمذی: ص ۶۴ - ج ۱ - سُنن الدارمی: ص ۱۶۳ - ابوداؤد: ص ۱۰۶ -

[2] ابوداؤد: ص ۱۳۵ - ابن ماجہ: ص ۶۱ -

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں امام دُعاء مانگتا ہے تو مقتدی آمین کہتے ہیں[1]۔

ہدایہ کی شرح فتح القدیر میں اس کے شارح امام ابن ہمام نے بھی آمین بالجہر کے حق میں فیصلہ دیا ہے۔

مسئلہ تراویح

رمضان المبارک کی آمد پر مسلمانوں میں رکعت تراویح پر مباحثے اور مناظرے ہوتے ہیں۔ حالانکہ مباحثوں، مناظروں یا مجادلوں کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔

یہ ایک متفقہ مسئلہ ہے کہ سرورِ کائنات نے باجماعت قیام اللیل صرف تین راتیں فرمایا۔ اس کے بعد اس ڈر کی وجہ سے ترک کر دیا کہ کہیں اُمتِ محمدیہ پر یہ فرض ہی نہ ہو جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے دَورِ خلافت میں اس کا اہتمام نہ کیا اور نہ ہی حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی خلافت کے اوّل حصے میں کیا لیکن بعد میں حضرت تمیم داریؓ اور ابی بن کعبؓ کو گیارہ رکعتیں پڑھانے پر مامور کیا[2]۔

عائشہؓ سے مروی ہے۔

ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ۔	"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ ہی رکعت رات میں پڑھا کرتے تھے"[3]

امام ابن ہمامؒ نے فتح القدیر اور ملا علی قاری حنفی نے مرقاۃ میں تسلیم کیا ہے کہ:

ان قیام رمضان سنۃ احدی عشر رکعۃ بالوتر فی جماعۃ	"بے شک قیام بالجماعت رمضان میں گیارہ رکعت وتر کے ساتھ ہی سنت ہے اور

---

[1] السعایۃ: ص ۱۷۵، ج ۲ [2] مؤطا امام مالکؒ باب ماجاء فی قیام رمضان: ص۱۳۸ (تنویر الحوالک)

[3] صحیح بخاری باب قیام النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ۔ ص ۱۵۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فعلہ علیہ السّلام — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا[1]

یہ ٹھیک ہے کہ صحابہؓ انفرادی طور پر حضرت عمرؓ کے زمانے میں ۲۰-۲۱-۲۳-۳۶-۴۲ رکعتیں پڑھا کرتے تھے لیکن سنّت بالجماعت گیارہ ہی ہے۔

یہ وہ مسائل ہیں جن کی وجہ سے اہلحدیث کو غیر مقلّد، لامذہب اور وہابی کہا جاتا ہے۔ لیکن ان مسائل کو حضرت مولانا ابوالوفاءؒ نے نہایت ہی پیارے انداز میں ان کی وضاحت کرتے ہوئے مسلمانوں کو ایک دوسرے سے قریب لانے کی پُرخلوص کوشش کی ہے۔ افہام وتفہیم سے مسائل کو طے کرنے کی راہیں ہموار کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر سے نوازے۔

اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل کتابیں مولانا کے قلم سے نکلیں۔

۱۔ اہل حدیث کا مذہب	مطبع روز بازار	دسمبر ۱۹۲۶ء
۲۔ اجتہاد اور تقلید	”	ستمبر ۱۹۲۵ء
۳۔ تقلید شخصی وسلفی	”	ستمبر ۱۹۴۱ء
۴۔ حدیث نبویؐ اور تقلید شخصی	آفتاب پریس	۱۹۲۴ء
۵۔ تنقید تقلید	”	ستمبر ۱۹۲۷ء
۶۔ فقہ اور حنفیہ	”	” ۱۹۲۵ء
۷۔ علم الفقہ	”	۳۰ نومبر ۱۹۰۹ء
۸۔ اتباع سلف		۳۰ نومبر ۱۹۰۹ء
۹۔ اصول فقہ		۱۳۵۶ھ
۱۰۔ معقولاتِ حنفیہ	مطبع ثنائی پریس	۱۹۳۶ء
۱۱۔ آمین ورفع یدین		
۱۲۔ فتوحات اہلحدیث		

---

[1] مرقاۃ المفاتیح: ص ۱۹۴۔ ج ۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ——— ۴

حجّیتِ حدیث

یہ درست ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور خلفاء راشدینؓ کے زمانے میں حدیث کی تدوین نہ ہوئی تھی لیکن یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ صحابہؓ کے پاس لکھی ہوئیں احادیث کے مجموعے موجود نہ تھے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ جس طرح احادیث کو غور سے سُنتے اور یاد رکھتے تھے۔ اسی طرح بعض صحابہ احادیثِ نبویؐ کو آپ کی اجازت سے ضبطِ تحریر میں لے آتے تھے۔ ڈاکٹر صبحی صالح نے اس موضوع پر اپنی کتاب" علوم الحدیث" میں بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ظہورِ اسلام سے قبل عرب کسی حد تک لکھنے پڑھنے سے آگاہ ہو چکے تھے۔ مدینہ کی نسبت مکہ میں لکھنے پڑھنے والوں کی تعداد زیادہ تھی۔ اس کی تائید جنگ بدر کے اس واقعہ سے ملتی ہے جب آپ نے قید ہونے والوں سے فرمایا۔ جو اپنا فدیہ نہیں دے سکتے وہ مدینہ کے دس دس بچّوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں[۱]

آپ نے لکھائی پڑھائی کی طرف خاص طور پر اپنے صحابہؓ کو رغبت دلائی۔ اس لیے کہ آپ کو معلّمِ اعظم بنا کر بھیجا گیا تھا۔ یعلمھم الکتاب والحکمۃ۔ مدینہ میں تشریف لانے کے بعد ایک سال گزرنے پر آپ نے مسلم مردم شماری کا حکم فرمایا۔ چنانچہ پندرہ سو صحابہؓ کے نام لکھے گئے[۲]

آپ نے قرآن کے نزول کے آغاز میں اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ قرآن کے سوا کچھ نہ

---

[۱] علوم الحدیث (اردو) ص ۴۲-۴۳

[۲] صحیح مسلم میں ص ۸۴ پر حضرت حذیفہ سے مروی ہے نحن ما بین ستمائۃ الی السبع مائۃ (ہم دو سو اور سات سو کے درمیان تھے لیکن حاشیہ میں امام نووی نے بخاری کے حوالے سے نقل کیا ہے فکتبنا لہ الفا وخمسمائۃ (ہم آپ کے لیے پندرہ سو لکھے) [۳] دارمی: ص ۶۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لکھا کرو[1]۔ یہ احتیاط آپ نے اس لیے فرمائی کہ قرآن اور غیر قرآن کا کہیں التباس نہ ہو جائے۔ لہٰذا قرآن کی کتابت و حفاظت میں صحابہؓ تن من کے ساتھ مصروف و مشغول ہو گئے۔ قرآن کے نازل ہوتے ہی اسے سفینوں اور سینوں میں محفوظ کر لیا جاتا۔

جب قرآن میں التباس کا خطرہ ختم ہو گیا تو آپ نے حدیث کے لکھنے کی بھی اجازت فرما دی چنانچہ امام ترمذی نے اپنی جامع میں باب باندھا ہے۔ "باب ماجاء فی الرخصة فیہ" احادیث کو لکھنے کی رخصت کا باب[2]

علامہ حافظ ابن عبدالبر نے انسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیدوا العلم بالکتابة لکھ کر علم کو محفوظ کر لو۔ اور یہی حکم حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی منقول ہے[3]

قرآن کے نزول کے زمانہ میں بھی ایسے صحابہؓ تھے جن کو خصوصی اجازت تھی کہ وہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھ لیا کریں۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت فرمائی۔ چنانچہ انہوں نے صحیفہ[4] صادقہ مرتب کیا جس میں بقول ابن اثیر ایک ہزار احادیث تھیں۔ ابوہریرہؓ کی گواہی ہے کہ عبداللہ بن عمرو حدیثیں لکھا کرتے تھے اور میں نہ لکھا کرتا تھا[5]

حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ جو کچھ میں آپؐ سے سنوں لکھ لیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا، ہاں۔ انہوں نے عرض کیا آپ راضی ہوں یا غصے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اس لیے کہ میں ہر حال میں حق بات کہتا ہوں[6]

حضرت علیؓ کے پاس بھی ایک صحیفہ تھا جس میں دیت ادا کرنے اور قیدیوں کے رہا کرنے کے احکام تھے[7]

---

[1] سنن دارمی ص۶۴ [2] ترمذی ص۱۰۶ ج۲ [3] جامع بیان العلم ص۷۲۔ [4] جامع بیان العلم: ص۷۲۔ نوادر الاصول: ص۳۹

[5] ترمذی ص۱۰۷ ج۲ [6] سنن دارمی ص۶۷۔ جامع بیان العلم ص۷۱ [7] بخاری ص۲۱۔ جامع بیان العلم: ص۷۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عباسؓ کے پاس تختیاں تھیں جو کہ ہر علمی مجلس میں لے جایا کرتے تھے[1]

حضرت سعد بن عبادہ، سمرہ بن جندبؓ اور جابرؓ بن عبداللہ کے پاس بھی احادیث کے صحف موجود تھے۔

مدینہ تشریف لاکر آپ نے یہودِ مدینہ سے ایک عہد نامہ لکھا جو کہ تاریخ میں میثاقِ مدینہ کے نام سے مشہور ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر ایک یمنی ابوشاہ کو خطبہ مبارکہ لکھ کر دینے کا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا[2] آپ اپنے اعمال کو تحریری ہدایات ارسال فرمایا کرتے تھے۔ اس وقت کے عربی اور عجمی بادشاہوں اور اُمراء کو بھی آپ نے خطوط لکھے۔

حضرت ابوہریرہؓ کے شاگرد ہمام بن منبہ المتوفیٰ ۱۰۱ھ نے ایک صحیفہ تیار کر کے اُستاد محترم کو دکھا کر اصلاح کروائی جسے فاضل محقق ڈاکٹر حمید اللہ نے چھاپ کر شائع کر دیا ہے[3]

مختصر بحث کا حاصل کلام یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کتابت حدیث کا رواج تھا۔ قرآن کی حفاظت کے ساتھ ساتھ احادیثِ نبویہ کو بھی محفوظ کیا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اُمتِ محمدیہ کو اگر کوئی مسئلہ قرآن میں نہ ملے تو حدیث کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ قرآن نے باقاعدہ کتابی شکل حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں اختیار کی۔ حضرت عثمان غنیؓ نے اختلاف و افتراق سے بچنے کی خاطر قریشی قرأت کے علاوہ باقی قراءتوں کو ختم کرنے کا حکم دیا[4]

قرآن سے جب مسلمان فارغ ہو چکے تو احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ کتابی شکل میں شائع ہونے والی سب سے پہلی بڑی حدیث کی کتاب مؤطا امام مالکؒ ہے۔ امام مالکؒ (۹۵ھ میں پیدا اور ۱۷۹ھ میں فوت ہوئے) اُن سے پہلے امام زہریؒ المتوفیٰ ۱۲۴ھ نے بھی ایک کتاب حدیث کی مرتب کی تھی۔ خلیفہ عمر بن عبد العزیزؒ نے جس کی نقلیں کروا کر اطرافِ ملک میں بھجوا دیں[5]۔ اس کے بعد یہ باقاعدہ ایک فن بن گیا۔ حدیث کی پرکھ اور جانچ پڑتال کے لئے اصول وضع کئے

---

[1] علوم الحدیث (اُردو) ص ۴۹ [2] ترمذی: ص ۱۰۷ ج ۲ [3] علوم الحدیث (اُردو) ص ۵۰-۵۱

[4] بخاری: ص ۷۴۵، ۷۴۶، ایضاً فتح الباری: ص ۱۰ سے ۲۱ تک (جلد ۹) [5] علوم الحدیث، ص ۶۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گئے۔ ائمہ کرامؒ نے اپنی زندگیاں اس کام کے لئے وقف کر دیں۔ اسماء الرجال، جرح وتعدیل کے فن پر کتابیں لکھی گئیں۔ موضوع احادیث کو صحیح احادیث سے الگ کر کے لکھ دیا گیا۔

احادیث کا فن ایک ایسا فن اور علم ہے کہ مسلمان اس پہ جتنا بھی ناز کریں کم ہے۔ کیونکہ ہزاروں کی تعداد میں ہمارے پاس صحابہؓ، تابعینؒ اور راویانِ حدیث کی زندگیوں کے حالات موجود ہیں۔ جس سے اس فن کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔

بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ ہندوستان میں ایک ایسا وقت آیا کہ چند لکھے پڑھے حضرات نے اپنی عقلوں کو معیار بنا کر احادیث کا اس بنا پر انکار کر دیا کہ قرآن تو نزول کے وقت ہی لکھ لیا جاتا تھا۔ لیکن احادیث کی تدوین بعد کے زمانے میں ہوئی۔ جو لوگوں کو زبانی یاد تھی۔ لکھائی کا کوئی مناسب بندوبست نہ تھا۔ اور انسان کا حافظہ خطا کر سکتا ہے۔ ایک بات جب ایک شخص سے دوسرے تک پہنچتی ہے تو اس میں فرق پڑ جاتا ہے۔ لہٰذا ان احادیث کا کیا اعتبار ہے؟ اگر یہود و نصاریٰ احادیث وضع کر سکتے تھے تو مسلمانوں کو کونسی بات مانع تھی؟

امام بخاریؒ نے پانچ چھ لاکھ احادیث سے صرف چار ہزار منتخب کیں باقی کہاں گئیں؟ چنانچہ انہوں نے یہ عقیدہ بنا لیا کہ جو کچھ قرآن سے ملے گا، اسی پر عمل کریں گے۔

منکرینِ حدیث کا یہ استدلال درست نہ تھا۔ اگر ان کی نگاہ فنِ حدیث کی گہرائی تک پہنچتی تو وہ کبھی اعتراض نہ کرتے۔ امام بخاریؒ نے چھ لاکھ احادیث سے نہیں بلکہ چھ لاکھ اسنادوں میں سے صرف چار ہزار اسناد کو پسند کیا۔ سند سے مراد وہ راویوں کا سلسلہ ہے جو کہ سُنی ہوئی حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچاتے ہیں۔

کہنے والا ایک بات کہتا ہے۔ سُننے والے ہزار ہوتے ہیں۔ وہ سُنی سنائی بات کو آگے پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح سُننے والوں کی تعداد ہزاروں میں ہو جاتی ہے۔ حالانکہ حدیث ایک ہی ہے۔

امام بخاریؒ نے چھ لاکھ سُننے والوں میں سے چار ہزار معتبر اور ثقہ سُننے اور روایت کرنے والوں کا انتخاب کیا نہ کہ چھ لاکھ احادیث میں سے۔ لیکن پڑھے لکھے حضرات نے یہ نہ سوچا کہ قرآن ان تک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیسے پہنچا؟ کن صحابہؓ کے ذریعے جمع ہوا۔ ظاہر ہے کہ ہندوستان یا پاکستان میں نازل تو نہیں ہوا تھا، اگر کوئی غیر مسلم ان سے پوچھے کہ تمہارے پاس اس کی کیا سند ہے کہ یہ وہی قرآن ہے جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی قرآن نازل ہی نہیں ہوا۔ بلکہ مسلمانوں نے خود بنالیا ہے سوامی دیانند نے قرآن پر ۱۵۹، اعتراضات کر دیئے کسی ایک کو توفیق نہ ہوئی۔ کہ اپنے علم وفضل کے زور پر اس کو جواب دیتا۔ قرآن کی حقیقت اور اصلیت کو ثابت کرنے کے لئے ہمیں صحابہؓ پر ہی اعتماد کرنا پڑے گا جن کے ذریعے قرآن ہم تک پہنچا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کے راوی ہیں۔ اگر ان کی صحیح احادیث کا اعتماد نہیں تو ان کی طرف سے پہنچنے والے قرآن پر اعتماد کس طرح کیا جا سکتا ہے؟

احادیث کے بغیر قرآن پاک کو سمجھا ہی نہیں جاسکتا۔ نماز اور زکوٰۃ کا ذکر قرآن پاک میں بار بار آتا ہے۔ لیکن ادائیگی کے طریقے کی وضاحت موجود نہیں۔

قرآن کہتا ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ [1]	"ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔"
اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ [2]	"ہم نے اسے بابرکت رات میں نازل فرمایا۔"
شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ [3]	"رمضان کا وہ مہینہ ہے کہ جس میں قرآن اتارا گیا۔"

مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن رمضان کی ایک رات میں نازل ہوا حالانکہ تاریخی حقیقت ہے کہ قرآن ۲۳ سالوں کی مختلف راتوں، دنوں، ہفتوں اور مہینوں میں نازل ہوا تو اس اعتبار سے نعوذ باللہ تضاد پیدا ہو گیا۔

المختصر احادیث کے بغیر قرآن پاک سمجھنا ممکن ہی نہیں۔ کفارِ مکہ نے سب سے پہلے قرآن کا نہیں بلکہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کیا۔ جس کی وجہ سے وہ کافر اور مشرک قرار دیئے گئے۔

---

[1] سورۃ القدر، آیت ۱ [2] سورۃ الدخان، آیت ۳ [3] سورۃ البقرۃ، آیت ۱۸۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آج کل کے زمانے میں ایک دس سالہ بچہ قرآن کی ۶۶۶۶ آیات کو یاد کر کے رمضان کی راتوں میں مصلے پر کھڑا ہو کر سنا سکتا ہے۔ پڑھے لکھے اور شعر و شاعری سے شغف رکھنے والے علامہ اقبال، مرزا غالب، اور دیگر شعراء کا کلام تو حفظ کر سکتے ہیں لیکن ابو ہریرہؓ ۵۳۷۴، عبداللہ بن عمرؓ ۲۶۳۰، انس بن مالکؓ ۲۲۸۶، عائشہ صدیقہؓ ۲۲۱۰، عبداللہ بن عباسؓ ۱۶۶۰، جابر بن عبداللہؓ اور سعید خدری ۱۱۷۰ حدیثیں کیا حفظ نہیں کر سکتے تھے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس زمانہ میں مبعوث ہوئے وہ ایسا وقت تھا کہ جس میں عربی شاعری اپنے عروج پر تھی۔ اکثر عربوں کو ہزاروں کی تعداد میں اشعار یاد تھے۔

لہٰذا حفاظِ حدیث پر اعتراض کرنا درحقیقت فہم کی کوتاہی ہے۔ اگر انسان تھوڑی سی بھی سوجھ بوجھ اور فکر و تدبر سے کام لے تو معاملہ فوراً ہی سیدھا ہو سکتا ہے۔

اردو دائرہ معارف کے مطابق سر سید احمد خان ایک مذہبی خاندان میں پیدا ہوئے۔ مذہبی تعلیم میں پروان چڑھے۔ ان کی آغاز میں لکھی گئی کتابوں پر سلفی رنگ غالب ہے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے دوران اور بعد میں انہوں نے اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعے مسلمانوں کو انگریزوں کے قریب کرنا چاہا۔ انگریز نے ان کی خدمات کو سراہتے ہوئے انگلینڈ اعلیٰ تعلیم و تربیت کے لئے روانہ کر دیا۔ انگلینڈ سے واپسی پر انہوں نے احادیث اور معجزات کا انکار کر دیا۔ ایک تفسیر بھی لکھنی شروع کی جو کہ پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکی۔

جب تک ہم عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث سے مدد نہ لیں مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ جب ابن عباسؓ سے یہ سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ قرآن کریم ایک ہی رات میں رمضان المبارک کی بابرکت رات لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے دنیا کے پہلے آسمان پر نازل ہوا۔ اس کے بعد ضرورت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا نزول ہوا[۱]

---

[۱] تفسیر ابن کثیر: ص ۵۲۹ ج ۴۔ تفسیر درمنثور: ص ۳۷۰ ج ۶۔ تفسیر کبیر: ص ۲۷ ج ۸۔ تفسیر ابن جریر: ص ۲۵۸۔ ج ۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ چکڑالوی، مولوی حشمت علی اور بابو احمد دین تو سر سید احمد خان سے بھی آگے بڑھ گئے احادیث اور معجزات کا انکار کرنے کے ساتھ قرآن میں گمراہ کن تاویلیں شروع کر دیں۔ پاکستان میں پرویز اور ان کے ہم خیالوں نے ان کے مشن جاری رکھنے کی بھرپور کوشش کی۔

مولانا ثناء اللہؒ نے منکرین حدیث کو بھی نظر انداز نہ کیا بلکہ ان کا بھی خاطر خواہ محاسبہ کیا اور مسلمانوں کو ان کی گمراہی سے پوری طرح آگاہ کیا۔

حجیت حدیث کو قرآن مجید سے ثابت کرنے کے لئے مولانا نے

۱ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ [1]	"اللہ کی اطاعت کرو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔"
۲ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ [2]	"تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اسوہ حسنہ ہے۔"
۳ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ [3]	"ہم نے رسول کو اسی لیے بھیجا ہے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔"

آیات کو نقل کیا کہ ان سے کیا مراد ہے؟ اگر قرآن ہی قابل اطاعت ہے تو پھر اطیعوا الرسول سے کیا مراد ہے؟ اگر قرآن کی راہنمائی ہی کافی شافی ہے تو آپ کے اسوہ حسنہ کا ذکر کرنے کے کیا معنی ہے؟ جب کتب الٰہیہ اور قرآن کی پیروی کی جاتی تھی تو پھر رسولوں کی بعثت کا کیا فائدہ تھا؟

اللہ تعالیٰ صرف قرآن کو کسی پہاڑ پر کسی پتھر پر نازل کر دیتے اور فرما دیتے لوگو یہ کتاب الٰہی ہے۔ اس پر عمل کرو۔

۴۔ إِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ	جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہراتؓ میں سے کسی ایک کو راز کی بات بتائی، مگر اس زوجہ مطہرہ سے وہ بات راز میں نہ رہ سکی تو اللہ

---

[1] سورہ تغابن: آیت ۱۲ [2] سورۃ الاحزاب: آیت ۲۱ [3] سورۃ النساء: آیت ۶۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ[1]

نے اپنے رسول کو ان کی لغزش پر آگاہ فرما دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زوجہ مطہرہ کو آگاہی کا کچھ حصہ تو بتا دیا اور کچھ اخفا میں رکھا تب اس زوجہ مطہرہ نے کہا آپ کو میری یہ بات کس نے بتائی ہے؟ نبی نے فرمایا خدائے علیم و خبیر نے مجھے آگاہ کیا"

مولانا یہاں یہ استدلال کرتے ہیں جس بات یا خبر کا ذکر اس آیتِ مبارکہ میں کیا گیا۔ کیا وہ قرآنِ پاک میں مذکور ہے۔ ظاہر ہے یہ خبر یا بات قرآن پاک میں نہیں ملتی تو معلوم ہوا کہ قرآن کے علاوہ کچھ اور بھی آپ پر نازل ہوتا تھا۔ جسے وحی خفی یا وحی غیر متلو کہا جاتا ہے اور ہماری اصلاح میں اس کا نام حدیث ہے

۵۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ[2]

"اے نبی! تو نے ان لوگوں کو نہیں پرکھا جنہیں کانا پھوسی کرنے سے روکا گیا مگر وہ اس حرکت سے باز نہ آئے"۔

اس آیتِ مبارکہ میں جس کانا پھوسی کی طرف اشارہ کیا گیا تمام قرآن میں تلاش کرنے کے اس کا ذکر نہیں ملتا۔ یہاں بھی وحی جلی کے علاوہ وحی خفی مراد ہے۔

اسی طرح قرآن میں اور کئی ایسے مقام ہیں جن کو حدیث کی مدد کے بغیر سمجھنا محال ہے۔

چنانچہ مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ نے حدیثِ نبوی کی مدافعت و حفاظت کے سلسلے میں بھی بڑی قابلِ قدر خدمات انجام دیں۔ اور اس طرح سنّتِ نبوی کی حمایت و اشاعت کا ایک مؤثر ذریعہ بن گئے۔

---

[1] سورۃ التحریم، آیت ۳ [2] المجادلہ، آیت ۸۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ـــــ ۵

تفاسِیر

تفسیر کا مادہ ف س ر ہے جس کا لغوی معنی کھول دینا۔ واضح کر دینا اور ظاہر کرنا ہے۔ کسی کتاب کے مطالب کو کھول کر بیان کرنا تفسیر کہلائے گا۔ لیکن اصطلاح میں تفسیر سے مُراد وہ علم ہے جس میں قرآن کے الفاظ و معانی احکام و مطالب، اسبابِ نزول اور ناسخ و منسوخ وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے۔ اس ضمن میں علم لُغت، صرف و نحو، معانی و بیان، حدیث و فقہ اور دیگر نقلی و عقلی علوم سے بھی مدد لی جاتی ہے۔

علمِ تفسیر کی غرض و غایت یہ ہے کہ کلام اللہ کے معانی معلوم کئے جائیں اور پڑھنے والوں کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

تاویل

یہ لفظ اول سے نکلا ہے جس کا معنی پھیرنا، لوٹنا، لوٹانا اور تعبیر بتانا ہے۔

اصطلاحِ اہلِ تفسیر میں پہلے تاویل کا لفظ تفسیر کے مترادف ہوتا تھا لیکن بعد میں فرق کر لیا گیا۔ پھر تاویل کی دو قسمیں بن گئیں۔ ایک تاویل حق اور دوسری تاویل باطل۔ علمائے تفسیر کے نزدیک تاویل کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب کسی لفظ یا آیت کے معانی میں کئی احتمال پائے جاتے ہوں تو غور و فکر کے بعد مناسب ترین معنی کا تعین کیا جائے۔ امام راغب اصفہانی کے نزدیک مفردات القرآن کی شرحِ تو تفسیر ہے لیکن جملوں اور کلام کی شرح تاویل ہے [1]

---

[1] الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی: ص ۱۷۳، ج ۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام قشیری فرماتے ہیں کہ تفسیر سماع و اتباع پر موقوف ہے جب کہ تاویل اجتہاد اور استنباط کا نام ہے [1]

گویا کتاب و سنت کی روشنی میں متعین ہونے والا معنی و مفہوم تو تفسیر ہے لیکن علماء جو معنی علوم و معارف سے حاصل کریں وہ تاویل ہے۔

علامہ ثعلبی کہتے ہیں کہ تفسیر سے مراد کسی لفظ کے موضوع معانی کا بیان اور تاویل اس کے باطنی معنی کو بیان کرنا ہے [2]

بعض علماء نے تفسیر کو روایت اور تاویل کو درایت سے خاص مانا ہے اور بعض کے نزدیک ظاہر کے مطابق قطعی معنی تو تفسیر ہے مگر جو معنی بظاہر خلاف ظاہر ہو مگر قواعد و قرائن اور سیاق و سباق کے مطابق ہو وہ تاویل ہے۔

اس بحث سے معلوم ہوا کہ تفسیر کے ساتھ تاویل بھی علماء کے ہاں روا ہے۔ جب کہ اس میں ابطال کا رجحان نہ پایا جاتا ہو متکلمین اسلام میں اس کا رنگ اکثر غالب رہتا ہے۔

علم تفسیر کی فضیلت اسی سے معلوم ہو سکتی ہے کہ اپنے ہی نازل کردہ کا خود اللہ تعالیٰ مفسر اول ہے۔ علم تفسیر کا مشہور قاعدہ ہے۔ "القرآن یفسر بعضہ بعضا" (قرآن کا بعض حصہ بعض کی تفسیر کرتا ہے) اس کے بعد جس پر یہ کلام نازل ہوا اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی تفسیر سکھائی اور سمجھائی۔ چنانچہ قرآن پاک میں یہی فرمان الٰہی ہے۔ لتبین للناس ما نزل الیھم [3] (تاکہ لوگوں کے لئے آپ کھول کر بیان کریں جو ان کی طرف نازل کیا گیا) "یعلمھم الکتاب والحکمۃ" [4] (ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے)

قرآن کی تعلیم ہے۔ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ [5] ـــــ لِیَدَّبَّرُوْا اٰیَاتِہٖ [6] اسی طرح رسول اللہ

---

[1] الاتقان: ص ۱۷۳، ج ۲ ۔ ایضاً التفسیر والمفسرون و جواہر العرفان [2] الاتقان: ص ۱۷۳، ج ۲ [3] سورہ النحل آیت ۴۴
[4] سورۃ الجمعۃ آیت ۲ [5] سورہ محمد آیت ۸۲ [6] سورہ ص آیت ۲۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ۔[1]

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی تفسیر وحکمت سے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نوازا۔ اور انہوں نے اپنے صحابہؓ کو اس کی تعلیم دی۔ عبداللہ بن عباسؓ کے لئے تو خاص دعا بھی فرمائی۔ اللّٰھم علّمہ الکتاب[2]۔ اور صحابہؓ کو یہ حکم بھی ارشاد فرمایا۔ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً[3]

گویا آپ ہی اُمّت میں سب سے پہلے مفسّر ہیں اور آپ کے اقوال وافعال اور تقریرات سب قرآن کی تفسیر ہیں۔

اصُولِ تفسیر میں یہ مسلّم ہے کہ تفسیر کرتے وقت سب سے پہلے قرآن کی تفسیر قرآن سے کی جائے۔ کیوں کہ اکثر ایک ہی مضمون کو مختلف مقامات پر اجمال واختصار اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ خود ہی قرآن میں اس کی توضیح وتشریح کر دی گئی ہے۔ تفسیر صاحب قرآن کی سنّت اور حدیث سے کی جانی چاہیئے۔ کیونکہ سُنّت قرآن کے عملی نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو کچھ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا گیا آپ نے اس پر عمل پیرا ہو کر اُمّت کے لیے نمونہ قائم کر دیا۔ اِسی لیے قرآن نے گواہی دی۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے)

اگر معنی ومطالب سمجھ نہ آئے تو صحابہؓ کی طرف رجُوع کیا جائے کیونکہ ان کے زمانہ میں قرآن نازل ہُوا۔ انہوں نے محنت ومشقّت سے اسے سینوں اور سفینوں میں محفوظ کیا۔ ہر وقت بارگاہ رسالتؐ میں رہ کر اس کی آیات کو سمجھنے اور جاننے کی کوشش کی۔ اسباب نزول اور ناسخ ومنسوخ کے بارے میں واقفیت حاصل کی۔ صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج، جہاد، اخلاق، بر وتقویٰ، اثم وعدوان، معروف ومنکر، نکاح وطلاق اور دیگر اصطلاحات کو اچھی طرح سمجھا اور ایک مثالی معاشرہ کی تشکیل میں بھرپُور حصّہ لیا۔ اسلامی معاشرہ کو پیش آنے والے رقیق وتدقیق مسائل مثلاً قتالِ مرتدین، منکرین ومانعینِ زکوٰۃ۔ مدعیانِ نبوّت، وراثت، فوجوں کی تنظیم، مفتوحہ علاقوں کا انتظام، جزیہ وخراج اور بیت المال کی تشکیل وغیرہ

---

[1] صحیح بخاری: ص ۷۵۲۔ جامع الترمذی: ص ۱۳۴ ج ۲ [2] صحیح بخاری: ص ۱۳۵ [3] ایضاً: ص ۴۹۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو قرآن و سنّت کی روشنی میں حل کیا۔

اگرچہ صحابہؓ کے زمانے میں تفسیر یا حدیث کے فنون مرتّب نہ ہوئے تھے۔ لیکن صحابہؓ ان کی تعلیم و تعلّم میں خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ تفسیر یا حدیث بیان کرتے وقت بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے۔ کیونکہ ان کے سامنے ارشادِ نبویؐ ہمیشہ ہی رہتا تھا جس میں آپ نے فرمایا تھا۔

من كذب على متعمّدا فليتبوا مقعده من النّار [1]

من فسّر القرآن برأيه فليتبوا مقعده من النار [2]

صحابہؓ کے بعد تابعین کے زمانہ میں مفسّرین نے حدیث و سنّت کے ساتھ نظر و استدلال اور اجتہاد و استنباط کی راہیں بھی اختیار کرنی شروع کر دیں۔ یہاں تک کہ تابعین کے آخری دَور میں تفسیر قرآن ایک باقاعدہ فن بن گیا۔ اور تدوین تفاسیر کے زمانے کا آغاز ہوا۔ جس کے بعد مندرجہ ذیل مشہور مفسّروں کی تفاسیر منظرِ عام پر آئیں۔

۱۔ امام ابن مخلد قرطبی (المتوفّٰی ۲۷۶ھ)

۲۔ امام ابن جریر طبری (المتوفّٰی ۳۱۰ھ)

۳۔ امام ابو علی الجبائی معتزلی (المتوفّٰی ۳۰۳ھ)

۴۔ امام ابوالحسن اشعری (المتوفّٰی ۳۲۴ھ)

۵۔ امام ابو منصور ماتریدی (المتوفّٰی ۳۳۳ھ)

۶۔ امام احمد بن علی الرازی جصّاص (المتوفّٰی ۳۷۰ھ)

۷۔ امام محمد عبداللہ بن عطیہ دمشقی (المتوفّٰی ۳۸۳ھ)

۸۔ امام ابوعبدالرحمٰن محمد حسین (المتوفّٰی ۴۱۲ھ)

---

[1] صحیح بخاری: ص ۹۱۵۔ ایضاً بخاری کتاب الجنائز کتاب الانبیاء۔ کتاب الزہد و کتاب العلم۔

[2] جامع الترمذی: ابواب تفسیر القرآن: ص ۱۳۹۔ ج ۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۹۔ امام ابواسحاق احمد بن ابراہیم الثعلبی (المتوفیٰ ۴۲۷ھ)

۱۰۔ امام ابوالحسن علی بن حبیب الشافعی الماوردی (المتوفیٰ ۴۵۰ھ)

۱۱۔ امام ابو مسلم محمد بن علی الاصبہانی المعتزلی (المتوفیٰ ۴۵۹ھ)

۱۲۔ امام علی بن احمد بن محمد ابوالحسن الواحدی نیشاپوری (المتوفیٰ ۴۵۹)

۱۳۔ ابو جعفر محمد بن الحسن بن علی طوسی شیعی (المتوفیٰ ۴۶۰ھ)

۱۴۔ امام ابوبکر محمد بن عبداللہ بن العربی اندلسی (ولادت ۴۶۸ھ)

۱۵۔ محی السنہ امام محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی (المتوفیٰ ۵۱۶ھ)

۱۶۔ شیخ ابوالقاسم اسماعیل بن محمد بن فضل تیغی طلحی (المتوفیٰ ۵۳۵ھ)

۱۷۔ علامہ محمود بن عمر زمخشری معتزلی (المتوفیٰ ۵۳۸ھ)

۱۸۔ علامہ ابوعلی فضل الحسین طبرسی (المتوفیٰ ۵۴۸ھ)

۱۹۔ امام فخرالدین محمد بن عمر رازی (المتوفیٰ ۶۰۶ھ)

۲۰۔ مشہور صوفی بزرگ محی الدین ابن عربی (المتوفیٰ ۶۳۸ھ)

سقوط بغداد کے بعد مشہور لکھی جانے والی تفاسیر کے نام حسب ذیل ہیں۔
تفسیر قرطبی، تفسیر بیضاوی، تفسیر مدارک، تبصرۃ القرآن و تفسیر المنان، غرائب القرآن و رغائب الفرقان، تفسیر خازن، تفسیر ابن کثیر، تفسیر الدر المنثور، تفسیر مظاہری، تفسیر فتح القدیر اور تفسیر روح المعانی وغیرہ بیسویں صدی میں جو مشہور تفاسیر لکھی گئیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ تفسیر المنار۔ تفسیر طنطاوی۔ تفسیر المراغی اور تفسیر فی ظلال القرآن وغیرہا۔

پاک و ہند میں فنِ تفسیر

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی ایسی کتاب ہے جس کی ہزاروں تفاسیر لکھی جا چکی ہیں۔ ہر مفسر نے قرآن کی تشریح و ترجمانی اپنے اپنے رنگ اور انداز میں کی ہے۔ اس سلسلہ میں شاہ ولی اللہ نے الفوز الکبیر میں حسب ذیل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سات گروہوں کی نشاندہی کی ہے۔

۱۔ محدّثین کا گروہ

جو آیات کی تفسیر و مطالب کی تشریح کے لئے ان سے مناسبت رکھنے والے تمام واقعات کو بیان کرنا ضروری سمجھتا ہے۔

۲۔ مُتکلّمین کا گروہ

جو اسماء اور صفات باری تعالیٰ میں تاویل کرنا ضروری خیال کرتا ہے۔

۳۔ اصُولیین کا گروہ

جو آیات سے فقہی احکام استنباط کر کے نتائج کی ترجیح اور اس کی وجوہات سے بحث کرتا ہے۔

۴۔ عُلمائے نحو و لغت کا گروہ

جو قرآن کی لغات اور نحوی اصُول سے بحث کرتا ہے۔ جس مسئلہ کو اختیار کرے اس کے ثبوُت میں کلامِ عرب سے مثالیں اور نظریں تلاش کرتا ہے۔

۵۔ ادیبوں کا گروہ

جو قرآن مجید میں علمِ معانی اور علمِ بیان کے نکات تلاش کرتا ہے۔ جتنے نکات مل جائیں ہر ممکن تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے۔

۶۔ قاریوں کا گروہ

جو قرآن مجید کی مختلف قراءتوں سے دلچسپی رکھتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۷۔ صُوفیوں کا گروہ

جو قرآن پاک میں سلوک اور تصوّف کے مسائل سے دلچسپی رکھتے ہیں۔

مذکورہ بالا گروہوں نے قرآن کی تفسیر کرنے کا حق ادا کرنے کی انتہائی کوشش کی ہے۔ لیکن اس کے باوجود قرآن کا یہ اعجاز ہے کہ ہر دَور میں اَیسے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی نازل ہوا ہے۔ لہٰذا ہر دور میں پیش آمدہ مسائل کو حل کرنے میں راہنمائی کا سبب بنتا ہے۔

پاک و ہند میں بھی علماء اس فن میں پیچھے نہ رہے بلکہ عربی۔ فارسی۔ اُردو۔ پنجابی۔ سندھی۔ پشتو۔ بنگالی۔ مرہٹی۔ تامل۔ ہندی۔ کشمیری اور گجراتی وغیرہ میں تراجم اور تفاسیر لکھ دیں۔

اورنگ زیب عالمگیر کے اُستاد شیخ احمد ملّا جیون (المتوفیٰ ۱۱۳۰ھ) نے التفسیرات الاحمدیہ کے نام پر ان آیات کی تفسیر کی جن سے فقہی احکام استنباط ہوتے تھے۔

شاہ ولی اللہ (المتوفیٰ ۱۱۷۶ھ) نے ہندوستان میں پہلی دفعہ قرآن پاک کا ترجمہ فارسی میں کیا۔ جس کی وجہ سے ان کی شدید مخالفت کی گئی۔ یہاں تک کہ ان پر قاتلانہ حملہ بھی کیا گیا۔ انہوں نے اس ترجمہ کا نام فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن رکھا۔

ان کے بعد ان کے بیٹوں نے اُردو میں ترجمے اور تفاسیر لکھیں۔ شاہ عبدالعزیز کی تفسیر عزیزی شاہ عبدالقادر کا موضح القرآن اور شاہ رفیع الدین کے تحت اللفظ ترجمہ آج بھی عوام النّاس میں مقبول ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (المتوفیٰ ۱۲۲۵ھ) نے عربی میں لُغوی تشریح۔ روایات و آثار، فقہی مباحث، اسرارِ تصوّف اور مسلک حنفی کی تائید و توثیق کے لحاظ سے ایک جامع تفسیر لکھی۔

نواب صدیق حسن بھوپالی (المتوفیٰ ۱۳۰۷ھ) نے عربی میں فتح البیان اور نیل المرام کے علاوہ اُردو میں ترجمان القرآن کے نام پر علامہ شوکانی کی فتح القدیر کی تلخیص لکھی۔ نواب صدیق حسن کو سینکڑوں کتب کے مصنّف ہونے کا شرف حاصل ہے۔

سرسیّد احمد نے بھی انگلستان سے واپسی پر اپنی رائے کو مدِنظر رکھتے ہوئے ایک تفسیر لکھنے کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اہتمام کیا لیکن وہ صرف سولہ ہی پارے تک پہنچی تھی کہ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

مولانا محمد عبدالحق حقانی المتوفیٰ ۱۳۳۵ھ کی اُردو میں تفسیر ہندوستان کے مسلمانوں میں بہت معروف ہے۔

مولانا احمد حسن دہلوی نے شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کے ساتھ ایک فاضلانہ تفسیر شائع کی۔

اسی طرح ہندوستان میں کئی ایک اور بھی تفاسیر شائع ہوئیں۔ جن سے مسلمانوں نے استفادہ کیا، قرآن کو سمجھنے میں بہت حد تک آسانی پیدا ہوئی۔ لیکن ان تمام خوبیوں کے باوجود ایک خلا تھا جسے پُر کرنے کی سعادت مولانا ثناء اللہ کو حاصل ہوئی۔ برصغیر پاک و ہند میں کئی قومیں بستی تھیں۔ انگریز کے غالب آ جانے کے بعد ہر مذہب کو آزادی تھی کہ جس طرح چاہے ایک دوسرے پر اعتراض اور استہزاء کرے۔ چونکہ مسلمان ایک عرصہ تک ہندوستان پر قابض رہے تھے۔ لہٰذا ہندوستان کی اکثر ہندو آبادی کی یہ کوشش رہتی تھی کہ مسلمانوں کو کسی نہ کسی طرح ذلیل کرے۔ انگریز کی بھی دلی خواہش تھی کہ مسلمان کے مذہب و دین کو جتنا بھی ہو سکے مسخ اور ختم کیا جائے۔ چنانچہ مسلمان ہی زیادہ اعتراض اور استہزاء کا شکار بنتے تھے۔

ہندوستان میں لکھی گئی تفاسیر مسلمان کو قرآن سمجھنے میں مدد تو ضرور دیتی تھی لیکن یہ نہ سمجھائی تھیں، کہ مسلمانوں پر ہونے والے اعتراضات کا جواب کس طرح دیا جا سکتا ہے۔ حق اور سچ بات کو اگلے تک کس طرح پہنچایا جا سکتا ہے۔ آریہ اور عیسائی کو لاجواب کس طرح کیا جا سکتا ہے۔

مولانا ثناء اللہ چونکہ مناظر تھے۔ ان کا واسطہ ہر وقت آریہ اور عیسائیوں سے رہتا تھا۔ ان سے تقریری اور تحریری مناظروں کا سلسلہ قائم تھا۔ لہٰذا انہوں نے جو تفسیریں عربی اور اردو میں لکھیں ان میں مناظرانہ رنگ غالب رہا۔ جہاں بھی کوئی نکتہ ایسا آیا۔ جس کو قاری قرآن کو سمجھنے کے ساتھ آریہ اور عیسائی پر گرفت بھی کر سکے۔ مولانا نے وہاں حسب ضرورت بحث فرمائی۔

مولانا ثناء اللہ نے اپنی زندگیِ عزیز میں چار تفاسیر لکھیں جن میں دو تو پایۂ تکمیل کو پہنچ کر بہت مقبول ہوئیں لیکن باقی دو پوری نہ ہو سکیں۔

مکمل ہونے والی ایک کا نام تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن (عربی) اور دوسری تفسیر ثنائی (اُردو) ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن

مولانا نے اپنی اس تفسیر میں یہ اہتمام فرمایا ہے کہ قرآن کی تفسیر قرآنی آیات سے کی جائے۔ یہ انداز تفسیر ایسا ہے جو کہ سب سے اعلیٰ اور پسندیدہ ہے۔ چونکہ یہ کام بہت ہی مشکل ہے اس لئے اس انداز کی تفاسیر بہت ہی کم لکھی گئی ہیں۔ خاص طور پر ہندوستان میں لکھی جانے والی تفاسیر میں اپنی نوعیت کی پہلی تفسیر ہے۔ ۱۱ × ۸ کے ۴۰۱ صفحات پر مشتمل اس عربی تفسیر کو مولانا نے صفر ۱۳۲۱ھ میں مکمل کیا۔ تفسیر کا تعارف کرواتے ہوئے آغاز میں خود ہی رقمطراز ہیں۔

اما بعد فيا اخواني المسلمين	"اما بعد! اے مسلمان بھائیو میں نے
انا صنفت بحول الله وقوته	اسلام کی تائید اور کفر و بدعت اور سرکشی
كتبا كثيرا في تائيد الاسلام	کے خلاف بہت سی کتابیں تصنیف کی
وترديد الكفر والبدعة و	ہیں۔ میں نے سنتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
الطغيان وشيدت اركان	کے ارکان کو اللہ الرحمٰن پر توکل کرتے
سنّة النبي عليه السّلام متوكلا	ہوئے مضبوط کیا ہے۔ ان کتابوں میں سے
على الله الرّحمٰن، منها تفسير	ایک تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن ہے۔
القرآن بكلام الرّحمٰن	میں نے اس میں یہ التزام کیا ہے، کہ
التزمت فيه ان فسرت	قرآن کی تفسیر فرقانِ حکیم سے کروں کیونکہ
القرآن بالفرقان كما هو	اہلِ علم و بیان کے نزدیک یہی
اصل مقرر عند اهل	اصل طریقہ ہے۔ میں نے اس کام
العلم والبيان، بذلت	میں اپنی وسعت کے مطابق کوشش
فيه وسعي والله يعفو عن	کی ہے اگر کوتاہی رہ گئی ہے تو اللہ
زلتي	میری لغزش کو معاف فرمائے۔۔۔"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مولانا کی اس مایہ ناز تفسیر کی اشاعت پر عالمِ اسلام کے اطراف سے جو ان کو خطوط موصول ہوئے ان میں سے چند ایک کو یہاں نقل کیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ مولانا کی اس کوششِ عظیم کو کس قدر سراہا گیا اور اُن کی مُرتّبہ تفسیر عند العلماء کیا مقام رکھتی تھی۔

مصر کے صاحب جریدہ "المؤید" ۱۰ جمادی ۱۳۲۱ھ کی اشاعت میں لکھا:۔

اهدى انا حضرة العالم المحقق	"حضرت عالم محقق۔ کامل مدقق مکرم مولوی
والكامل المدقق المكرم	فاضل مولوی ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری نے
المولوى ابو الوفاء ثناء الله	تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن کا ایک نسخہ تحفہ میں
امرتسرى المخاطب بالمولوى	ہمیں دیا ہے۔ ہم نے ان کی کوشش و
فاضل نسخة من تفسير	کاوش میں نگاہ دوڑائی اور ان کی اغراض
المسمّى بتفسير القرآن	و مقاصد میں غور و فکر کیا تو معلوم ہوا، کہ
بكلام الرحمٰن وقد سرحنا	وہ ایسی تفسیر ہے جو بلند آسمان میں اس
النظر فى رياضه واجلنا	کے ستاروں کی طرح چمک رہی ہے۔ اس
الفكر فى مراميه واغراضه	کا مطالعہ بصیرت سے کم سمجھی اور جہالت
فاذا هو تفسير تلوح فى	کے بادلوں کو منتشر کر رہا ہے۔ اہلِ تفسیر
سماء المعالى كواكبه فتنقشع	اور ارباب کے درمیان اس پر اتفاق
عن بصيرة مطالعه سحب	ہے کہ بہترین اور شاندار تفسیر کا
الجهل وغياهبه ولما كان	طریق یہ ہے کہ کلام اللہ کی تفسیر
من المتفق عليه بين اهل	کلام اللہ کی آیات سے کی جاتے۔
التفسير وارباب هذا الشّان	اس محقق نے اسی کا التزام کیا ہے چنانچہ
الخطير ان احسن التّفاسير	قرآن عزیز کی ہر آیت کے بعد قرآن
كلام الله بكلام الله فقد التزم	ہی کی آیت لائے ہیں جو اس کے معنی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

هذا المحقق ان ياتی عقب
كل جملة من الكتاب العزيز
بما يوضح معناها من نفس
كلام الله وغير خفى ان
محاولة ذلك والسلوك فی
جادة هذه المسالك لايتسنى
الا لمن منح قوة الاستنباط
والاستحضار ورزق متانة
المعارضة والاستبصار وجدير
بتفسير كهذا ان تشد الى
تحصيله الرجال وليسعى الى
اقتنائه المحصلون من
فحول الرجال نفع الله تعالیٰ
مؤلفه بقصده وكما تفسيره
حلة القبول واتاه رحمة من
عنده (آمين)

کو واضح کرتی ہے۔ یہ مخفی نہیں کہ ایسی
کوشش اور ایسی راہ کو اختیار کرنا اسی
کے لیے ممکن ہے جسے استنباط واستحضار
کی توفیق دی گئی ہو اور غور وفکر اور سوچ و
بچار کے بعد معارضہ کی قوت سے نوازا۔
گیا ہو۔ ایسی تفسیر کے لئے لائق ہے کہ
اس کو پانے کے لئے کجاوے
باندھے جائیں اور صاحبِ فضیلت
حضرات اس کو ممکن بنانے کی کوشش
کریں۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ
اس تفسیر کے مؤلف کو اس
سے نفع دے۔ اور ان کی تفسیر کو
قبولیت کا شرف بخشے۔ اور
اپنی رحمت سے ان کو
نوازے۔"
(آمین)

مولانا ثناء اللہؒ کے اُستادِ محترم شیخ الہند مولانا محمود الحسن نے اپنے قابلِ فخر شاگرد کی تصنیف کو دیکھ کر اپنی رائے کا اظہار یوں فرمایا۔

اما بعد فان طرق التفسير
مختلفة من احسنها ما
سلكها العالم الفاضل المتبع

"اما بعد! عالم فاضل اور سنت و
ہدایت کی اتباع کرنے والے مولوی
ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری نے خوبصورت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

للسنّة والهدى المولوى ابوالوفاء ثناء الله امرتسرىؒ ان يفسر القرآن بكلام الرحمٰن كانه تفسير فى الحقيقة لهذه الأية الكريمة - الله نزّل احسن الحديث كتابا متشابها مثانى تقشعر منه جلود الّذين يخشون ربّهم ثم تلين جلودهم وقلوبهم الى ذكر الله[1] وامثالها - ولله دره فيما افاد واجاده نعم التّفسير وحبّذا التحرير جزى الله مصنّفه عن اهل الاسلام ۔

تفسیر کا جو طریق اپنایا ہے۔ وہ عام تفسیری طریقوں سے مختلف ہے۔ وہ یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر کلام الرحمٰن سے کی جائے۔ حقیقت میں یہی تفسیر ہے اس آیت مبارکہ کی اور اسی کی مثل دوسری کی۔ اللہ تعالیٰ نے ملتی جلتی بار بار پڑھی جانے والی کتاب کی صورت میں بہترین حدیث (کلام) نازل فرمائی جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے جسم کے بال اس سے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر ان کے جسم اور دل اللہ کے ذکر کی طرف جھک جاتے ہیں۔ اللہ ہی کے لیے خوبی ہے جس نے اچھی تفسیر اور عمدہ تحریر کو فائدہ مند اور نفع بخش بنایا۔ اللہ تعالیٰ اس کے مصنف کو اہل اسلام کی طرف سے جزائے خیر دے۔"

حضرت مولانا شمس العلماء محمد شبلی نعمانی تعریف فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:-

انّی وقفت علی تفسیر القرآن للفاضل المولوی ثناء الله واعترفت انه نافع للمحصلین ومن مزایاه انه یفسّر القرآن

" فاضل مولوی ثناء اللہؒ کی تفسیر القرآن میں نے دیکھی اور میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ علم حاصل کرنے والوں کے لیے نفع بخش ہے ان کے علم و فضل کی خوبیوں میں سے یہ ایک

---

[1] سورۃ الزمر: آیت ۲۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بالقرآن وهذه مزية لا توجد فيما علمت في غيره فالله يجازيه خيراً۔

خوبی ہے کہ وہ قرآن کی تفسیر قرآن سے کرتے ہیں یہ ایسی خوبی ہے کہ ان کے سوا کسی دوسرے میں میرے علم کے مطابق موجود نہیں۔ اللہ ان کو بہترین جزا سے نوازے“

حضرت پیر مہر علی شاہ مولانا کی مساعی محمودہ کو سراہتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اما بعد فانی طالعت تفسير القرآن بكلام الرحمٰن لمحبي في الله المولوي الفاضل ثناء الله ولله دره اذ وفقه لابراز خيرات حسان من تفسيرات نظم القرآن كاشفا عن خدورهن بحيث يرى بمرايا جمالهن وجوه الاعجاز من بعد ماكان يحسب من نوع الالغاز وييسر عليه تقرير الادلة المحكمة وحل الشبه المدلهمة بالامعان في سوق العبارات من غير تكلف التاويل وتطويل اضعار المقدمات اذ رايت فيه حسنة حدا اوسط لا ثبات

”محبی فی اللہ مولوی فاضل ثناء اللہ“ کی تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن پڑھی، اس کی خوبی اللہ ہی کے لیے ہے۔ جس نے ان کو قرآن کی چھپی ہوئی تفاسیر میں سے بہترین اور خوبصورت تفسیر سامنے لانے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس سے معنوں کے حل ہونے کے اعجاز کو دیکھا جا سکے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے تحقیق و تدقیق کے ساتھ مضبوط دلائل دینے، مشکل شبہات کا جواب دینے بغیر تکلف کے عبارات لانے اور لمبے مقدمات سے بچنا آسان کر دیا۔ جب میں نے اس میں غور و فکر کیا تو دیکھا کہ انہوں نے بڑی عمدگی سے ثابت کیا ہے کہ قرآن کا ہر ایک کلمہ اپنی جگہ ایسا سلطان ہے کہ جس کے گھر میں تمام اغراض پوری کی جاتی ہیں۔ اور فرقان حکیم کی ہر آیت اپنی جگہ ایک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان کل کلماۃ من القرآن سلطان دارھا	ایسی دلیل ہے۔ جو ہر بیماری
وافیۃ بالاغراض وکل اٰیۃ من	کو شفاء دینے والی ہے۔ اللہ
الفرقان برھان جارھا شافیۃ للامراض	ہی کے لئے سب تعریفیں ہیں
وللہ الحمد ربّ السمٰوٰت وربّ	جو آسمانوں، زمین اور تمام
الارض ربّ العالمین ولہ الکبریاء	جہانوں کا رب ہے۔ آسمانوں
فی السمٰوات والارض وھو العزیز	اور زمین میں اسی کے لیے کبریائی
الحکیم وصلّی اللہ علیٰ حبیبہ	ہے۔ اور وہی غلبے اور حکمت والا ہے۔"
سید المرسلین حریص علیکم	وصلّی اللہ علیٰ حبیبہ سیّد المرسلین
بالمؤمنین رؤف رحیم۔	حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم۔

مذکورہ بالا آراء سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کا یہ کارنامہ ایسا تھا جو کہ ہر مکتبۂ فکر کے نزدیک محمود و مقبول تھا۔

خصوصیاتِ تفسیر

تفسیر کا آغاز کرنے سے پہلے مولانا نے وضاحت فرمائی کہ یہ تفسیر فقہاء اور ارباب کلام میں سے کسی ایک کے مخصوص مذہب پر نہیں لکھی گئی بلکہ جہاں سے بھی حق پایا گیا وہیں سے اپنایا گیا۔ کیونکہ ایسی کوشش کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دینے کا حکم دیا ہے۔

فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ	"پس آپ میرے ان بندوں کو بشارت دیں
الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ	جو کئی قسم کی باتیں سنتے ہیں لیکن پیروی اس کی
	کرتے ہیں جو اس میں سے اچھی ہوتی ہے"[1]

---

[1] سورۃ الزمر، آیت ۱۷۔۱۸۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح سرورِ کائنات ؐ نے فرمایا۔

کلمة الحکمة ضالة الحکیم	"حکمت کی بات حکیم کا گمراہ شدہ مال ہے
حیث وجدها فهو احق بها۔	جہاں سے پائے وہی اس کا زیادہ حق دار ہے[1]

اہمیت لغت عربی

الفصل الاوّل کے تحت مولانا نے صحت تفسیر القرآن کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کا دار و مدار عربی زبان کی موافقت پر ہے یعنی جب تک کسی کو عربی زبان پر عبور نہ ہوگا۔ اس کی تفسیر معیارِ صحت کو نہیں پہنچ سکتی۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے صحابہؓ اور مفسرینؒ کے اقوال نقل کئے ہیں جن میں چند حسب ذیل ہیں۔

۱۔ قال امیر المؤمنین عمر بن الخطاب ایها الناس علیکم بدیوانکم لا تضلوا قالوا ما دیواننا قال شعر الجاهلیة فیه تفسیر کتابکم۔	"امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا اے لوگو اپنے دیوان کو لازم رکھو گمراہ نہیں ہوگے، لوگوں نے عرض کیا ہمارا دیوان کونسا ہے؟ انہوں نے فرمایا زمانہ جہالت کے شعر اس میں تمہاری کتاب کی تفسیر ہے[2]
۲۔ قال حبر الامة ابن عباس اذا خفی علیکم من القرآن فابتغوه فی الشعر فانه دیوان العرب۔	"حبر امت حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا جب قرآن میں سے کچھ تم پر مخفی ہو جائے تو اس کو شعر میں تلاش کرو۔ اس لیے کہ وہ عرب کا دیوان ہے"[3]

www.KitaboSunnat.com

---

[1] ابن ماجه باب الحکمة ص ۳۰۷ الترمذی باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادة ص ۱۱۰ ج ۲ (ابن ماجہ اور ترمذی میں حکیم کی بجائے مومن کا لفظ ہے)

[2] تفسیر کبیر ص ۳۲۲ ج ۷ [3] ایضاً: ص ۱۹۲، ج ۸۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۳۔ قال مجاهد لا یحل لاحد یؤمن بالله والیوم الآخر ان یتکلم فی کتاب الله اذا لم یکن عالما بلغات العرب۔

"مجاہد نے کہا، کسی ایک کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ جائز نہیں کہ وہ کتاب اللہ کے بارے میں بات کرے لیکن وہ لغاتِ عرب کا عالم نہ ہو۔"[1]

۴۔ قال الامام المالك لا اوتی برجل غیر عالم بلغة العرب یفسر کتاب الا جعلته نکالا۔

"امام مالکؒ نے فرمایا کہ میرے پاس اگر ایسا شخص لایا جائے جو لغت عرب کے بغیر کتاب کی تفسیر کرتا ہو تو میں اُسے سزا دوں گا"[2]

۵۔ قال الامام الرازی ان القرآن نزل بلغة العرب فلا یجوز حملها علی خلاف ما یکون حاصلا فی اللغة العرب۔

"امام فخرالدین رازیؒ نے فرمایا بے شک قرآن عرب کی لغت میں نازل ہوا۔ لہٰذا اس کے خلاف اس کی تفسیر جائز نہیں"[3]

ان اقوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ مفسّروں کا یہ معمول رہا ہے کہ قرآن کی تفسیر کرتے وقت عربوں کا کلام بھی پیشِ نظر رکھتے تھے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ مفسّرِ قرآن کو جاہلی شاعری بھی ازبر ہونی چاہیئے۔ مولانا نے عربی میں تفسیر لکھ کر ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جامع العلم بنایا تھا۔

مولانا نے الفصل الثانی کے تحت بتایا کہ اپنی مرضی اور رائے سے تفسیر کرنے والوں کو اسلام دوزخ کی وعید دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من فسّر القرآن برایه فلیتبوأ مقعده من النّار

"جس نے اپنی رائے قرآن کی تفسیر کی اس کو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے"[4]

---

[1] الاتقان للسیوطی مطبوعہ مصر مجلد ۲ نوع ۲، [2] الاتقان للسیوطی مطبوعہ مصر مجلد ۲ نوع ۲، [3] تفسیر کبیر: ص ۱۶۲ ج ۱

[4] جامع الترمذی ابواب تفسیر القرآن: ص ۱۳۹ ۔ ج ۲ (تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن: ص ۹)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس سے مراد یہ ہے کہ مفسّر کو اپنی رائے اور مرضی سے تفسیر کرنے سے بچنا چاہیئے۔ بلکہ ایسی باتوں کو اپنانا چاہیئے جو کہ سلف صالحین سے منقول ہوں اور جن کو تفسیر قرآن کے سلسلہ میں انہوں نے روا رکھا ہے۔

مولانا نے الفصل الثالث کے تحت شاہ ولی اللہ کی الفوز الکبیر کے حوالے سے ایک مفسّر کو سبب نزول کے سلسلہ میں پیش آنے والی مشکلات کا ذکر کیا ہے۔ نزلت فیہ ونزلت ھکذا وغیرہ کی وضاحت وصراحت بھی کی ہے۔

پھر ص ۱۳ پر قرآن کی تفسیر کو شروع کیا جس کا نمونہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ ای قولوا ایھا العباد	اے اللہ کے بندو کہو، ہم اللہ کے نام کے
نقرء بسم اللہ الرحمن الرحیم	ساتھ پڑھتے ہیں جو رحمٰن و رحیم ہے۔
الحمد للہ لقولہ تعالیٰ اِقْرَاْ	الحمد للہ ۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد
بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ[1] و	فرمایا اپنے رب کے نام کے ساتھ پڑھ جس
قولہ قل اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ	نے پیدا کیا اور کہہ الحمد للہ اور اس کے
عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی[2] رَبِّ	ان بندوں پر سلام جن کو اس نے چن لیا۔
الْعٰلَمِیْنَ الذی خلقھم و	ربّ العلمین ۔ جس نے ان کو اور ان
خلق اسباب رزقھم لقولہ	کے رزق کے اسباب پیدا کئے ۔ کیا تم اس
تعالیٰ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ	کا انکار کرتے ہو جس نے دو دن میں
خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ	زمین کی تخلیق کی اور اس کے لیے شریک
تَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ	بناتے ہو ۔ وہی ربّ العلمین
الْعٰلَمِیْنَ وَجَعَلَ فِیْهَا	اور اس نے زمین پر پہاڑوں کو رکھا۔

---

[1] سورۃ العلق ۹۶ آیت ۱ [2] سورۃ النمل : آیت ۵۹۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِيْهَا وَ قَدَّرَ فِيْهَا اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ[1]

اور اس میں برکت ڈالی اور چار دنوں کے اندر زمین میں اپنی مخلوق کے لئے رزق کا بندوبست کیا برابر ہے محتاجوں اور سوال کرنے والوں کے لئے۔

الرّحمٰن الرّحیم ۔ ھو المعطوف علی العباد بالایجاد وبالھدایۃ الی الایمان و اسباب السعادۃ والاسعاد فی الآخرۃ لقولہ تعالیٰ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ[2] وقولہ تعالیٰ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا[3]

الرحمٰن الرحیم وہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے یہ اس کی مہربانی ہے کہ اس نے ان کو پیدا کیا اور ایمان کی ہدایت دی اسباب سعادت مندی سے نوازا اور آخرت میں خوش بخت ہونے کی راہ دکھائی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ رحمٰن وہ ہے جس نے قرآن کی تعلیم دی انسان کو پیدا فرمایا اور بیان سکھایا اللہ کا ارشاد ہے وہی ہے جو تم پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے اُس کے فرشتے تمہارے لئے دعا کرتے ہیں تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے جائے اور وہ مومنوں پر بڑا مہربان ہے"

مولانا کی مُشکلات اور اُن پر اعتراضات

مولانا چونکہ مناظر اور متکلّم تھے لہٰذا ان کو اپنی اس تفسیر میں بعض مقامات پر طریقہ سلف سے ذرا ہٹ کر متکلمین کے انداز کو اختیار کرنا پڑا۔ اس لیے کہ جو لوگ قرآن کو مانتے ہی نہ تھے اس پر اعتراض کرتے تھے۔ وہ ان باتوں پر کیسے یقین کر سکتے تھے جو بظاہر ان کے نزدیک خلافِ عقل تھیں متکلّمین اسلام نے

---

[1] سورۃ حٰمٓ السجدہ آیت ۹۔۱۰ [2] سورۃ الرّحمٰن آیت ۱۔۲۔۳۔۴ [3] سورۃ الاحزاب: آیت ۴۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جو انداز گزشتہ زمانے میں اپنایا۔ اسلام اور قرآن پر ہونے والے اعتراضات کا ردّ کیا۔ اور عقلی طور پر عقائدِ اسلام کو ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اسی انداز سے مولاناؒ نے بھی بعض مقامات پر ان سے استفادہ کیا۔ مولانا کا خیال تھا کہ یہ ان کے لیے ضروری ہے کیونکہ ان کا ٹکراؤ آریہ اور عیسائیوں سے ہوتا رہتا ہے۔ خاص طور پر آریہ کی طرف سے ۱۵۹۔ اعتراضات ہوئے جس کا جواب لکھنے کا شرف مولانا کو حاصل ہوا۔ مولانا کا ذاتی طور پر یہ ایمان تھا کہ جو کچھ سلف صالحین نے فرمایا اور اپنایا وہ حق اور سچ ہے۔ چنانچہ انہوں نے "استوا" کی بحث کے خاتمے پر بارگاہ الٰہی میں دُعاء فرمائی۔

اللھم احینی علی مذھب	"اے اللہ مجھے سلف کے مذہب پر زندہ رکھنا
السلف وامتنی علیہ واحشرنی	اور اسی پر موت دینا اور صالحین کے زمرہ میں
فی زمرۃ العالمین (آمین)	دوبارہ اٹھانا" [۱]

اس دُعاء ہی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مولانا کو سلف صالحین سے کس قدر محبت اور عقیدت تھی۔

لیکن اس کے باوجود خود اہل حدیث میں سے بعض علماء کی طرف سے اس تفسیر کے چالیس مقامات کی تفسیر کو خلاف تفسیر سلف صالحین قرار دیا گیا۔

قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ حضرت مولانا ثناء اللہ نے اپنی تفسیر میں کوئی بات اپنی طرف سے شامل نہ کی۔ اور نہ ہی اپنی رائے کو متقدمین کی آراء پر راجح کیا بلکہ جو کچھ پہلے اجل مفسروں سے منقول تھا اس کو ایک خاص مقصد کے تحت بعض مقامات پر اپنایا مثلاً مولانا نے ایک مقام[۲] پر یوں تفسیر کی۔

اِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ (علیہ السلام)	"جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے میرے
رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى	رب مجھے دکھا کہ تو مردے کیسے زندہ کرتا ہے
ای کیفیۃ الاحیاء قال تعالیٰ	یعنی ان کے زندہ ہونے کی کیفیت کیا ہے؟
اتقول کذا وَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ	اللہ تعالےٰ نے فرمایا کیا تم ایمان نہیں لائے؟

---

[۱] حاشیہ تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن: ص ۱۲۸ [۲] تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن: ص ۴۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اِبْرَاهِیْمُ بَلٰی اٰمَنْتُ وَلٰکِنْ اَسْئَلُکَ	ابراہیم علیہ السّلام نے عرض کیا، کیوں نہیں
یَا رَبِّ لِیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ بعلم	میں ایمان لایا لیکن اے رب میں سوال
الیقین قال تعالیٰ فَخُذْ اَرْبَعَۃً	اس لیے کر رہا ہوں تاکہ میرا دل مطمئن
مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْھُنَّ املھن	ہو جائے ۔علم یقین حاصل ہو جائے۔
ای اجعلھا مائلۃ الیک بحیث	اللہ تعالیٰ نے فرمایا، چار پرندے لو۔
اذا ترکتھا تمیل اِلَیْکَ ثُمَّ	اور ان کو اپنے ساتھ مانوس کر لو۔جب
بعد میلانھا الیک وتعودھا	تم ان کو چھوڑو تو وہ تمہارے پاس آ
اِجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْھُنَّ	جائیں ۔پھر ان میں سے ایک ایک کو لے کر
جُزْءًا ای واحدا ولحدا منھن	الگ الگ پہاڑ پر رکھ دو۔ اللہ تعالیٰ
لقولہ تعالیٰ وَاِنَّ جَھَنَّمَ	نے ارشاد فرمایا بے شک ان سب
لَمَوْعِدُھُمْ اَجْمَعِیْنَ لَھَا	کے لئے جہنم کا وعدہ ہے۔اس کے
سَبْعَۃُ اَبْوَابٍ لِکُلِّ بَابٍ	سات دروازے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے
مِّنْھُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ[1] ثُمَّ ادْعُھُنَّ	پھر ان پرندوں کو بلاؤ۔ تمہارے بلانے
یَاْتِیْنَکَ باثر دعائک سَعْیًا	کی وجہ سے بھاگتے ہوئے
ھرولۃ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ	تمہارے پاس آئیں گے۔ اور
غالب علی امرہ حَکِیْمٌ[2] فی	جان لو کہ اللہ غلبے والا اور
صنعہ۔	حکمت والا ہے"

یہاں اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مولانا پر یہ اعتراض کیا گیا کہ انہوں نے فَصُرْھُنَّ کا معنی وتفسیر سلف صالحین کے انداز میں نہیں کیا۔ حالانکہ انہوں نے اس معنی وتفسیر کو اپنایا جو کہ "معالم جلالین"

---

[1] سورۃ الحجر ۴۳۔۴۴
[2] سورۃ البقرۃ آیت۔۲۶۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں منقول ہیں۔ انہوں نے فصرھن پر نمبر لگا کر حاشیہ پر دونوں تفاسیر کو نقل کر دیا۔

یعنی صُرھُنَّ بضم معناہ	یعنی صُرھُنَّ پیش کے ساتھ۔ معنی
املھن و وجھھن (معالم جلالین)	اس کا املھن اور وجھھن ہے علما نے کہا
قال العلماء فی الآیۃ حذف فعل	ہے کہ آیت میں فعل تقدیر محذوف ہے
تقدیرھا۔ صرھن الیك اذبحھن	صرھن الیك یعنی ان کو ذبح کرو۔
وقطعھن ثم اجعل علی کل	اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کرو۔ پھر پہاڑ پر
جبل منھن جزاء من واحد	ان میں سے ایک حصّہ رکھ دو۔ دونوں میں
منھن فاختر ما شئت (منه)	جو معنی چاہو، اختیار کر لو،،

انہوں نے قاری پر چھوڑ دیا کہ دونوں معنی میں جو بھی اپنانا چاہو اپنا لو۔ انہوں نے قاری پر متکلمین کے معنی کو زبردستی ٹھونسنے کی کوشش نہیں کی۔ انہوں نے تفسیر ثنائی (اردو) کے ص ۲۷۱ پر وہی تفسیر اپنائی ہے جو کہ سلف صالحین سے منقول ہے۔

حضرت مولانا ۱۳۴۴ھ میں جب فریضۂ حج کی ادائیگی کی خاطر مکہ تشریف لے گئے تو ان کی عربی تفسیر کی چالیس غلطیوں کو وہاں نشر کیا گیا۔ یہاں تک کہ جلالۃ الملک عبدالعزیز بن ابن سعود کو خبر ہو گئی جلالۃ الملک نے فریقین میں افہام و تفہیم اور صُلح کروانے کی خاطر دونوں کو بلایا۔ چنانچہ شاہ کی دعوت پر فریقین بادشاہ کے پاس پہنچے اور جس مجلس میں فریقین کے درمیان گفتگو ہوئی۔ اس میں عالمِ اسلام کے مشہور عربی علماء بھی شریک تھے جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ القاضی عبداللہ بن بامید۔

۲۔ الشیخ السید الرشید رضا صاحب المنار المصری۔

۳۔ الشیخ محمد بن عبداللطیف۔

۴۔ الشیخ عبداللہ بن حسن۔

۵۔ الشیخ بہجۃ بیطار۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۶۔ الشیخ ابوزید العصری وغیرہم۔

اس مجلس میں مولانا ثناء اللہ کی توجہ ان چالیس مقامات کی طرف کروائی گئی جس میں انہوں نے سلف صالحین کی تفسیر کی بجائے تاویلات کا سہارا لیا تو انہوں نے فوراً ہی اقرار کر لیا کہ جو کچھ سلف صالحین سے منقول و مذکور ہے وہی درست ہے۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز کی موجودگی میں دونوں فریقین نے مفاہمت اختیار کرتے ہوئے اختلاف کو ختم کرنے کا اقرار کر لیا۔

اس مجلس کی روئداد کو شاہ عبدالعزیز کے حکم سے قاضی ابن بلیہد نے اپنے ہاتھ سے لکھا۔ جس کی نقل مولانا ثناء اللہؒ نے اپنی تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن کے آخر میں چھپاں کر دی۔

تفسیر ثنائی (اُردو)

اس تفسیر کے لکھنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے مولانا نے "التماس مصنف" کے عنوان کے تحت فرمایا:

"میں نے دیکھا کہ مسلمان عموماً فہم القرآن شریف سے ناواقف بلکہ شناخت حروف سے بھی نا آشنا ہیں۔ ایسے وقت میں عربی تصانیف سے ان کا فائدہ اٹھانا قریب محال ہے۔ اُردو تفاسیر سے بھی کسی قدر طوالت کے عام لوگ مستفید نہیں ہو سکتے۔ نیز ان کا طرزِ بیان خاص طریقے پر ہے۔

دوم۔ میں نے مخالفین کے حال پر غور کیا تو باوجود بے علمی اور بیچمدانی کے مدعی ہمہ دانی پایا۔ خدا کی پاک کتاب پر منہ کھول کھول معترض ہو رہے ہیں۔ حالانکہ کل سرمایہ ان کا سوائے تراجم اُردو کے کچھ بھی نہیں جن میں سے بعض تو تحت لفظی ہیں اور ان کے محاورات بھی انقلابِ زمانہ سے منقلب ہو گئے اس لیے وہ بھی مطلب بتانے سے عاری ہیں۔ معہذا میں نے قرآن کریم کو جامع علوم عقلیہ و نقلیہ بالخصوص علم مناظرہ میں امام پایا۔ دعویٰ پر دلیل ایسے ڈھب کی ادا ہوتی ہے کہ ہر ایک درجہ کا آدمی اس سے فائدہ لے سکے۔ گو اس کی فاضلانہ تقریر کے لئے بہت بڑے علم اور خوض کامل کی ضرورت ہے۔ گو تراجم بامحاورہ بھی ہوں۔ مگر جب تک حسب موقع شرح نہ کی جائے عام بلکہ متوسط درجہ کے خاص بھی فہم مطلب

www.KitaboSunnat.com
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کماحقہ سے بہرور نہیں ہو سکے۔ بالخصوص جب کہ ایک مسلسل بیان کی صورت میں لایا جائے (جیسا کہ عاجز نے کیا) تو عجیب لُطف پیدا کرتا ہے۔ آج تک ہمارے مفسّرین نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ صرف تفسیر رحمانی کے مؤلف مرحوم و مغفور نے کسی قدر التفات کیا ہے مگر ناظرین اس میں اور ان اوراق میں فرق بین پاویں گے۔ مؤلف مرحوم کے بیان میں تسلسل نہیں جو ان میں ہے۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذلك۔

یہ طرزِ بیان ایسا مقبول ہوا کہ مولانا اشرف علی تھانویؒ جیسے مشہور عالم نے بھی یہی اختیار کیا۔ تقبل اللّٰہ منا

مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے بعض مقامات کے حل مطالب میں شانِ نزول کا ذکر بھی ضروری سمجھا۔ سو ہر آیت کے متعلق جہاں تک منقول تھا۔ اس کو نقل کیا۔ بعض مقامات پر میں نے ردِّ مخالفین کے طرز پر اور بعض جگہ موافقین نادانوں کے جواب بھی لکھے۔ اللّٰھم تقبّل منہ (آمین)

اصل تفسیر کو شروع کرنے سے پہلے مولانا نے مقدمہ تفسیر میں سیّد الانبیاء محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نبوّت کو عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت کرنے سے پہلے بحث کے سر عنوان مشہور شعر کو نقل کیا ہے ؎

حسنِ یُوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پھر منطقی استدلال سے چار فصلوں میں آپ کے ملکی انتظام، زہد، تعلیم نبوّت، عملی نمونہ اور بائبل سے خطابی دلیل کی روشنی میں آپ کے ہادی برحق ہونے کو ثابت کیا ہے۔

اختصاراً آپ کی سیرت کو اس انداز میں پیش کیا کہ ذراسی بھی عقل رکھنے والا اور حسد و بغض سے خالی شخص فوراً ہی آپ کی نبوّت کا قائل ہو جائے۔

مقدمہ کے اختتام پر ایک الگ فصل میں اپنی اس تفسیر پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:۔

چونکہ میری غرض اصلی اس تحریر سے صرف یہ ہے کہ عوام اہل اسلام قرآن کریم کے مطالب سے واقف اور آگاہ ہوں۔ اس لیے میں نے ترجمہ کرتے ہوئے الفاظ عربیہ کی پابندی نہیں کی۔ یعنی یہ نہیں کہ جو لفظ پیچھے ہو اُس کا ترجمہ بھی پیچھے کروں۔ بلکہ عربی محاورہ کو ہندی محاورہ میں لایا ہوں۔ اس امر کی بھی پابندی نہیں کی کہ جملہ اسمیہ کا ترجمہ اسمیہ ہی میں ادا کروں بلکہ مطلب اس کا جس جملہ میں باعتبار محاورہ اُردو پایا ادا کر دیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خصائصِ تفسیر ہٰذا

بقول مولانا کے خود انہوں نے فرمایا کہ جو طرزِ بیان انہوں نے تفسیر ثنائی میں اپنایا۔ اُردو میں لکھی جانے والی تفاسیر میں نہیں پایا جاتا۔

وہ انداز ترجمہ میں تسلسل کو قائم رکھنے کا ہے۔ مثال کے طور پر مولانا نے سورہ فاتحہ کا تحت اللفظ ترجمہ درج کرنے کے ساتھ اس کا تفسیری اور تشریحی ترجمہ یُوں لکھا ہے۔

چونکہ یہ سورت بندوں کی زبان پر گویا ایک عرضی کا مسودہ نازل ہوا ہے۔ اس لئے اس کے ترجمہ سے پہلے کہو محذوف سمجھنا چاہیئے۔ یعنی میرے بندو! تم یوں کہو کہ ہم شروع کرتے ہیں سب کام اللہ کے نام سے جو باوجود گناہ بندوں کے بڑا ہی مہربان نہایت ہی رحم کرنے والا ہے۔ غرض مطلب سے پہلے ہم اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ سب تعریفیں اللہ پاک کے لیے ہیں جو سب جہان والوں کا پرورش کرنے والا ہے۔ سب مخلوق کیا چھوٹی کیا بڑی اُسی کی نمک خوار اور غلام ہے۔ نہ صرف پرورش کرتا ہے، بلکہ باوجود ان کے گناہوں کے بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اگر دنیا میں باوجود کثرتِ احسانات کے اس کی طرف رجُوع نہ کریں اور اپنے تکبّر اور سرکشی میں پھنسے رہیں تو اس نے ایک دن بدبختوں اور نیک بختوں کی تمیز کرنے کو مقرر کر رکھا ہے جس کا نام روزِ قیامت ہے۔ اس قیامت کے دن کا مالک بھی وہی ہے۔ چونکہ ایسے خدا مالک الملک کے حکم سے روگردانی کرنا بہت ہی مذموم اور قبیح اَمر ہے۔ اور نیز ایسا مالک الملک کوئی اور نہیں۔ لہٰذا ہم سب سے علیحدہ ہو کر اے مہربان مولا! تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور ہر ایک کام کی انجام دہی میں تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ چنانچہ بالفعل ہماری ایک ضروری حاجت ہے۔ جس کے سبب سے ہم تیرے عاجز بندے ایک دوسرے کے مخالف اور دشمن ہو رہے ہیں۔ اور نہایت زور سے کوشش کر چکے ہیں تاہم کوئی فیصلہ بین طور پر نہیں ہوتا۔ لہٰذا ہم نیازمندان سب کے سب عاجز آکر التماس کرتے ہیں کہ تو ہی اے مولا! مہربان، ہم کو اس میں کامیاب کر۔ وہ مطلب یہ کہ دین میں ہمیں سیدھی راہ پر پہنچا اور اگر یہی ہے جس پر ہم ہیں تو اسی پر ہمیں قائم رکھ اے ہمارے مولا! ہماری یہ آرزو نہیں کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جس راہ کو ہم ناقص العقل سیدھی سمجھیں یا ہمارے اور بھائی اچھی جانیں وہ دکھا۔ حاشا و کلّا بلکہ ان بزرگوں کی راہ پر پہنچا جن پر تو نے بوجہ ان کی دینداری کے بڑے بڑے انعام کئے۔ اور عطیات دیئے اور مہربانیاں مبذول فرمائیں۔ نہ ان بے ایمان لوگوں کی جن پر ان کی بدعملی کے سبب سے غضب کیا گیا۔ جیسے یہودی وغیرہ اور ان لوگوں کی جو بوجہ اپنی کوتاہ اندیشی کے گمراہ ہیں جیسے عیسائی وغیرہ۔ اے ہمارے مہربان مولا! ہم عاجزوں کی یہ التماس مخلصانہ قبول فرما۔

اس تفسیر و ترجمہ کے نیچے ایک خانے میں شانِ نزول بیان کرنے کے بعد دوسرے خانے میں فضیلت سورۃ پر احادیث کی روشنی میں مختصر بحث کی ہے۔

حاشیہ نمبر اول میں سر سیّد احمد نے اپنی "تفسیر القرآن" وھو الھدی والفرقان" کے ص ۱۲ پر دعاء کے سلسلہ میں قرآن وسُنّت سے ہٹ کر جو کچھ بیان کیا مولانا نے اس کا محاسبہ کرتے ہوئے با دلائل قرآن و سنّت سے سلف صالحین نے جو کچھ اخذ کیا اُس کو صحیح ثابت کیا۔

ص ۱۲ پر حاشیہ نمبر دوم میں عیسائیوں کے ایک غلط استدلال کا پول کھولا ہے۔

مسلمانوں نے جب عیسائیوں سے دلیل طلب کی کہ تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ جو انجیل آج تم میں مُروّجہ ہے وہی اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ مسلمانوں کے اس سوال پر عیسائی پادری قرآن کی آیت وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ (اور وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں اس پر جو آپ پر نازل کیا گیا اور اس پر جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا)[1] پڑھ کر سنا دیتے ہیں۔ مولانا نے مسلمانوں کی راہنمائی کے لیے اس حاشیہ میں جو کہ ص ۱۲ سے ۲۲ تک جاتا ہے خوب وضاحت وصراحت کے ساتھ بحث کرتے ہوئے بائبل کے حوالوں سے ثابت کیا کہ قرآن کی اس آیت مبارکہ سے آج کل کی مُروّجہ بائبل مراد نہیں ہے جو کہ ثابت امر کے مطابق تحریف شدہ ہے۔

اِسی طرح ص ۲۳ پر جملہ مخالفین کی غلطی کے تحت عیسائیوں کے ساتھ آریوں کی طرف سے جہاد

---

[1] سورۃ البقرہ: آیت ۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پر ہونے والے اعتراضات کا جواب دیا۔ ص ۱۴۴ پر اتھر وید کا ایک حوالہ نقل کر کے جہاد کی فضیلت، مقصدیت اور افادیت پر بڑے پیارے انداز میں روشنی ڈالی۔

المختصر مولانا کی اس تفسیر میں مناظرانہ رنگ غالب ہے اور جیسا کہ انہوں نے "التماس مصنف" میں لکھا ہے کہ ان کا مقصد مسلمانوں کو قرآن سمجھانے کے ساتھ قرآن اور اسلام پر ہونے والے اعتراضات کا ردّ کرنا اور قرآن و اسلام کی عظمت ثابت کرنا ہے۔ اس سلسلہ میں مولانا کو اپنی تفسیر ثنائی میں پوری کامیابی حاصل ہوئی۔ سر سید احمد کی شائع ہونے والی تفسیر کی تمام اغلاط کا نمبر وار تجزیہ اور محاسبہ کیا۔

عیسائیوں کے تمام حربوں کا پول کھول کر رکھ دیا۔ آریہ اور دوسرے غیر مسلموں کے مذاہب کو قرآن اور اسلام کے مقابلے میں ہیچ کر کے رکھ دیا۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے اس سے نواز دیتا ہے)

بیانُ الفرقان علیٰ علمِ البیان

مولانا کی تیسری تفسیر ہے جو کہ سورۃ بقرہ تک عربی زبان میں شائع ہوئی۔

تفسیر بالرائے

مولانا نے اپنی اس چوتھی تفسیر میں تفسیر بالرائے پر بحث کرنے کے بعد ہندوستان میں اس وقت کے مروجہ تفاسیر اور تراجم جو کہ قادیانی، چکڑالوی، بریلوی اور شیعہ حضرات کی طرف سے سامنے آئے۔ ان کی اغلاط اور غلط استدلال کا ذکر کرنے کے بعد ان کی اصلاح کی۔ تفسیر بالرائے کا مولانا کی زندگی میں صرف ایک حصہ چھپ سکا۔

یہ اللہ کا فضل تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ سے قرآن اور دین کی دورِ فتنہ میں اس طرح خدمت لی کہ ایسی سعادت کم ہی خوش نصیبوں کو حاصل ہوئی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ـــــ ۶

مرزائی فِتنہ کا محاسبہ

حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اذا وضع السیف فی امتی لم یرفع عنها الی یوم القیامة ولا تقوم الساعة حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان وانه سیکون فی امتی ثلثون کلهم یزعم انه نبی الله وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ولا تزال طائفة من امتی علی الحق ظاهرین لا یضرهم من خالفهم حتی یاتی امر الله۔

کہ جب میری اُمت میں تلوار چل نکلے گی تو قیامت تک چلتی رہے گی جب تک میری اُمت میں سے چند قبائل مشرکین سے نہ مل جائیں گے اور چند قبائل بتوں کی پوجا نہ کرینگے اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی اور میری اُمت میں سے تیس کذاب (جھوٹے) ہوں گے جن میں سے ہر ایک خیال کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ حالانکہ میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا یعنی مجھ پر نبوّت ختم ہو گئی اور میری اُمت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا۔ ان کی مخالفت کرنے والے ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔[1]

مسیلمہ کذّاب اور اسود عنسی

چنانچہ آپ کی پیش گوئی کے مطابق دو کذاب مسیلمہ اور اسود عنسی نے آپ کی زندگی مبارک ہی میں

---

[1] ابوداؤد ص ۵۸۴ - جامع الترمذی ص ۵۵ ج ۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دعویٰ نبوت کر دیا[1]

اسود عنسی[2] کو فیروز نے آپ کی وفات سے ایک یا دو دن پہلے یمن میں قتل کیا۔ جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کے ذریعے پہنچا دی۔ اور مسیلمہ "کذاب" حضرت ابوبکرؓ کے عہدِ خلافت میں جہنم رسید ہوا۔

حکم بن حاکم

خلیفہ مہدی کے زمانے میں (۱۵۸ھ - ۱۶۹ھ) حکم بن حاکم ایک شعبدہ باز نے نبوّت کا دعوےٰ کر کے ایک کنوئیں میں سے ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں مصنوعی چاند نکال دیا۔ لوگ اس پر ایمان لے آئے۔ خلیفہ مہدی کا ایک تجربہ کار جرنیل مسیّب جب اس کی سرکوبی کے لیے پہنچا تو وہ اپنے بیس ہزار مریدوں کے ساتھ گھر گیا۔ محاصرہ کی سختی سے تنگ آ کر اُس نے خودکشی کر لی[3]

مُحَمّد بن عَبدُاللہ

یوسف بن تاشقین کے بیٹے ابوالحسن علی کے زمانے میں (۵۰۰ھ - ۵۳۷ھ) میں محمد بن عبداللہ تومرت مراکشی نے علمِ حدیث، اصولِ فقہ اور دیگر علوم حاصل کرنے کے بعد زاہدانہ اور پرہیزگارانہ زندگی گزارتے اور لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تعلیم دیتے ہوئے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ مالکی عُلماء نے اس کے قتل کا فتویٰ دے دیا لیکن علی بن تاشقین نے اسے ملک بدر کر دیا۔

یہ شخص "موحدین" گروہ کا سربراہ بنا۔ ۵۲۴ھ میں وفات پائی[4]

---

[1] صحیح بخاری: ص ۶۲۸ ۔ فتح الباری: ص ۸۹-۹۳ - ج ۸

[2] فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس کے ساتھی دو شیطان سحیق اور شقیق تھے جو کچھ لوگوں میں وقوع پذیر ہوتا اس کو خبر دے دیتے تھے چنانچہ وہ لوگوں کو غیب کی خبریں سنا کر ان کو گمراہ کرتا تھا۔

[3] تاریخ مسلمانانِ عالم: ص ۲۲۷ [4] ایضاً: ائمہ تلبیس: ص ۲۰۹ و ۲۶۶ م۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سید علی محمد باب

بابی تحریک کا بانی ۱۸۲۰ء میں شیراز میں پیدا ہوا۔ مذہبی تعلیم کے حصول کے بعد سخت ریاضتیں کیں اور ہندو رشیوں کی طرح زندگی گزاری۔ اس کے بعد کربلا چلا گیا۔ وہاں سے واپسی پر مجدد ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ جب مریدوں کی تعداد بڑھ گئی تو پیغمبر ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس کے مذہب نے جب ترقی کی تو مجتہدوں نے اُسے ملحد اور بے دین قرار دے دیا۔ گرفتار ہونے کے بعد چھ سال ایک قلعے میں نظر بند رہا۔ ۱۸۵۰ء میں ۳۰ سال کی عمر میں تبریز میں اسے گولی کا نشانہ بنایا گیا۔

بابی مذہب کے چیدہ چیدہ اصول حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اللہ ایک ہے۔ باب ایک چمکتا ہوا صاف و شفاف آئینہ ہے جس میں مخلص اور جانثار مرید اللہ تعالیٰ کی زیارت کر سکتے ہیں۔

۲۔ شریعتِ اسلامی منسوخ ہو چکی ہے۔ نمازِ جنازہ کے سوا تمام نمازیں اُمت پر معاف ہیں۔

۳۔ اُنیس کا نمبر مقدس ہے۔ اس کی مقدس کتاب "بیان" ہے۔ صرف اُنیس آیات پڑھی جائیں۔ اُنیس دنوں کے بعد بابی مذہب کے اُنیس افراد اکٹھے مل کر دعوتِ طعام کا لطف اُٹھائیں۔ بابی کیلنڈر کے اُنیس مہینے ہیں اور ہر مہینہ اُنیس دن کا ہے۔

۴۔ بابی مذہب کو قبول کرنے سے ہر شخص خود بخود پاک ہو جاتا ہے۔

۵۔ ہر بابی کو اپنی آمدنی کا پانچواں حصہ بطور ٹیکس ادا کرنا چاہیئے۔

۶۔ پردہ منسوخ قرار دیا گیا ہے۔ مردوں اور عورتوں کو باہمی اختلاط کی اجازت ہے۔

۷۔ "بیان" اور دلائلِ سبع کو الہامی کتابیں تسلیم کرنا ہر بابی کا فرض ہے۔ [۱]

سید علی محمد باب کی ایک خوبصورت مریدنی قرۃ العین نے اپنی فصیح و بلیغ تقریروں کے ذریعے بابی مذہب کا بڑا پرچار کیا۔ سیاسی حلقوں میں اس کا خاصہ اثر تھا۔

---

[۱] تاریخ مسلمانانِ عالم: ص ۱۸۱۴ - ۸۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بہائی تحریک

بابی مبلغ حسین بشروی کی تبلیغ سے متأثر ہو کر دو بھائیوں مرزا یحیٰی نوری اور مرزا حسین نوری نے بابی مذہب قبول کر لیا۔ پہلا صبحِ ازل اور دُوسرا بہاء اللہ کے نام سے مشہور ہوا۔ بہاء اللہ نے بابی مذہب میں چند ترمیمیں کر کے بہائی مذہب کی بنیاد رکھی۔

بہاء اللہ عالمگیر امن کا حامی تھا۔ اپنے مریدوں کو تلقین کیا کرتا تھا کہ کسی ذی رُوح کو ایذا نہیں دینی۔ سادہ زندگی بسر کرنی ہے۔ ہر ایک سے ہمدردی کا اظہار کرنا ہے۔ اُس نے اپنی تعلیمات پھیلانے کے لیے جا بجا مشنری ادارے قائم کئے جن کو بیت العدل کے نام سے موسُوم کیا جاتا تھا۔ تحریک کی آمدنی کا ذریعہ عطیات، جرمانے اور ٹیکس تھا۔ ہر بہائی پر لازم تھا کہ اپنی آمدنی کا نواں حصّہ تحریک کے فنڈ میں جمع کروائے۔

بہائیوں کی مقدس کتابیں، کتاب الاقدس۔ کتاب الایقان۔ طرازات۔ کلمۃ الفردوسیہ۔ تجلیات، انوار البہاء اور کلمات المکنون تھیں۔

۱۸۵۴ء تک اس تحریک نے خُوب ترقی کی۔ ۱۹۸۳ء میں بہاء اللہ فوت ہوا۔ تو اُس کے مریدوں میں پھُوٹ پڑ گئی۔ اس کے چھوٹے بیٹے مرزا محمد علی کا نظریہ تھا کہ بہاء اللہ کے الہامات قطعی اور آخری ہیں جبکہ بڑے بیٹے عبدالبہاء کا خیال تھا کہ بہاء اللہ کے الہامات کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔ عبدالبہاء نے اپنے نظریات کی تبلیغ وسیع پیمانہ پر امریکہ اور یورپ میں شروع کر دی۔[1]

بہائی تحریک کا مطالعہ کیا جائے تو قادیانی تحریک کی کئی قدریں دونوں میں مشترک نظر آئیں گی۔

مرزا غلام احمد

اسی طرح ہندوستان کے ایک چھوٹے سے قصبے قادیان میں دجّال، کذّاب اور مفتری مرزا غلام احمد

---

[1] تاریخِ مسلمانانِ عالم: ص ۴۸۱ - ۴۸۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"تریاق القلوب" کے مطابق ۱۸۴۵ء میں اور "حیاۃ النبی" کے مؤلف الحکم کے ایڈیٹر یعقوب علی تراب قادیانی کے مطابق (مرزا غلام احمد قادیانی) ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں پیدا ہوا۔[1]

مرزا نے اردو، فارسی اور عربی میں فضل الٰہی، مولوی فضل احمد اور شیعہ مولوی گل علی شاہ سے تعلیم حاصل کی۔[2]

تلاش معاش میں مرزا سیالکوٹ پہنچا اور سیالکوٹ کچہری میں پندرہ روپیہ ماہوار پر محرر مقرر ہوا۔[3]

مختاری کے امتحان کی خاطر قانونی کتابوں کا مطالعہ کر کے امتحان میں بیٹھا لیکن فیل ہو گیا۔[4]

مرزا نبوّت کے راستہ پر

پہلے مدعیانِ نبوت و پیغمبری اور مہدیت کی زندگیوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ شعبدہ باز ہونے کے ساتھ علمی گفتگو میں بڑے ماہر ہوتے تھے۔ کیونکہ لوگوں کو مرید بنانے والوں میں کوئی نہ کوئی غیر معمولی بات یا رنگ ضرور ہوتا ہے۔ لیکن مرزا نے جو رنگ اختیار کیا' ان سے مختلف تھا۔ مرزا نے بڑا ہی گھٹیا بازاری رنگ اختیار کیا۔ شہرت کی خاطر اپنی مکّارانہ زندگی کا آغاز اشتہار بازی سے شروع کیا۔ ۸ ستمبر ۱۸۷۷ء کو وکیل ہندوستان میں آریہ سماج کا ایک مضمون بابت ارواح شائع ہوا۔ مرزا غلام احمد نے پانچ سو (۵۰۰) روپے کے انعامی اشتہار کے ذریعے ان کے عقیدہ ارواح کو چیلنج کر دیا۔

دوسرے اشتہار میں سوامی دیانند سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔

آریہ سے اشتہاروں کے ذریعے چھیڑ چھاڑ کا آغاز کر کے ایک اشتہار بغرض استعانت و استظہار از انصارِ دین محمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآلہ الابرار چھاپ کر "براہینِ احمدیہ" شائع کرنے کے لیے مسلمانوں سے بڑے پُرفریب انداز میں مالی امداد چاہی۔ کتاب چھپ کر بازار میں آئی تو معلوم ہوا کہ جو کچھ

---

[1] حیات النبی (کذاب) ص ۴۹ [2] ایضاً : ص ۵۳

[3] تحفہ شاہزادہ ویلز: ص ۳۴ [4] حیات النبی (کذاب) ص ۶۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مرزا نے دعویٰ کیا تھا اس سے بہت دُور ہے۔ اس کتاب کی بناء زیادہ تر الہامات اور مکاشفات پر تھی۔
مولانا ابُوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنے رسالے "اشاعت السُّنّۃ" میں اس کتاب پر ایک بسیط ریویو لکھا۔

عام مسلمانوں سے مرزا کے ساتھ حُسنِ ظن رکھنے والوں کے علاوہ کچھ ایسے بھی دُور اندیش بزرگ حضرات تھے جنہوں نے مرزا کی یہ کتاب دیکھ کر خطرہ محسُوس کیا۔ چنانچہ مولانا حافظ عبدالمنّان محدّث وزیر آبادی نے اپنے خیال کا یُوں اظہار کیا کہ کسی روز یہ شخص نبوّت کا دعویٰ کرے گا[1]

براہینِ احمدیہ کے بعد مرزا نے اپنے الہامات کو عام مشتہر کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ تبلیغ رسالت میں اس کے ہاں پیدا ہونے والے لڑکے فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاوّل والآخر، مظہر الحق والعلا کان اللہ نزّل من السماء جس کا نزول بہت مُبارک اور جلال الٰہی کے ظہُور کا موجب ہو گا کے بارے میں ہونے والے الہام کا چرچا کیا۔

لڑکا پیدا ہوا لیکن سولہ ماہ زندہ رہنے کے بعد مرزا کو داغِ مفارقت دے گیا۔ جس کے نتیجہ پر مخالفوں نے مرزا پر ہر طرف سے ہجُوم کیا لیکن مرزا نے تاویلوں کا سہارا لے کر ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

اِسی دوران مرزا کے الہامات میں بھی ترقی ہوتی گئی یہاں تک کہ خود اپنی ہی لکھی ہوئی عبارت کے معنی میں تبدیلی کر ڈالی۔

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

(وہی ہے جس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے) کے تحت براہینِ احمدیہ میں لکھا تھا کہ یہ آیت جسمانی اور سیاستِ ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السّلام کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہُور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السّلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے تو ان کے مرکز

---

[1] تاریخ مرزا۔ ص ۱۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ سے دینِ اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا[1]

لیکن بعد میں دعویٰ کر دیا کہ مسیح علیہ السّلام فوت ہو گئے وہ تو نہیں آویں گے بلکہ ان جیسا کوئی آوے گا اور وہ میں ہوں[2]

ازالہ اوہام میں لکھا کہ نازل ہونے والا ابنِ مریم یہی ہے جس نے عیسیٰ ابنِ مریم کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب ٹھہراتا۔

ابنِ مریم بننے کا دلچسپ واقعہ کشتیٔ نوحؑ میں درج ہے جس میں مرزا کو الہام ہوا کہ وہ مریم بن گیا۔ پھر الہام ہوا کہ وہ حاملہ ہو گیا۔ پھر الہام ہوا کہ ابنِ مریم پیدا ہو گیا۔ پھر الہام ہوا کہ وہ ابنِ مریم مرزا بن گیا۔

مرزا نے ایک طرف تو عیسائیوں اور آریہ سے چھیڑ چھاڑ جاری رکھی اور ان سے مناظرے کئے اور دوسری طرف مسلمانوں سے اُلجھ پڑا۔ دہلی پہنچ کر شمس العلماء سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اشتہار کے ذریعے وفاتِ مسیح پر مناظرے کی دعوت دے دی۔ جب مولانا شمس العلماء کے شاگردوں نے مرزا کی شرائط پر دعوت کو قبول کیا تو مرزا دہلی سے عذر خواہی کرتے ہوئے بھاگ گیا۔

اسی طرح پیر مہر علی شاہ صاحب کو عربی میں تفسیر لکھنے کا چیلنج کر کے وقت مقررہ اور جائے مقررہ پر نہ پہنچا۔

نکاحِ مرزا

مرزا کو ایک الہام یہ بھی ہوا کہ مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں انجام کار اس کے نکاح میں آئے گی۔ اور خدا اس کام کو ضرور پُورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کام کو روک سکے[3]

مرزا کاذب کا یہ الہام بھی اس کے دیگر اکاذیب کی طرح اس کے مرتے دم تک پُورا نہ ہوا۔ اس

---

[1] براہینِ احمدیہ جلد چہارم: ص ۴۹۸ [2] رسالہ فتح اسلام توضیح مرام و ازالہ اوہام مؤلفہ: ۱۸۹۰ء

[3] تتمہ حقیقۃ الوحی کے ص ۱۳۲ پر لکھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ میں لڑکی کا باپ مانع آیا۔ چنانچہ ڈپٹی عبداللہ آتھم (عیسائی مناظر) اور پنڈت لیکھ رام (آریہ مصنّف) کو موت کا پیغام سنانے کے ساتھ مرزا احمد بیگ کے داماد مرزا سلطان محمد کی موت کا وقت مقرر کر دیا۔ لیکن دجال کذاب کا دجل اور کذب کارگر ثابت نہ ہوا۔

دعویٰ نبوّت

۱۹۰۱ء میں اپنے ایک اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کے ذریعے اپنے مریدوں پر واضح کیا کہ میں نے اپنے رسول مقتدیٰ سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لیے اس کا نام پاکر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں ــــــ خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔

مباہلے

نبوّت کا دعوٰے کرنے سے پہلے مرزا کا ایک مباہلہ مولوی عبدالحق غزنوی سے ہوا اور دوسرا مباہلہ بددعائی مقابلہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب پٹیالوی سے ہوا۔ جو کہ مرزا کے ساتھ بیس برس تک منسلک رہا تھا۔ بعد میں اللہ نے اسے ہدایت دی تو اس نے مرزا کے پول کھولنے کا سلسلہ جاری کیا اور ساتھ ہی اعلان کر دیا کہ اس کو بھی ایک الہام ہوا ہے کہ مرزا ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک اس کے سامنے ہلاک ہو جائے گا۔ مرزا نے جواباً عذاب اور ہلاکت کا پیغام سنایا لیکن ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب پٹیالوی مرزا کی زندگی میں فوت نہ ہوئے۔ بلکہ مرزا ان کے مقرر کردہ وقت سے پہلے یعنی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء ہی میں اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

دعویٰ الوہیّت

مرزا کے الہامات اور مکاشفات نے اسے مسیح موعود اور نبوّت تک ہی محدود نہ رکھا بلکہ خواب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں خالق السموٰت والارض کا بھی مزا چکھایا۔ مرزا کا اپنا بیان ہے۔

رأیتنی فی المنام عین اللہ و	"میں نے خواب میں اپنے آپ کو اللہ
تیقنت أننی هو نخلقت	کی صورت میں دیکھا اور میں نے یقین کرلیا
السمٰوت والأرض وقلت	کہ بے شک وہ میں ہی ہوں پھر میں نے
انا زینا السماء الدنیا بمصابیح	آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی اور میں نے کہا بیشک
نعوذ باللہ من تلك الخرفات)	ہم نے دنیا کے آسمانوں کو چراغوں سے مزین کیا"[1]

مرزا کا فتویٰ

مرزا کو مسلمانوں میں مقبولیت حاصل نہ ہوئی بلکہ جب کافر مانا گیا تو اس نے بھی مسلمانوں کے خلاف فتویٰ دے دیا۔

کُلُّ مُسْلِمٍ یَقْبَلُنِیْ وَیُصَدِّقُ	"رنڈیوں کی اولاد کے سوا ہر مسلمان مجھے
دَعْوَتِیْ اِلَّا ذُرِّیَّةُ الْبَغَایَا۔	قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی
(آئینہ کمالات)	تصدیق کرتا ہے"[2]

مرزا کا خاندان

حیاۃ النبی (کذاب) کے مؤلف نے مرزا غلام احمد کے والد میرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی وفادارانہ سپرٹ کے تحت لکھا ہے۔ قرآن نے حکومتِ وقت کی سچی فرمانبرداری کی تعلیم دی ہے اور اس لحاظ سے ایک سچے مسلمان کا یہ فرض ہے کہ جب وہ ایک رعایا کی حیثیت سے رہتا ہو تو اپنی حکومت کا سب سے بہتر وفادار شہری ہو۔ حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب نے اپنی اس سپرٹ کا اظہار عملی رنگ پر ایسے موقع

---

[1] آئینہ کمالات اسلام: ص ۵۶۴ - ۵۰۵ [2] ایضاً: ص ۵۴۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پر کیا جب اس کی ضرورت محسوس ہوئی۔ انہوں نے کشمیر کی سرحد اور دوسرے مقامات پر قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں (یہ خدمات مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حکم سے کس کے خلاف سرانجام دیں؟)

نونہال سنگھ اور شیر سنگھ اور دربار لاہور کے دور دورہ میں حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب ہمیشہ فوجی خدمات پر مامور رہے۔ ۱۸۴۱ء میں وہ ایک پیادہ فوج کے کمیدان بنا کر پشاور بھیجے گئے اور مفسدہ ہزارہ میں انہوں نے اپنی نمایاں خدمات کا ثبوت دیا (خیال رہے کہ یہ خدمات مجاہدین کی جماعت کے خلاف تھیں)

مفسدہ ۱۸۵۷ء میں خدمات

جب ۱۸۵۷ء کا غدر ہوا۔ اور ملک میں ایک طوفانِ بدتمیزی پیدا ہو گیا۔ اس وقت بعض لوگوں کا یہ خیال ہو گیا تھا کہ اپنی گم شدہ ریاستوں کو غدر کی آڑ میں حاصل کرنے کی کوشش کریں مگر حضرت مرزا صاحب نے اس حالت میں بھی سرکار انگریزی کے ساتھ سچی وفاداری اور دوستی کا پورا ثبوت دیا۔ اور اس عہدِ دوستی کو ایسا نباہا کہ وہ آج تک ایک قابلِ قدر خدمت سمجھی جاتی ہے۔ اس مفسدہ کے وقت بھرتی میں مدد دینے کے علاوہ پچاس گھوڑے معہ ساز و سامان و سواران اپنے خرچ سے سرکار انگریزی کو دیئے۔ اور آپ کا بڑا صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب جنرل نکلسن صاحب بہادر کی فوج میں اس وقت لڑ رہا تھا۔ جب کہ افسر موصوف نے تریموگھاٹ پر نمبر ۴۶ نیو انفنٹری کے باغیوں کو جو سیالکوٹ بھاگے تھے، تہ تیغ کیا۔ جنرل نکلسن صاحب بہادر نے مرزا قادر صاحب کو ایک سند دی جس میں یہ لکھا تھا کہ:۔

"۱۸۵۷ء میں خاندان قادیان ضلع گورداسپور کے تمام خاندانوں سے زیادہ نمک حلال رہا ہے"[1]

حیاۃ النبی (کذاب) کی مذکورہ بالا عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا قادیان کے خاندان کا مقصد کبھی بھی اسلام کی سربلندی نہیں رہا۔ بلکہ ان کا مقصود و مطلوب ذاتی فائدہ اور ابن الوقتی تھا۔ اس سلسلہ

---

[1] حیات النبی (کذاب) ص ۳۲-۳۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں انہوں نے مسلمان بھائیوں کے خون سے ہاتھ رنگنے سے بھی ہچکچاہٹ محسوس نہ کی۔

مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری ؒ سے ٹکراؤ

مولانا جب تعلیم سے فارغ ہوئے تو دجال کذاب مفتری کا غیر مسلموں اور مسلموں سے چھیڑ چھاڑ، مباحثوں، مناظروں، مباہلوں، اشتہار بازی، الہامات و مکاشفات اور دعووں کا سلسلہ اپنے عروج پر تھا۔ مولانا کی طبیعت شروع ہی سے مناظرانہ تھی لہٰذا یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ مرزا دجال کذاب کا محاسبہ نہ کرتے جب انہوں نے اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے مرزا کی دروغ گوئی اور غلط بیانیوں کی حقیقت عیاں کرنی شروع کی تو اس نے حسب عادت مولانا کو بھی چیلنج دے دیا کہ مولوی ثناء اللہ اگر سچے ہیں تو قادیان میں آکر کسی پیش گوئی کو جھوٹی تو ثابت کریں اور ہر ایک پیش گوئی کے لیے ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا اور آمد و رفت کا کرایہ علیحدہ۔" [1]

مولانا حسب چیلنج جب قادیان پہنچے تو اس نے ملنے اور گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔ اور الٹا مولانا پر الزامات اور اتہامات وارد کر دیے۔ جب مولانا نے استقامت کا مظاہرہ فرمایا تو مولوی محمد احسن امروہوی سے رقعہ لکھوا کر مولانا کے پاس بھیج دیا کہ مرزا قسم کھا چکا ہے اور اللہ سے عہد کر چکا ہے کہ مباحثہ کی شان سے مخالفین سے کوئی تقریر نہ کرے گا۔

یہ ۱۱ جنوری ۱۹۰۳ء کا واقعہ ہے۔ مولانا قادیان سے واپس چلے آئے اور اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعے مرزائیوں کا اس سختی سے محاسبہ کیا کہ مرزائی تنگ اور عاجز آ گئے۔ مناسب ہے کہ ان کی تنگی اور عاجزی کا حال ان کے مجدد، مسیح موعود اور نبی کاذب کی ہی عبارت میں نقل کیا جائے۔

تاریخی اشتہار مولوی ثناء اللہ سے آخری فیصلہ

مرزا غلام احمد کذاب نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء میں ایک اشتہار شائع کیا۔ جس میں اس نے حضرت

---

[1] اعجاز احمدی: ص ۱۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مولانا کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم : نحمدہ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم۔

یستنبئونک احق ھو قل ای و ربّی انہ لحق۔

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ مدّت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود، کذّاب دجّال، مفسد کے نام سے منسُوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مُفتری اور کذّاب اور دجّال ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا۔ اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق پھیلانے کے لئے مامُور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں۔ اور مجھے ان گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذّاب اور مُفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہوجاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مُفسد اور کذّاب کی عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلّت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہوجاتا ہے۔ اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے۔ تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذّاب اور مُفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مُشرّف ہوں، مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے اُمید رکھتا ہوں کہ آپ سُنّت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعاء کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دُعاء کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعوائے مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے۔ اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذّاب ہوں۔ اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے۔ تو اے میرے پیارے مالک، میں عاجزی سے تیری جناب میں دعاء کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہؒ کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے ۔ آمین ۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہُوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابُود کر، مگر یہ انسانی ہاتھوں سے نہیں بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراضِ مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے رُوبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو فرضِ منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے ۔ آمین یا رب العالمین! میں ان کے ہاتھوں بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں، ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجُود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لك به علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا۔ اور دُور دُور ملکوں تک میری نسبت پر پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مُفسد ٹھگ اور دکاندار اور کذّاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے ۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا ۔ میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابُود کرنا چاہتا ہے ۔ اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے ۔ اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچّا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مُفسد اور کذّاب ہے ۔ اس کو صادق کی زندگی میں ہی دُنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مُبتلا کر ۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر ۔ آمین ثم آمین! ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین آمین! بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچے میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں ۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے ۔ الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایدہ ۔

مرقومہ یکم ربیع الاوّل ۱۳۲۵ھ ۱۵ ۔ اپریل ۱۹۰۷ء

-------- ❊ --------

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تین نکات

مرزا دجّال و کذّاب کے اس اشتہار کی عبارت سے اس کے تنگ اور عاجز آجانے کے ساتھ تین باتیں بڑی ہی نمایاں ظاہر ہوئی ہیں۔

۱۔ جس طرح حضرت مولانا امرتسری نے مرزا کا محاسبہ کیا۔ ان سے پہلے کسی نے نہ کیا۔ کیونکہ وہ خود ہی لکھتا ہے کہ میں ان کے ہاتھوں بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔

۲۔ مولانا نے اس کی دجالی اور کذابی کا پول اس طرح کھولا کہ بیرون ہندوستان بسنے والے لوگوں کو بھی اس کے کذاب اور دجال ہونے کی خبر مل گئی۔

جس پر مرزا خود ہی گواہی دیتا ہے کہ دُور دُور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مُفسد ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مُفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔

۳۔ تیسری بات مولانا کے اندازِ تبلیغ و وعظ کی انتہائی کامیابی پر دلالت کرتی ہے کہ مولانا نے جب مرزا کے محاسبہ کا ذمّہ اپنے اُوپر لیا تو مرزا کو جو کامیابی ہو رہی تھی وہ رُک گئی۔ نہ صرف لوگ مرزا کے جال میں پھنسنے سے بچ گئے بلکہ مرزا کو دجل اور کذب پر بنایا گیا۔ اپنا محل بھی خطرے میں نظر آنے لگا۔ چنانچہ مرزا لکھتا ہے:" سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعے سے میرے سلسلہ کو نابُود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے"

مرزا کے اس اشتہار کے بعد اخبار" بدر" قادیان نے مرزا کی ڈائری کے حوالہ سے نقل کیا کہ شائع شدہ اشتہار" دراصل ہمارے طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجّہ اس طرف ہُوئی اور رات کو توجّہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ اجیب دعوۃ الداع صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دُعا ہی ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مرزا کی دُعاء کی قبولیت

کوئی گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ جس میں اللہ تعالےٰ پکارنے والے کی پکار سُن لیتا ہے۔ قبولیت کا تعلق اس کے اپنے نیک بندوں، زاہدوں اور پرہیزگاروں تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ اس لمحہ اور گھڑی میں اپنے بدکار اور سیاہ کار بندوں کی بھی سُن لیتا ہے۔

مرزا دجّال و کذّاب نے جس گھڑی خلوصِ دل سے اپنے اللہ کو پکارا تو وہ ایسی گھڑی تھی جس میں اس کی دُعاء قبول ہوگئی۔ چنانچہ لاہور میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اپنی ہی دُعاء کے مطابق اس دنیا کو چھوڑ کر چلتا بنا۔ جس شخصیّت برگزیدہ کے بارے میں بددُعاء کی تھی اللہ تعالےٰ نے اس کو دین و ملّت کی خدمت اور مرزائی فتنہ کی بیخ کنی کے لیے چالیس سال اور زندہ رکھا۔

مرزا کے بعد مرزائی فتنہ

مرزا کی موت پر حکیم نورالدین کو بالاتّفاق مرزا کا خلیفہ مان لیا گیا۔ اس نے انگریزوں کے خود کاشتہ پودا کی خدمت سرانجام دینے میں اپنی زندگی کھپا دی۔

لاہوری پارٹی

حکیم نورالدین کے بعد خلافتِ مرزائیہ کے حصُول کی جدّوجہد میں دجّال کذاب مرزا کے بیٹے بشیرالدین اور محمد علی میں ٹھن گئی۔ چنانچہ مرزا بشیرالدین کو خلیفہ بنایا گیا اور محمد علی نے لاہور میں احمدی پارٹی کی بنیاد رکھی۔

خلافت کے حصُول میں ناکامی کی وجہ سے اگرچہ احمدی پارٹی وجُود میں آئی لیکن یہ پارٹی قادیانی پارٹی سے زیادہ خطرناک ثابت ہُوئی۔ کیونکہ مرزا کی زندگی میں اس کا ساتھ دینے کے بعد انہوں نے غلط طور پر لوگوں کو یہ تأثر دیا کہ وہ مرزا کو نبی نہیں بلکہ مجدّد مانتے ہیں۔ حالانکہ خود مرزا نے دعویٰ کیا کہ میں مسیح موعود

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نبی اور رسول ہوں جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ لہٰذا لاہوری پارٹی نے مرزائی فتنہ کو ایک نئے انداز میں پیش کیا۔

مولانا کا تعاقب

مولانا نے مرزائیوں کا پیچھا نہ چھوڑا بلکہ ان کی تمام فریب کاریوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرتے رہے۔ مرزا نے اپنی زندگی میں اور اس کے بعد اس کے چیلوں نے جو بھی رنگ اختیار کیا۔ مولانا نے اس کی حقیقت اور اصلیت کو عوام الناس سے پوشیدہ نہ رہنے دیا۔ مرزا کو تو اپنی زندگی میں جرائت نہ ہوئی کہ مولانا کے سامنے آکر گفت گو یا مناظرہ کرتا مگر اس کے چیلوں نے کئی ایک بار مناظرہ کی کوشش کی جس میں ہر مرتبہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ مناظروں کے عنوان کے تحت ان کا بھی ذکر آئے گا۔

مولانا نے بہت سی کتابیں مرزائیوں کے خلاف لکھیں اور ان کے ناموں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا نے مرزا کی زندگی کے ہر پہلو کا کس خوبصورتی سے جائزہ لیا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ مرزا مولانا کی گرفت سے تنگ آگیا اور ان سے آخری فیصلہ کرنے پر تیار ہو گیا۔

مولانا نے جو کتابیں محاسبہ قادیانہ مشن کے سلسلے میں لکھیں وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ الہاماتِ مرزا۔	۲۔ علم کلامِ مرزا۔
۳۔ تاریخِ مرزا۔	۴۔ فتح ربانی
۵۔ بہاء اللہ اور میرزا قادیانی	۶۔ فاتح قادیانی
۷۔ فیصلہ مرزا (عربی۔ اردو)	۸۔ تعلیماتِ مرزا۔
۹۔ نکاحِ مرزا	۱۰۔ نکاتِ مرزا۔
۱۱۔ عجائباتِ مرزا۔	۱۲۔ مراقِ مرزا۔
۱۳۔ محمد قادیانی	۱۴۔ فتح نکاحِ مرزا۔
۱۵۔ شاہ انگلستان اور مرزا قادیانی	۱۶۔ عقائدِ مرزا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۷۔ چیستانِ مرزا ۱۸۔ شہادتِ مرزا۔

۱۹۔ مرقع مرزا ۲۰۔ مکالمہ احمدیہ

مرزائی مشن کی تردید میں جو بہترین کتابیں لکھی گئیں۔ ان میں سے ایک کتاب "محمدیہ پاکٹ بک" حضرت مولانا ثناء اللہ کے شاگرد مولانا محمد عبداللہ معمار کی تالیف ہے۔ اگر کوئی شخص اس کتاب کو اچھی طرح پڑھ اور سمجھ لے تو بڑے سے بڑا مرزائی عالم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

نتیجہ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مولانا ثناء اللہ اور دیگر علماء اسلام (جزاھم اللہ احسن الجزاء) کی کوششوں کا نتیجہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان اسمبلی میں ظاہر ہوا جب کہ قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم قرار دیا گیا۔ تقریباً نوّے سال مسلمانوں کو پریشان کرنے کے بعد اب اس فتنہ کا سدّ باب ہوا ہے۔ اگرچہ کاغذی طور پر ان کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔ لیکن عملی طور پر حکومت کی طرف سے کوئی مظاہرہ نہیں ہوا۔ کیونکہ اہم نوکریوں پر مرزائی اب بھی بدستور ڈٹے ہوئے ہیں اور خطرہ ہے کہ جس طرح گزشتہ زمانوں میں مختلف چالوں اور فریب کاریوں کی بدولت انہوں نے اپنے وجودِ فتنہ کو قائم رکھا۔ اسی طرح کہیں اب بھی کوئی نئی راہ نہ نکال لیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہمیشہ کے لئے اس فتنہ کو ہر رنگ و شکل میں ختم کر دیا جائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ـــــ ۷

رَدِّ عیسائیت

بنو اسرائیل کے آخری نبی حضرت عیسٰی علیہ السلام تھے جن کی ولادت مبارک سیّد الانبیاء محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تقریباً ۵۷۱ سال پہلے ہوئی۔ جمہور مسلمانوں اور عیسائیوں کے نزدیک ان کی پیدائش معجزانہ طور پر یعنی بن باپ ہوئی۔ اس سلسلہ میں قرآن اور بائیبل کی کئی آیات اس پر شاہد ہیں۔ مثلاً قرآن پاک میں اللہ تعالٰے فرماتے ہیں۔

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ	"اے مریم اللہ تعالٰے تمہیں اپنے ایک
اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ	حکم کی خوش خبری دیتا ہے۔ اس کا نام
اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ	مسیح بن مریم ہوگا۔ دنیا اور آخرت میں
مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا	عزّت والا اور مقربین میں سے ہوگا۔
وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۙ	اور لوگوں سے گہوارے اور بڑھاپے میں
وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ	باتیں کرے گا۔ اور نیکوکاروں میں
كَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ	سے ہوگا۔ بولی اے میرے رب
قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ	میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا اس حال میں کہ
وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ	مجھے کسی مرد نے ہاتھ نہیں لگایا۔ فرشتے
قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ	نے کہا، اسی طرح اللہ جو چاہتا
مَا يَشَاۗءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا	ہے پیدا کرتا ہے۔ جب وہ کسی کام کا
فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ	ارادہ کرے وہ کہتا ہے کہ ہو جا وہ ہو
وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ	جاتا ہے اور وہ اس کو کتاب اور حکمت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ [1]

اور تورات اور انجیل سکھائے گا۔"

دوسرے مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ○ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ○ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ○ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ○ قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا [2]

"ہم نے اپنے فرشتے جبرئیل کو اس کی طرف بھیجا جو آدمی کی صورت میں اس کے سامنے آیا۔ مریم نے کہا میں رحمٰن کے ساتھ تجھ سے پناہ مانگتی ہوں اگر تو نیک ہے (تو چلا جا) فرشتے نے کہا میں تمہارے رب کا پیغامبر ہوں تاکہ تمہیں پاک طینت لڑکا دوں۔ وہ بولی میرے ہاں لڑکا کیسے ہو سکتا ہے؟ جب کہ مجھے کسی مرد نے ہاتھ نہیں لگایا اور نہ ہی میں بدکارہ ہوں۔ فرشتے نے کہا اسی طرح ہوگا تمہارے ربّ نے فرمایا ہے کہ وہ مجھ پر آسان ہے تاکہ اپنی قدرتِ کاملہ اور رحمت کی لوگوں کے لیے نشانی بنائیں اور یہ کام ہو کر رہے گا۔"

ان دونوں آیات میں جب مریم علیہا السلام کو بچّے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ یہ سوال کرتی ہیں۔ مجھے تو کسی مرد نے چھوا تک نہیں تو بچّہ کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟ مریم علیہا السّلام کو بتایا جاتا ہے کہ ایسا کرنا اللہ کے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے۔ اس نے تو کُن کہنا ہے۔ اور کام نے پورا ہو جانا ہے۔

اس واقعہ میں اللہ تعالےٰ نے لوگوں کے لیے ایک نشانی بنانے کا پروگرام بنایا تاکہ لوگوں پر یہ ظاہر ہو سکے کہ جو کل کائنات کا خالق و مالک ہے وہ بن باپ بچہ بھی پیدا کر سکتا ہے۔

---

[1] سورۃ آل عمران ۴۵-۴۸ [2] سورۃ مریم ۱۶-۲۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ پر یقین اور ایمان رکھنے والوں کے لیے اس معجزہ میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن میں اس سے بھی زیادت حیرت انگیز باتیں بیان کی گئی ہیں۔

اسی طرح انجیل میں ہے کہ ایک کنواری حاملہ ہوگی۔ اور بیٹا جنے گی[1]

انجیل لوقا میں اس واقعہ کو قدرے تفصیل سے نقل کیا گیا ہے۔

چھٹے مہینے میں جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف گلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرہ تھا۔ ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا۔ جس کی منگنی داؤد کے گھرانے کے ایک مرد یوسف نام سے ہوئی تھی۔ اور اس کنواری کا نام مریم تھا۔ اور فرشتہ نے اس کے پاس اندر آکر کہا سلام تجھ کو جس پر فضل ہوا ہے! خداوند تیرے ساتھ ہے۔ وہ اس کلام سے بہت گھبرا گئی اور سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے۔ فرشتہ نے اس سے کہا، اے مریم! خوف نہ کر کیونکہ خدا کی طرف تجھ پر فضل ہوا ہے اور دیکھ تو حاملہ ہوگی۔ اور تیرے بیٹا ہوگا[2]

ایک اشکال

لیکن نہ صرف غیر مسلموں میں بلکہ مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ ہیں جن کا یہ خیال ہے کہ کوئی بچہ بن باپ پیدا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ قانونِ قدرت کے خلاف ہے۔ ان معترض حضرات نے کبھی اس بات پر غور نہیں کیا۔ کہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کائنات کے اتنے بڑے کارخانے کا قیام بغیر اسباب و ذرائع کر سکتا ہے کیا وہ ایک بچہ پیدا نہیں کر سکتا۔ قرآن میں تیس سے اوپر مقامات پر اللہ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ — بے شک اللہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے

اللہ تو فرمائے کہ وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا قدیر ہے لیکن معجزات کا انکار کرنے والے کہیں کہ وہ ایک بچہ بن باپ پیدا نہیں کر سکتا۔

۹ یا ۱۰ھ میں وفدِ نجران نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ جب آپ

---

[1] انجیل متی ب۱۔ آیت ۲۳ [2] انجیل لوقا ب۱، آیت ۲۷-۳۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ماننے سے انکار کرتے ہیں تو بتائیے کہ ان کا باپ کون ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا خود جواب دیا اور یہ آیت نازل فرمائی لہ

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ	"بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام
اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ	کی مثل آدم علیہ السلام کی مثال جیسی ہے اللہ نے
ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ	ان کی تخلیق مٹی سے کی پھر ان کے لیے کہا کہ ہو جا'
(آل عمران ۵۹)	وہ ہو گئے یعنی اللہ نے جو چاہا وہ ہو گیا"

اس آیت مبارکہ سے بڑھ کر کیا دلیل ہو سکتی ہے؟ لیکن نہ ماننے والوں نے قرآن کو چھوڑ کر ڈاروِن کی ارتقائی تھیوری کا سہارا لیا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنے ہاتھ سے نہیں بنایا بلکہ انسان مٹی سے خود جرثومے کی شکل میں پیدا ہو کر ارتقائی منازل طے کر کے انسان بن گیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن حکیم میں فرمایا:۔

(۱) يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ	"اے ابلیس جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا اس
تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ	کو سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روکا؟" ٢
(۲) لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ	"بے شک ہم نے انسان کو نہایت ہی
اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ	خوبصورت ڈھانچے میں بنایا" ٣

ایک سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مان لیا جائے کہ انسان جرثومہ کی شکل میں عالمِ وجود میں آیا پھر مختلف شکلیں اختیار کرنے کے بعد انسان بن گیا۔ لیکن انسانی موجودہ شکل تک پہنچنے کے لیے جو شکلیں اختیار کیں، کیا وجہ ہے کہ اب ان کی ارتقاء رک گئی؟ بندر جب پیدا ہوا بندر ہی تھا اور اب بھی بندر ہے۔ گریلا جب پیدا ہوا تو گریلا تھا اور اب بھی گریلا ہے۔ اسی طرح تمام حیوانات اپنی سابقہ شکلوں اور صورتوں پر

لہ تفسیر ابن جریر طبری، پ ۳۔ درمنثور: جلد ۱۔ ص ۱۴۳ – ۱۷۹۔ ایضاً ج ۲ ص ۷۰۳ تفسیر کبیر ج ۲۔ ص ۶۹۳
ابن کثیر: ج ۱۔ ص ۳۶۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ سابقہ کتبِ ربّانی اور کتبِ انسانی میں انسانوں کے ساتھ حیوانوں کا بھی ذکر ملتا ہے۔

کج بحثی کو اپناتے ہُوئے سیدھی بات کو اُلجھانے کی کوشش کی جاتی ہے حالانکہ مفسّرین، محدّثین اور مؤرخینِ اسلام کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بن باپ پیدا ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لیکن موجُودہ دَور میں مادہ پرست مسلمانوں نے اُمّتِ محمّدیہ میں افتراق و انتشار پیدا کرنے کی خاطر اس مسئلہ کو اختلافی بنانے کی کوشش کو جاری رکھا ہے۔

بنو اسرائیل کی مخالفت

قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ	"جب عیسیٰ بن مریم علیہ السّلام نے کہا۔ اے
يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ	بنی اسرائیل بے شک میں تمہاری طرف اللہ کا
اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ	رسول ہُوں۔ مجھ سے پہلے جو تورات ہے اس کی
يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا	تصدیق کرنے اور میرے بعد جو رسول آئیں گے
بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي	ان کی بشارت دینے والا ہوں۔ ان کا نام
اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ	احمد ہوگا۔" [۱]

انجیل متی میں ہے کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا[۲] میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی بھیڑوں کے سوا کسی اور کے پاس نہیں بھیجا گیا[۳]

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی نبوّت و رسالت کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ بنو اسرائیل نے ہی ان کی نافرمانی اور مخالفت کی۔ ان پر مقدمہ قائم کروایا اور بقول ان کے

---

[۱] سورۃ الصف آیت ۶، [۲] متی ب ۱۰ آیت ۶، [۳] متی ب ۱۵ آیت ۲۴، ۲۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان کو سُولی پر چڑھوایا (نعوذُ باللہ)

رَدِّ شُبہ

راسخ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو نہ سُولی پر چڑھایا گیا۔ نہ ان کو قتل کیا گیا۔ اور نہ ہی وہ اپنی طبعی موت مرے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اُٹھا لیا اور قُربِ قیامت ان کا نزول ہوگا۔ شریعتِ مُحمّدی کے تابع رہتے ہوئے دنیا میں امن و امان قائم کریں گے۔ اس وقت سوائے اسلام کے کوئی اور مذہب دنیا میں نہ ہوگا۔ شادی کریں گے اولاد ہوگی اور فوت ہونے پر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک میں ان کے قریب دفن ہوں گے۔ قرآن پاک میں ارشادِ ربّانی ہے۔

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ● بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ● وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ●

"اور ان کا کہنا کہ بے شک ہم نے مسیح عیسٰی بن مریم علیہ السلام کو قتل کیا ہے (درست نہیں) بلکہ نہ انہوں نے ان کو قتل کیا اور نہ ہی سولی پر چڑھایا بلکہ یہ بات ان کے لیے مشتبہ کر دی گئی اور وہ لوگ جنہوں نے اس میں اختلاف کیا وہ اس بارے میں شک میں ہیں ان کو کوئی علم نہیں وہ تو ظن کی اتباع کر رہے ہیں۔ انہوں نے ان کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ غلبے والا اور حکمت والا ہے اور سارے اہلِ کتاب ان پر ان کی موت سے پہلے ضرور ایمان لے آئیں گے اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہ ہوں گے۔"[1]

---

[1] سورۃ نساء ۱۵۸-۱۵۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے باب نزول عیسیٰ علیہ السّلام کے تحت ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔

والّذی نفسی بیدہ لیوشکن ان	"قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضے میں
ینزل فیکم ابن مریم حکما	میری جان ہے۔ ابن مریم علیہ السّلام تم میں ضرور
عدلا فیکسر الصلیب ویقتل	نازل ہوں گے۔ وہ صاحب حکم اور عدل کرنے
الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض	والے ہوں گے۔ صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر
المال حتّی لا یقبلہ احد حتّی	کو قتل کریں گے۔ جزیہ ختم کریں گے اور
تکون السجدۃ الواحدۃ خیرا	مال اتنا زیادہ ہو جائے گا کہ اس کو کوئی قبول
من الدنیا وما فیہا ثم یقول	نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ جو
ابوھریرۃ فاقرؤا ان شئتم وَ	دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہوگا
اِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ	پھر ابوہریرہؓ کہا کرتے تھے اگر چاہو تو پڑھو کہ سب
بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ الآیۃ۔	اہلِ کتاب ان کی موت سے پہلے ضرور ایمان لے آئیں گے[1]

ابن جوزی کی کتاب الوفاء میں عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

ینزل عیسی ابن مریم الی	"عیسیٰ بن مریم علیہ السلام زمین میں نازل
الارض فیتزوّج ویولدلہ و	ہوں گے۔ شادی کریں گے اور ان کے ہاں
یمکث خمسا واربعین سنۃ	اولاد ہوگی۔ پینتالیس سال زندہ رہیں
ثم یموت فیدفن معی فی	گے۔ پھر فوت ہوں گے میری قبر میں یعنی
قبری۔	میرے قرب میں دفن ہوں گے[2]

---

[1] بخاری: ص ۴۹۰ - مسلم: ص ۸۷ - ج ۱ - جامع الترمذی: ص ۵۶ ج ۲

[2] مشکوٰۃ المصابیح: ص ۴۸۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

حضرت عبداللہ بن سلام[1] کا بھی قول ہے۔

مکتوب فی التوراۃ صفۃ محمد	"تورات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت لکھی
وعیسی بن مریم یدفن معہ	ہوئی ہے اور عیسٰی علیہ السلام ان کے ساتھ دفن ہونگے
قال ابومودود قد بقی فی البیت	ابومودود نے کہا کہ آپ کے حجرۂ مبارکہ میں
موضع قبر رواہ الترمذی[2]	ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔"[2]

عیسائیت اور انجلیں

حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی زندگی میں چند لوگ ان کے حواری بن گئے تھے جن کی تعداد بارہ بتائی جاتی ہے جنہوں نے آسمانی کھانے کا ان سے تقاضا کیا تھا جس کا نقشہ قرآن نے حسب ذیل کھینچا ہے۔

اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَی بْنَ	"جب حواریوں نے کہا اے عیسٰی بن مریم
مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ اَنْ یُّنَزِّلَ	کیا آپ کا رب ہمارے اُوپر آسمان سے
عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ	دسترخوان نازل فرما سکتا ہے؟ عیسٰی علیہ السلام
اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۞	نے فرمایا۔ اگر تم نے مومن ہو تو اللہ سے ڈر
قَالُوْا نُرِیْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا	جاؤ۔ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس سے
وَتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ	کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں۔ اور
قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَیْهَا	ہم جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ کہا اور ہم اس
مِنَ الشّٰهِدِیْنَ ۞[3]	پر گواہ ہو جائیں۔"[3]

---

[1] یہود کے مشہور عالم تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو اس کو دیکھتے ہی اسلام لے آئے۔

[2] مشکوٰۃ المصابیح۔ ص ۵۱۵۔

[3] سورۃ المائدہ: آیت ۱۱۱ - ۱۱۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بعد یہی حواری عیسائیت کی نشر واشاعت کا سبب بنے جن کی ایمانی حالت کا اندازہ اناجیل کی عبارات سے لگانا مناسب ہوگا۔

۱۔ جب پطرس صحن میں تھا تو سردار کاہن کی لونڈیوں میں سے ایک وہاں آئی اور پطرس کو آگ تاپتے دیکھ کر اس پر نظر کی اور کہنے لگی تو بھی اس ناصری یسوع کے ساتھ تھا۔ اس نے انکار کیا اور کہا کہ میں تو نہیں جانتا اور نہ سمجھتا ہوں کہ تو کیا کہتی ہے پھر وہ باہر ڈیوڑھی میں گیا۔ مُرغ نے بانگ دی۔ وہ لونڈی اُسے دیکھ کر ان سے جو پاس کھڑے تھے پھر کہنے لگی یہ ان میں سے ہے۔ مگر اس نے پھر انکار کیا اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے جو پاس کھڑے تھے پطرس سے پھر کہا بے شک تو ان میں سے ہے۔ کیونکہ تو بھی گلیلی ہے مگر وہ لعنت کرنے اور قسم کھانے لگا کہ میں اُس آدمی کو جس کا تم ذکر کرتے ہو نہیں جانتا[1]

۲۔ پھر وہ (یسوع) ان گیارہ کو بھی جب کھانا کھانے بیٹھے دکھائی دیا اور اُس نے ان کی بے اعتقادی اور سخت دلی پر ان کو ملامت کی کیونکہ جنہوں نے اس کے جی اُٹھنے کے بعد اُسے دیکھا تھا۔ انہوں نے ان کا یقین نہ کیا تھا[2]

۳۔ یہ باتیں کہہ کر یسوؔع اپنے دل میں گھبرایا اور یہ گواہی دی کہ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک شخص مجھے پکڑائے گا ـــــــــ شاگردوں کے پوچھنے پر بتایا۔
جسے میں نوالہ ڈبو کر دے دوں گا وہی ہے۔ پھر اُس نے نوالہ ڈبویا اور لے کر شمعون اسکریوتی کے بیٹے کو دے دیا اور اُس نوالے کے بعد شیطان اس میں سما گیا[3]

۴۔ کم اعتمادو! تم آپس میں کیوں چرچا کرتے ہو کہ ہمارے پاس روٹی نہیں[4]

۵۔ پطرس اسے الگ لے جا کر اُسے ملامت کرنے لگا مگر اُس نے مڑ کر اپنے شاگردوں پر نگاہ کر کے پطرس کو ملامت کی اور کہا اے شیطان میرے سامنے سے دُور ہو کیونکہ تو خدا کی باتوں کا نہیں

---

[1] مرقس ب ۱۴۔ آیات ۶۶ تا ۲ ۷ [2] مرقس ب ۱۶۔ آیت ۱۴

[3] یوحنا۔ ب ۱۳۔ آیات ۲۱ - ۲۷ [4] متی پ - ۱۶۔ آیت ۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بلکہ آدمیوں کی باتوں کا خیال رکھتا ہے [1]

اناجیل کی حقیقت

حواریوں کے بارے میں چند حوالے نقل کرنے کا مقصود یہ تھا کہ معلوم ہو سکے کہ حضرت عیسٰے علیہ السّلام کا ساتھ دینے والوں میں وہ جذبہ و محبّت اور عقیدت نہ تھی جو کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے جانثاروں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے تھی۔

اناجیل میں ایسی کوئی ضمانت نہیں ملتی جس سے یہ ثابت ہو کہ واقعی یہ حضرت عیسٰی علیہ السّلام پر نازل ہونے والا یا ان کا اپنا کلام ہے۔ عہدنامہ جدید ستائیں کتابوں کا مجموعہ ہے جس کو پوپ گلاسیوں نے ۴۹۲ء یا ۴۹۶ء میں سندِ قبولیت عطا کی۔

عہدنامہ جدید کی صحت کے بارے میں بہت سے عیسائی مفسّرین اور محقّقین نے کافی کچھ لکھا ہے لیکن یہاں اناجیل اربعہ کے بارے میں اختصاراً چند حوالے نقل کئے جاتے ہیں۔

انجیل متی

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ متی کی انجیل سب سے پُرانی ہے۔ یوسی بیس، انھاناسیس، سول جروم اور ہارون سب اس بات پر مُتفق ہیں کہ یہ عبرانی میں لکھی گئی۔

بعض محقّقین کا خیال ہے کہ جو حصّہ متی نے تالیف کیا تھا وہ اسی زمانہ میں ضائع ہو گیا جو موجُودہ ہے، اس کے مؤلف کا نام معلُوم نہیں۔

عہدِ تالیف کے متعلق عام نظریہ یہ ہے کہ ۶۱ء اور ۶۵ء کے درمیان تالیف ہوئی لیکن پروفیسر ہارون کے مطابق اس کا زمانہ تالیف ۸۰ء سے ۱۰۰ء کے درمیان ہے۔ اس کا زمانۂ تالیف ۱۱ء سے ۶۵ء

---

[1] مرقس ب ۸۔ آیات ۳۲۔۳۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہو یا ۶۰ء سے ۱۰۰ء لیکن اس کا نشان ۱۰۳ء سے پہلے نہیں ملتا ہے۔[1]

انجیل مرقس

مورخ یوسی بیس (المتوفیٰ ۳۴۰ء) نے لکھا ہے کہ مرقس ایک یہودی الاصل یونانی تھا۔ پہلے پال اور برنباس کا رفیق تھا۔ پھر ان سے الگ ہو کر پطرس حواری کی خدمت میں رہنے لگا۔ پطرس کو ۶۴ء میں قیصر نیرو نے جب شہید کر دیا تو مرقس نے حضرت مسیح علیہ السلام کی سیرت لکھی۔

عیسائی علماء اس پر متفق ہیں کہ مرقس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صحبت سے فیض حاصل نہیں کیا بلکہ جو کچھ پطرس سے حاصل کیا اسے لاطینی میں مرتب کر کے ۵۶ء یا ۶۳ء میں روم میں شائع کر دیا۔ بقول جروم علماء متقدمین اس انجیل کے آخری حصّہ کی صحت پر شک کرتے تھے۔[2]

لوقا کی انجیل

انطاکیہ کا رہنے والا غیر یہودی طبیب تھا۔ اس نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ دیکھا بلکہ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پایا اور انکی خدمت کی تھی۔ ان سے حالات و واقعات دریافت کر کے جمع کر دیئے۔ اس کی وضاحت اس نے آغازِ انجیل میں ہی کر دی ہے۔ لوقا انجیل کے علاوہ "رسولوں کے اعمال" کا بھی مصنّف ہے۔[3]

بقول "مفتاح الکتاب" "لوقا کی انجیل" ۶۳ء اور رسولوں کے اعمال ۶۴ء میں لکھے تھے۔

یوحنا کی انجیل

اس انجیل کا طرزِ بیان اور مضامین دوسری تینوں اناجیل سے منفرد ہیں۔ اس میں یونانی فلسفہ کی

---

[1] مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ۔ ص ۴۸۸۔ ۴۸۹ [2] ایضاً ۴۸۹۔ ۴۹۰ [3] ایضاً : ص ۴۹۰۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چاشنی موجود ہے۔

تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یہ وہ یُوحنا نہ تھا جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا حواری تھا۔ کیونکہ اُس کو اور اس کے بھائی جیمس کو یہود نے ۶۰ء یا ۷۰ء میں شہید کر دیا تھا۔ اس انجیل کا مؤلف دوسرا یوحنا ہے جو مکاشفاتِ یوحنا کا بھی مؤلف ہے۔ اس انجیل کے سنِ تالیف میں بھی اختلاف ہے۔ ۹۰ء سے ۱۰۰ء کے درمیان کسی وقت لکھی گئی تھی[1]

اناجیل اور قرآن

اناجیل کی صحت میں خود عیسائی علماء میں اختلاف رہا ہے۔ اور اناجیل کی عبارات ایک دوسرے سے ٹکراتی ہیں۔ ان کے بارے میں وہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا جو کہ قرآن کرتا ہے۔

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَ — "بے شک ہم نے ذکر یعنی قرآن کو نازل کیا
اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔ — اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"[2]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے قرآن کے نزول کے ساتھ ساتھ ہی اس کو سینوں اور سفینوں میں ضبط کرنے کا اہتمام فرمایا تھا۔ یہاں تک کہ آپ نے حکم فرمایا کہ قرآن کے ساتھ کسی دوسری بات کو نہ لکھا جاوے۔ تاکہ قرآن اور غیر قرآن میں کوئی التباس نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ تقریباً ۱۴۰۰ سو سال گزرنے پر بھی قرآن کے کسی ایک شوشے میں بھی فرق نہیں آیا۔ لیکن اناجیل کے بارے میں کئی مرتبہ عیسائی محقّقین اور علماء اکٹھے ہوئے اور کئی مختلف قسم کے بیانات شائع ہوتے رہے۔

عیسائی تعلیم

اناجیل کی بعض عبارتوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے عیسائیوں نے یہ عقیدہ بنا لیا ہے کہ حضرت عیسیٰ

---

[1] مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ: ص ۴۱۹ [2] سورۃ الحجر: آیت ۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علیہ السلام تینوں ہیں سے ایک ہیں یعنی اللہ۔ ابن اللہ اور رُوح القدس۔ اور تینوں صفات کے حساب سے مساوی ہیں۔ یعنی تینوں میں ایک اور ایک میں تینوں ـــــ یا اللہ کے بیٹے ہیں۔

دوسرا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ تمام بنی آدم پیدائشی گناہ گار تھے۔ آدم علیہ السلام اور ان کی زوجہ سے پھل کھانے کا جو گناہ ہوا وہ بنو آدم میں چلتا رہا۔ لہٰذا اللہ نے اپنے بیٹے کو دنیا میں بھیجا۔ جنہوں نے سُولی پر چڑھ کر بنو آدم کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا۔ اب جو عیسائیت پر ایمان رکھے گا وہ بخشا بخشایا ہے۔

رُہبانیت کی تعلیم کے بارے میں بھی عیسائیت بہت زور دیتی۔ المختصر ذاتی اعمال کی بجائے نجات کا دارو مدار عقائد پر رکھا گیا ہے۔

ہندوستان میں عیسائیت کا زور

انگریز جب ایسٹ انڈیا کمپنی کا لبادہ اوڑھ کر ہندوستان میں داخل ہوا تو اُس نے آہستہ آہستہ اپنے پاؤں جمائے۔ اثر و رُسوخ کو بڑھالیا۔ یہاں تک کہ ۱۸۵۷ء کے بعد مکمل طور پر ہندوستان اس کے قبضہ میں آگیا۔ جہاں انگریز نے مقامی باشندوں کو سیاسی میدان میں زیر کر لیا۔ وہاں اُس نے یہ بھی چاہا کہ مذہبی طور پر ان کو عیسائی بنایا جائے۔ چنانچہ مقدس مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے انگلستان سے پادری کی ایک فوج ہندوستان چلی آئی اور حکومت کی مدد سے ہندوستان کے کونے کونے میں پہنچ گئی۔

ہندوؤں میں ذات پات کے رائج ہونے کی وجہ سے اُنہوں نے بڑا فائدہ اٹھایا۔ شودروں کو پچھلے کئی زمانوں سے ذلیل اور حقیر ہونے کی وجہ سے معاشرے میں کوئی مقام نہ حاصل ہوا تھا۔ ہر موقع پر ان کی دل شکنی ہوتی رہتی تھی۔ اور اُنہوں نے سمجھ لیا تھا کہ اسی طرح زندگی گزارنا ان کا مقدر بن چکا ہے۔ وقتی طور پر اگرچہ بدھ نے ذات پات کے فرق کو مٹانے کی کوشش کی لیکن اس کی موت کے بعد ہندو معاشرہ اپنی پُرانی ڈگر پر لوٹ آیا۔

انگریز پادریوں نے قہرِ ذلت میں گرے ہوئے اس خاص طبقہ کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا۔ پادری ان کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پاس آتے جاتے، اُن سے ملتے جلتے اور ان کو باور کرواتے کہ سب انسان ایک ہی جیسے ہیں کسی کو کسی پر کوئی برتری حاصل نہیں۔ پادریوں کی تبلیغ کا دوسرا اثر ہو رہا تھا۔ ایک یہ کہ شودر حکومت کے نمائندوں سے میل ملاپ پیدا کرنے پر خوش ہوتے اور دوسرا یہ کہ ہندو آنہ حقارت و نفرت کا نشانہ بننے سے بچ جاتے۔ لہٰذا عیسائی پادریوں کو اس خاص طبقہ میں بڑی کامیابی حاصل ہو رہی تھی۔

ہندوستان میں دیگر اقوام کے ساتھ انہوں نے مسلمانوں میں بھی اپنا اثر و رسوخ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اس کوشش میں انہوں نے قرآن سے مدد لینے کا پروگرام بنایا۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام مسلمانوں کے نزدیک اتنے ہی قابلِ احترام ہیں جتنے کہ دوسرے انبیاء علیہم السّلام اس لیے انہوں نے قرآنی آیات سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی فضیلت ثابت کرتے ہوئے ان کے آسمانوں میں زندہ ہونے اور ان کے نازل ہونے والی احادیث کو غلط رنگ میں پیش کرنا شروع کر دیا۔

ایک مشترکہ انداز جو کہ انہوں نے سب اقوام میں اپنایا وہ یہ تھا کہ لوگوں کو انگریزی پڑھنے کی تبلیغ کرتے ان کو نوکریوں اور ملازمتوں کا لالچ دیتے۔ مفت تعلیم دینے کا بندوبست کرتے اور اسی انداز میں ساتھ ساتھ عیسائیت بھی اُن کے ذہنوں میں اُتارتے۔

اگر کسی طرف سے ہندوستانی اقوام کے مبلغین عیسائی پادریوں کے ہتھکنڈوں سے اپنے لوگوں کو آگاہ کرتے تو پادری ایسے لوگوں سے مباحثے اور مناظرے کرتے۔ ایسے موقعوں میں ان کا انداز بڑا ہی جارحانہ ہوتا تقریروں اور تحریروں میں مقامی لوگوں کے جذبات و احساسات کا بالکل خیال نہ رکھا جاتا۔ ایسے الفاظ استعمال کئے جاتے، ایسا رویّہ اختیار کیا جاتا جو کہ کسی بھی مہذب قوم یا فرد کو زیب نہ دیتا۔

مولانا ثناءُاللہ کا تردیدِ عیسائیّت میں حصّہ

یہ تھے وہ حالات جن میں مولانا ابُوالوفاء ثناء اللہ امرتسری نے ہوش سنبھالا، تعلیم حاصل کی اور اسلام دشمن طاقتوں کے خلاف سینہ سپر ہو گئے۔ عیسائی مشن کے خلاف مولانا کو زیادہ کتابیں لکھنے کی ضرورت پیش اس لیے نہ آئی کیونکہ اہلِ کتاب ہونے کی صورت میں کافی مسائل ایسے تھے جن پر اتفاق تھا۔ گنتی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے چند مسائل ایسے تھے جن میں اختلاف تھا۔ ان ہی میں گفت گو ہوتی تھی۔ ان ہی پر مناظرے ہوتے اور ان ہی پر کتابوں اور تصانیف کا دار و مدار تھا۔

مسلمانوں کی عیسائیوں سے اکثر گفت گو الُوہیت اور کفارہ کے مسائل پر ہوتی تھی۔

تصانیف

عیسائی مشن کی کوششوں کو ناکام بنانے اور ان کی فریب کاریوں سے آگاہ کرنے کے لیے مولانا نے جو مشہور و مقبول کتابیں تصنیف فرمائیں۔ اختصاراً ان کا تعارف کروایا جاتا ہے۔

جوابات نصاریٰ

یہ کتاب تین رسالوں کا مجموعہ ہے جن میں عیسائیت کی طرف سے ہونے والے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

معارفُ القرآن

چودہ صفحات پر مشتمل اس رسالے میں عیسائیوں کی اس کوشش کو ناکام بنایا جو کہ انہوں نے فضیلت اور افضلیت کا معیار قائم کیے بغیر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو اَزروئے قرآن و سنّت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل و اعلیٰ ثابت کرنے میں کی۔

مولانا نے فرمایا کسی کی افضلیّت اور فضیلت ثابت کرنے کا دار و مدار اس کی خدمات پر ہوتا۔ مقابلہ کرتے ہوئے طرفین میں سے دیکھنا پڑے گا کہ زیادہ خدمات کس نے سر انجام دیں۔ اس معیار کو قائم کرنے کے بعد انہوں نے معترض کے ایک ایک سوال کا جواب نمبر وار درج فرمایا۔

۱۔ **پادری:** ۔ مسیح کی پیدائش بے باپ معجزانہ تھی لہٰذا وہ آنحضرت سے افضل ہوئے۔

مولانا: ۔ بے باپ پیدا ہونے سے فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ اگر ہوتی ہے تو بے باپ اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بے ماں باپ ہونا زیادہ باعثِ فضیلت ہے۔ حالانکہ عیسائی حضرت آدمؑ کو مسیحؑ سے افضل نہیں جانتے۔ اس میں مسیحؑ کی نہیں بلکہ خدا کی قدرتِ کاملہ کا اظہار ہے۔

وَلِنَجۡعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ "تاکہ ہم اسے لوگوں کے لیے نشانی بنا دیں"

۲۔ **پادری:** مسیحؑ کی والدہ مریم کو سب جہان والوں پر فضیلت تھی لہٰذا مسیحؑ افضل ہوئے۔

مولانا: یہ وجہ بھی غلط ہے۔ والدہ کی فضیلت اور چیز مولود کی اور۔

۳۔ **پادری:** مسیحؑ کی پیدائش کے وقت خارقِ عادت اُمور ظاہر ہوتے۔ درخت خرما خشک سے تر ہو گیا۔ چشمہ جاری ہو گیا۔

مولانا: اس میں قدرتِ خداوندی کا اظہار ہوا نہ کہ مسیحؑ کی فضیلت ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جن میں کسی یتیم بچے کی پرورش کا انتظام خدا کرتا ہے۔

۴۔ **پادری:** مسیح نے شیر خواری میں کلام کیا۔ لڑکپن میں ان کو کتاب ملی لہٰذا وہ افضل ہوئے۔

مولانا: شیر خواری میں بلوانا بھی اظہار قدرتِ کاملہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لڑکپن میں کتاب ملی تو حضرت یحییٰ علیہ السّلام کو بھی نبوّت بچپن میں ملی جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَاٰتَيۡنٰهُ الۡحُكۡمَ صَبِيًّا۔ (ہم نے بچپن میں اس کو نبوّت عطا فرمائی) فضیلت تو ذاتی اعمال سے ہوتی ہے۔

۵۔ **پادری:** قرآن سے ثابت ہے کہ مسیحؑ کو دشمن سے بچا کر آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ کفار سے بچا لیا گیا لیکن محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا مخالفوں نے مکّہ میں محاصرہ کیا تو فرشتہ مدد کے لیے آیا۔ اور نہ ہی ان کو آسمان پر اٹھایا گیا۔ لہٰذا مسیحؑ افضل ہوئے۔

مولانا: اس میں محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی افضلیّت ثابت ہوتی ہے کہ آپ ذاتی کمال اور قربِ الٰہی میں اس قدر بڑھے تھے کہ کسی فرشتہ کی ضرورت پیش نہ آئی۔ اگر آپ آسمان پر چلے جاتے تو مذہب اور دینِ الٰہی کی خدمات سرانجام کون دیتا۔ اور انجیل کی پیش گوئی کیسے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۶۔ **پادری:** مسیح کا جسم باوجود حاجتِ بشریہ کے آج تک محفوظ ہے حالانکہ کسی اور کا ثابت نہیں۔ لہٰذا مسیح علیہ السلام افضل ہیں۔

مولانا: اس میں دلیلِ قدرتِ خداوندی ہے۔ جو باوجود اسباب فنا کے کسی چیز کو فنا نہ ہونے دے۔ اس سے چیز کی فضیلت ثابت نہیں۔ حضرت مسیح تو ایک نبی اور رسول ہیں۔ دنیا میں ایسی چیزیں بھی ہیں جو محض جماد (بے جان) ہیں مگر ان کی زندگی حضرت مسیح علیہ السّلام سے بلکہ کل جہان کی چیزوں سے زیادہ ہیں۔ مثلاً پہاڑ، چاند، سورج، ستارے وغیرہ۔ کیا ان کو حضرت انبیاء علیہم السّلام پر فضیلت ہوگی؟

۷۔ **پادری:** مسیح علیہ السّلام نے جانوروں کو پیدا کیا۔ حالانکہ پیدا کرنا خاصہ خداوندی ہے۔ اور بیماروں کو اچھا کیا۔ ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السّلام افضل ہیں۔

مولانا: قرآن میں خلقِ اشیاء کا خاصہ بے شک خداوندی ہے۔ اور اس میں کوئی شریک نہیں۔

قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ [1]

"کہہ دیں کہ اللہ ہی ہر شئے کا خالق ہے اور وہ اکیلا قہار ہے"

جو کچھ مسیح نے کیا خدا کے حکم سے کیا مسیح کی ذات کو اس میں دخل نہیں۔

اَنِّیْ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ [2]

"بے شک میں تمہارے لیے مٹی سے پرندوں کی مثل صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور میں اللہ کے حکم سے اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کرتا ہوں اور مُردوں کو زندہ کرتا ہوں"

حضرت مسیح تو صرف پھونک مارتے باقی کام اللہ کرتا ہے۔

---

[1] سورہ الرعد: آیت ۱۶ [2] سورہ آلِ عمران: ۴۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۸۔ **پادری:** قرآن میں ذکر ہے کہ لوگ جو کچھ گھروں میں کھاتے یا رکھتے تھے حضرت مسیح علیہ السّلام ان کو بتا دیتے تھے۔ یہ علم غیب کی صفت ہے جس میں مسیح علیہ السّلام شریک ہیں۔ ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السّلام افضل ہیں۔

مولانا: قرآن تو عام طور پر نبیوں کو خدا کی طرف سے اطّلاع ملنے کا قائل ہے۔

فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔

"اللہ تعالیٰ جس رسول کے لیے پسند فرماتا ہے غیب سے آگاہ کرتا ہے اس کے علاوہ کسی ایک کو بھی غیب عطا نہیں فرماتا[۱]"

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بھی کئی ایک اُمور میں غیب کی اطّلاع ملی۔ اسی طرح ہر نبی کو وقتاً فوقتاً غیب کی خبریں ملتی رہیں تو افضلیت کی بات کہاں رہی؟

۹۔ **پادری:** قرآن میں تمام انبیاء کے گناہوں کا ذکر ہے خصوصاً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بابت حکم ہے ۔ اِسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ۔ وَجَدَكَ ضَآلًّا۔ مگر مسیح علیہ السّلام کی بابت کوئی ذکر نہیں ملتا۔ ثابت ہوا کہ مسیح افضل ہیں۔

مولانا: قرآن کا یہ انداز ہے کہ کبھی بصیغہ مفرد بھی خطاب ہوتا ہے۔ اور مراد اس سے عام مسلمانوں سے خطاب ہوتا ہے۔ یہ قرآن کی اصطلاحوں سے ناواقفی کی وجہ سے ہے۔

توراۃ میں ہے اے اسرائیل سن (استثناء ۶) قرآن میں ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ۔

"اے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم اللہ سے ڈر جائیں اور کافروں اور منافقوں کی پیروی مت کریں[۲] اے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم جب آپ عورتوں کو طلاق دیں تو ان کی عدّت کے لیے طلاق دیں[۳]"

---

[۱] سورۃ الجن آیت ۲۷ [۲] سورۃ الاحزاب آیت ۱ [۳] سورۃ الطلاق آیت ۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان آیات میں مسلمانوں کو بتانا مقصود ہے حالانکہ خطاب آپ سے ہوا ہے۔ قرآن حضرت مسیح علیہ السلام کو بلند پایہ کا نبی بلکہ اُولوالعزم رسول مانتا ہے۔ لیکن انجیل کہتی ہے:۔

ایک نے اس سے کہا۔ اے نیک اُستاد۔ اس نے اس کو کہا تو کیوں نیک کہتا ہے۔ نیک تو کوئی نہیں۔ مگر ایک یعنی خدا[1]

۱۰۔ **پادری:** حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم عرصہ ہوا فوت ہو گئے۔ اور حضرت مسیح ابھی تک آسمان پر زندہ ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ زندہ اور مُردہ برابر نہیں۔ اَز رُوئے مسلمات اسلام قریب قیامت مسیح بنی آدم کی رہبری کے لیے آویں گے۔ اوّل آخر مسیح علیہ السّلام ہادی ٹھہرا۔ ثابت ہوا کہ افضل ہیں۔

مولانا: مُردہ اور زندہ ظاہری زندگی سے تعلق رکھنے والے کاموں میں برابر نہیں نہ کہ روحانی مراتب اور فضیلت میں۔ اگر ایسا ہے تو فرمائیے۔ بقول عیسائیاں حضرت مسیح علیہ السّلام جب مر کر تین روز قبر میں پڑے رہے۔ اس وقت ان کے شاگرد جو زندہ تھے کیا ان سے افضل تھے؟ بلکہ جن لوگوں نے ان کو پھانسی دیا وہ بھی زندہ تھے تو کیا وہ بھی مسیح سے افضل تھے؟

۱۱۔ **پادری:** حضرت مسیح قیامت سے پہلے آکر دجّال کو ماریں گے۔ تمام اہل کتاب ان پر ایمان لاویں گے معلوم ہوا کہ مسیح خاتم النبیین اور افضل ہیں۔

مولانا: ہم مانتے ہیں کہ قیامت کے قریب مسیح علیہ السّلام یہ کام اور اس کے سوا اور بھی کریں گے مگر بماتحتی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دینِ اسلام کی خدمت بجا لائیں گے۔ اسی خدمت کے لیے ان کو زندہ رکھا گیا ہے۔ اس سے مسیح علیہ السّلام کی افضلیّت ثابت نہ ہوئی بلکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی افسری اور افضلیت ثابت ہوئی۔

۱۲۔ **پادری:** بحکم فنفخنا فیہ من روحنا مسیح کے اندر الٰہی ذات تھی۔ پس وہ صاحب الُوہیّت تھے۔ اس لیے ایک گناہگار رسُول سے افضل تھے۔

---

[1] متی باب ۱۹: آیت ۱۶۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مولانا: پادری صاحب نے دعویٰ کیا تھا کہ ہم نے جو کچھ لکھا از رُوئے قرآن مجید لکھا مگر اس نمبر میں قرآن مجید کی صریح نصُوص کا خلاف کیا۔ حضرت مسیح علیہ السّلام کی نسبت عیسائیوں کے دو گروہ ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ مسیح ہی اللہ ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ باپ (اللہ) بیٹا (مسیح) اور رُوح القدس تینوں معبود ہیں۔ قرآن نے ان دونوں گروہوں کا ردّ کیا ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ۔ "بے شک ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ مسیح علیہ السلام ہی اللہ ہے" [1]

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ۔ "بے شک کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں سے تیسرا ہے" [2]

عقلی دلیل: كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ۔ (عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ) دونوں کھانا کھاتے تھے یعنی انسان تھے) [3]

نقلی دلیل: وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ "مسیح علیہ السّلام نے کہا اے بنی اسرائیل عبادت کرو اللہ کی جو میرا اور تمہارا رب ہے" [4]

اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔ "عیسٰی علیہ السّلام تو بندے ہیں ہم نے ان پر انعام کیا اور ان کو بنی اسرائیل کے لیے ایک نشانی بنایا" [5]

مولانا ابُوالوفاء نے مسلمانوں کو مغالطہ میں پڑنے سے بچا لیا۔ حالانکہ ایک سیدھے سادے مسلمان کے لیے یہ مغالطے بڑے مشکل تھے۔ لیکن مولانا نے بڑی خوبصورتی اور اختصار کے ساتھ جواب دے کر ان کو مسلمانوں کے لیے آسان کر کے پیش کر دیا۔ مولانا نے اس رسالے کے اخیر میں عیسائیوں پر احسان جتاتے ہُوئے لکھا ہے کہ (معاذ اللہ) اگر مسلمان بھی یہودیوں کے ہم خیال ہو جاتے تو مسیح کے بدگوؤں کی تعداد میں

---

[1] سورۃ المائدۃ: آیت ۱۷، [2] ایضاً ۷۳، [3] سورۃ المائدۃ: آیت ۷۵، [4] سورۃ المائدۃ: آیت ۷۲، [5] سورۃ الزخرف: آیت ۵۹۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتنے کروڑ کا اضافہ ہو جاتا۔

عیسائیوں پر قرآن اور اسلام کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ یہودیوں کی طرف سے ہونے والے سب اعتراضات کا نہ صرف جواب دیا بلکہ یہود کے باطل عقیدہ کی بھی تردید کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ کی عصمت و عظمت کی گواہی دی۔

اثبات التوحید

مولانا نے یہ کتاب ایک نومسلم پادری عبدالحق کی کتاب " اثبات التثلیث " کے جواب میں لکھی۔ پادری نے اپنی کتاب میں معقولی اصطلاحات سے عقیدہ تثلیث کو ثابت کرنے کی کوشش کی۔ مولانا نے بھی اسی انداز میں اس پر گرفت کی۔ یہ کتاب منطقی بحث کا بہترین نمونہ ہے۔

عقیدہ تثلیث پر یقین رکھنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ تثلیث میں واحد خدا کی اور توحید میں تثلیث کی پرستش کریں۔ نہ اقانیم کو ملائیں نہ ماہیت کو تقسیم کریں۔ کیونکہ باپ ایک اقنوم بیٹا ایک اقنوم اور روح قدس ایک اقنوم ہے مگر باپ بیٹے اور روح القدس کی الوہیت ایک ہی ہے۔ جلال برابر عظمت ازلی یکساں۔ جیسا باپ ویسا بیٹا اور ویسا ہی روح القدس ہے۔

باپ غیر محدود۔ بیٹا غیر محدود اور روح القدس غیر محدود۔ الخ......

یہ دعائے عمیم کے نام سے مشہور ہے جو کہ کافی لمبی ہے۔ اور ختم ایسے ہوتی ہے جس طرح ناطقہ اور جسم ایک انسان ہے اسی طرح خدا اور انسان ایک مسیح ہے۔ جس نے ہماری نجات کی خاطر دکھ اٹھایا اور عالم ارواح میں جا اترا۔ تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھا۔

اس عقیدے کے اثبات میں بڑے بڑے عیسائی علماء قلم اٹھانے سے گھبراتے تھے۔ ہندوستان میں سب سے پہلے پادری فنڈر نے اس کام کا تہیہ کیا۔ بعد میں پادری عبدالحق نے منطقی انداز میں ایک رسالہ لکھا جس کا جواب اسے منطق ہی میں ملا۔

مولانا نے حسب عادت اختصاراً پادری کے جواب میں لکھا کہ آپ ذات باری تعالیٰ میں کثرت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اجزائی کے قائل ہیں، جب ہی تو آپ باوجود اقانیم ثلاثہ کے ذات واجب تعالیٰ کو واحد کہہ کر اس کے حق میں بے مثل وحدت بولتے ہیں پس اگر بے مثل وحدت میں کثرت اجزائی ہوئی تو واجب تعالیٰ کے مرکّب ہونے میں کیا شک رہا؟ اور جو مرکّب ہوا وہ حادث ہوا کیونکہ مسلّمہ قضیہ کے مطابق کُلُّ مُرَکَّبٍ حَادِثٌ (ہر مرکّب حادث ہوتا ہے)

پس ثابت ہوا کہ عیسائی جس ذاتِ واحد کو خدا مانتے ہیں وہ مرکّب ہونے کی وجہ سے حادث ہے۔ لہٰذا اس سے بالاتر کوئی ایسا خدا ضرور ہے جس نے اسے ترکیب دیا ہے اور اس میں کیا شک ہے؟ کہ درحقیقت خدا وہی اللہ ہے جسے تسلیم کرنے کی اسلام نے دعوت دی ہے۔

تم عیسائی کیوں ہوئے؟

یہ بھی ایک ایسے پادری سلطان محمد پال کی کتاب کے جواب میں لکھی ہوئی کتاب ہے جو کہ پہلے مسلمان تھا لیکن عربی علوم حاصل کرنے کے بعد مرتد ہو گیا اور مرتد ہونے کے بعد اس نے ایک کتاب شائع کی کہ "میں کیوں مسیحی ہوا؟"

مسیحی ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے پادری سلطان محمد نے لکھا کہ میں نے نجات کی تلاش میں پارسیوں کی کتابیں دیکھیں۔ دساتیر کا مطالعہ کیا اور پارسی علماء کے ساتھ گفتگو بھی کی لیکن مجھ کو نجات کی بابت ان کے ہاں حد سے زیادہ مایوسی ہوئی۔

کہیں تو نجات بالاعمال کا ذکر ہے (اسلام) اور کہیں تناسخ پر دارومدار ہے (آریہ)

قرآن شریف کا مطالعہ کرنے سے جو بات مجھ کو اس سے قبل معلوم تھی وہی بات اب بھی ثابت ہوئی یعنی یہ کہ نجات کا ملنا صرف اعمالِ صالحہ پر موقوف ہو۔

میرے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم سے نیکی ہی نیکی سرزد ہوتی جائے اور کسی قسم کی بدی ہم سے سرزد نہ ہو؟ کیا انسان میں ایسی طاقت ہے؟

پادری نے اپنی مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے قرآن کی ایک آیت کو نقل کیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ	"تم میں سے ہر شخص اس پر یعنی جہنم پر وارد ہوگا
عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا [1]	اور تمہارے رب کا حتمی فیصلہ ہے [1]

پھر

مَنْ قَالَ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ	جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ جنت
دَخَلَ الْجَنَّةَ	میں داخل ہوگیا [2]

پر اعتراض کیا اور جس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہؓ سے فرمایا۔ مجھ سے مال کا سوال کر کیونکہ میں خدا سے تجھے نہیں بچا سکتا [3] اس کے لیے عمل کر۔ اسے پڑھ کر پادری کو بڑا خوف محسوس ہوا۔

اسی رنج و الم میں اس نے انجیل کا مطالعہ کیا تو اس میں پہلی آیت جو نظر آئی وہ یہ تھی :۔

اے تم جو تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہوئے ہو میرے پاس آؤ میں تمہیں آرام دوں گا۔

اس پر طرفہ یہ کہ پادری کو عیسائیوں کے کفارہ والا مسئلہ بڑا پسند آیا۔ کیوں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام سارے عیسائیوں کے لیے قربان ہوگئے۔ اب اعمال کی کوئی ضرورت نہیں۔ مختصر الفاظ میں یوں کہا جائے کہ پادری کو اسلام اس لیے پسند نہ آیا کیوں کہ اسلام اعمال کی تعلیم دیتا ہے۔ صرف زبانی جمع خرچ کا قائل نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ امت کو بتایا یا خود کر کے دکھایا۔

پادری تو دنیاوی مفاد کی خاطر اسلام کو چھوڑ کر گیا تھا۔ اس کو دینی کامیابی سے کوئی سروکار نہ تھا۔

لیکن مولانا نے علمی انداز میں اس کے اعتراضات کا رد کیا اور قرآن ہی کے حوالوں سے ثابت کیا کہ اسلام مایوسی کی نہیں بلکہ اللہ کی رحمت کی امید رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ	"اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو بے شک

---

[1] سورة مریم: آیت ۷۱، [2] جامع الترمذی، ابواب الایمان ص ۱۰۳ ج ۲

[3] صحیح بخاری ص ۳۸۵ و ۷۰۲ - دارمی: ص ۳۶۷ -

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا[۱] — اللہ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے :

خلوصِ دل سے توبہ کرنے والوں کی نہ صرف توبہ قبول فرماتا ہے بلکہ ان کے گناہوں کو بھی معاف کر دیتا ہے۔

ھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وَیَعْفُوْ عَنِ السَّیِّئَاتِ[۲] — "وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور خطاؤں سے درگذر فرماتا ہے :

اعمال پر اسلام اس لیے زور دیتا ہے اور کفّارہ کو اس لیے پسند نہیں کرتا کیونکہ اس سے تو تمام انبیاء علیہم السّلام کی بعثت اور جزا و سزا کا مسئلہ ختم ہو جاتا ہے۔

ص ۵۲ پر مولاناؒ نے لکھا۔ وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا کا ترجمہ پادری سلطان محمد پول کرتا ہے۔ کہ "تم میں سے ہر ایک کو جہنّم میں داخل ہونا ہوگا"۔ حالانکہ یہ ترجمہ درست نہیں، پھر مولانا نے وَارِد کا صحیح معنی تعیّن کرنے کے لیے پہلے سُورۃ یُوسف اور پھر سُورۃ القصص کی آیات نقل کیں۔

وَجَاءَتْ سَیَّارَۃٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَھُمْ فَاَدْلٰی دَلْوَہٗ[۳] — "ایک قافلہ آیا انہوں نے اپنے پانی لانیوالے کو بھیجا پس اُس نے اپنا ڈول ڈالا۔

وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْیَنَ وَجَدَ عَلَیْہِ اُمَّۃً مِّنَ النَّاسِ — "اور جب وہ مدین کے پانی پر آئے تو اس پر آدمیوں کی ایک جماعت کو پایا"[۴]

اِن دونوں آیات میں معنی وَارِد کا داخل ہونا نہیں بلکہ پاس آنے کا کیا جاتا ہے۔ حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

عن ابن مسعود قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم — ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ لوگ جہنّم کے پاس آئیں گے

---

[۱] الزمر: آیت ۵۳ [۲] سورۃ الشوریٰ: آیت ۲۵ [۳] سورۃ یوسف: آیت ۱۹

[۴] سُورۃ القصص: آیت ۲۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یرد النّاس النّار ثم یصدرون	پھر اپنے عملوں کے مطابق اس سے
منھا باعمالھم۔[1] الخ	لوٹے گے۔"

پھر مولانا نے پادری پر یوں گرفت کی کہ اسلام میں تو دوزخ تک آنا اور اپنے اعمال کے مطابق بچ کر نکل جانا ہے مگر انجیل میں تو یہ ہے "ہر شخص آگ سے نمکین کیا جائے گا"[2] نتیجہ نکالتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ پادری صاحب کے حق میں ہم نے یہ سمجھا ہے کہ آپ مفت خوری کے لیے مسیحی ہوئے ہیں۔ اور ایک مزے دار شعر بھی لکھا دیا ؎

جی عبادت سے چرانا اور جنّت کی ہوس
کام چور اس کام پر کس منہ سے اُجرت کی ہوس

توحید، تثلیث اور راہِ نجات

عیسائی مشنریوں سے باخبر کرنے کے لیے مولانا نے یہ کتاب ۱۳۔ اپریل ۱۹۱۳ء میں شائع فرمائی۔ اس میں مشہور عیسائی مسائل اور عقائد کا تجزیہ کیا ہے۔ ان کا رد کرتے ہوئے اسلام کے حق اور سچ ہونے پر عقلی اور نقلی دلائل پیش کئے ہیں۔ انداز آسان اور پیارا ہے جو کہ ہر معمولی سے تعلیم یافتہ اور سوچ و بچار کرنے والے کے دل میں اثر پذیر ہونے والا ہے۔

تقابل ثلاثہ

مولانا نے اپنی اِس کتاب میں قرآن، توراۃ اور انجیل کو تقابلی مطالعہ کے لیے مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت نقل کیا ہے۔

---

[1] جامع الترمذی، ابواب التفسیر ص ۱۶۷۔ ج ۲۔ مسند احمد، ص ۴۳۳، ۴۳۵۔ ج ۱۔ دارمی، کتاب الرقاق: ص ۹۰۶ الیضًا: مشکوٰۃ کتاب الفتن فی الحوض والشفاعۃ [2] مرقس: باب ۹۔ آیت ۴۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۔ دعویٰ الہام: ص ۳-۴

۲۔ دلائل ہستی صانع: ص ۸-۱۲

۳۔ دعویٰ توحید: ص ۱۳-۲۵

۴۔ صفاتِ خداوندی: ص ۲۶-۲۹

۵۔ احکامِ شریعت: ص ۳۰-۸۱

۶۔ عام اخلاق: ص ۹۲-۹۸

۷۔ تدبیر منزل: ص ۹۹-۱۱۲

۸۔ قوانینِ دیوانی و فوجداری: ص ۱۱۳-۱۳۱

۹۔ احکامِ جنگ: ص ۱۳۱-۱۳۹

۱۰۔ صُلح و احکامِ اسیران: ص ۱۳۰-۱۳۱

۱۱۔ قیامت اور طریقِ نجات: ص ۱۳۲-۱۵۰

مذکورہ بالا ایسے عنوانات ہیں جن میں انسانی زندگی کا احاطہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا مولانا کی اس کتاب کو پڑھنے سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس سلسلہ میں قرآن توراۃ اور اناجیل کی راہنمائی کیا ہے۔؟

قرآن اور اسلام کی سچّائی اور عظمت کو ثابت کرنے کا یہ ایک انوکھا انداز ہے جو کہ مولانا کے متحرّک ذہن کی کاوش کا نتیجہ ہے۔

اِسلام اور مسیحیّت

بارہویں مرتبہ جمعیت اہل حدیث کے زیرِ اہتمام یہ کتاب لاہور سے مارچ ۱۹۶۰ء میں طبع ہوئی ۲۳۲ صفحات پر مشتمل اس کتاب کی افادیّت کا اندازہ اس اَمر سے لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستان بننے کے بعد بھی یہ کتاب شائع ہوئی۔

مولانا کی عیسائیت پر لکھی جانے والی تمام کتابوں میں سے زیادہ مُفصّل بحث اسی کتاب میں کی گئی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ عیسائیت کے تمام پہلوؤں اور اس کی اشاعت کرنے والوں کے اندازِ تبلیغ کا جائزہ لیا ہے۔

مولانا نے مختصر سے دیباچہ میں فرمایا ہے کہ اب میں اپنی عمرِ طبعی کو پُورا کر چکا ہوں۔ میری عمر کی یہ آخری منزل ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ کسی اور کتاب کا تصنیف کرنا میرے لیے مقدر ہے یا داعیٔ اجل کو لبّیک کہنے کا وقت آگیا ہے۔ یہ کتاب "اسلام اور مسیحیت" عیسائیوں کی تین کتابوں کے جواب میں ہے۔

مذکورہ بالا عبارت سے معلُوم ہوتا ہے کہ یہ مولانا کی عمرِ عزیز کے آخری ایّام کی تصنیف ہے۔ جس میں مولانا نے اپنی زندگی کے تجربہ، ذہانت و فطانت اور علم و فضل کو سمو دیا ہے۔

نمازِ اربعہ

اِس کتاب میں نماز کی اہمیت و ضرورت، احکام و فرضیت اور اوقات و رکعات پر روشنی ڈالنے کے بعد ہندو۔ آریہ۔ عیسائی اور مسلم نماز کا تقابل کیا گیا ہے۔ مولانا نے اس کتاب میں بھی بڑی ہی مُفید معلومات بکثرت مہیّا کر دی ہیں۔

الغرض مولانا ابُوالوفا ثناء اللہؒ نے عیسائیت کا محاسبہ کرنے میں کمال جانفشانی کا مظاہرہ فرمایا۔ پادریوں سے ان کے جو مناظرے ہُوئے انشاءاللہ اس کا ذکر مناظروں کے عنوانات کے تحت آئے گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ــــــ ۸

اخبارات

خبر و اخبار کی تاریخ

خبر و اخبار کی تاریخ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کا آغاز خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب اُس نے اپنے فرشتوں کو یہ خبر سُنائی۔

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً [1] "بے شک میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں"

اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ [2] "بے شک میں مٹّی سے ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں"

پھر اس سلسلہ کو آگے بڑھایا جاتا ہے۔ آدم علیہ السّلام کی تخلیق کے بعد ان کو آگاہ کیا جاتا ہے، کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے لہٰذا اس کے جال میں پھنس نہ جانا۔

حضرت آدم علیہ السّلام جب زمین میں آباد کر دیئے جاتے ہیں تو ان کی اولاد در اولاد میں یہ سلسلہ سینہ بسینہ ترقی پاتا ہے۔ انسانی عقل کی نشو و نما کے ساتھ سینوں کی جگہ کاغذ کے سفینے رائج ہوتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہم موجودہ دَور میں دیکھتے ہیں کہ دنیا کے کسی ملک میں کوئی واقعہ پیش آتا ہے۔ یا کوئی اہم بات کہی جاتی ہے تو آناً فاناً ساری دنیا کے اخبارات میں چھپ جاتی ہے۔ ریڈیو اور ٹیلیویژن پر نشر کر دی جاتی ہے۔

---

[1] سُورۃ البقرۃ : آیت ۳۰

[2] سورۃ صٓ : آیت ۷۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خبروں کا ارتقاء

خبر کا معنیٰ یا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص اپنے خیالات کا اظہار تقریراً یا تحریراً کرتا ہے تو لوگوں تک اس کے خیالات کو پہنچا دیا جاتا ہے یا کوئی واقعہ وقوع پذیر ہوتا ہے تو اُس کی تفصیلات سے لوگوں کو آگاہ کر دیا جاتا ہے۔ مُرورِ زمانہ کے ساتھ ابلاغ کا سلسلہ ترقی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اب کُتب، اخبارات، جرائد، ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ وقت کی اہم ضرورت بن گئے ہیں۔

اِسلام میں خبر و اخبار کی اہمیّت

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے پہلی قوموں کے بارے میں خود ہی خبریں دی ہیں۔ ان میں سے جنہوں نے اللہ اور اس کے نبیوں علیہم السّلام کی اطاعت کی۔ ان کو کس طرح اُس نے اپنی نعمتوں سے نوازا اور جنہوں نے سرکشی اور نافرمانی کا مظاہرہ کیا۔ ان کو کس طرح تباہ و برباد کر دیا گیا۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

تِلْكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ [1] — "یہ غیب کی خبریں ہیں جو آپ کی طرف ہم وحی کر رہے ہیں"

اصحابِ کہف کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ [2] — "ہم حق کے ساتھ آپ کو ان کی خبر سناتے ہیں"

سُبحانہٗ و تعالیٰ نے سیّد الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو گذشتہ قوموں کے حالات سے نہ صرف آگاہ فرمایا بلکہ آپ کو حکم دیا۔

www.KitaboSunnat.com

بَلِّغْ مَا أُنزِلَ عَلَيْكَ [3] — "جو آپ پر نازل کیا گیا اُسے میری مخلوق تک پہنچا دیں"

---

[1] سورۃ ھود: آیت ۴۹ [2] سورۃ الکھف: آیت ۱۳ [3] سورۃ المائدۃ: آیت ۶۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح مختلف واقعات کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ [1]	"ان کو نوح علیہ السلام کی خبر سنائیں"
وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ [2]	"آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا واقعہ ان کو حق کے ساتھ سنائیں"
نَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ [3]	"ان کو ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کی خبر دیں"
نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ [4]	"میرے بندوں کو خبر دیں کہ بے شک میں بڑا بخشنے اور رحمت کرنے والا ہوں"

اسلامی ریاست میں خبروں کے سلسلہ میں احتیاط

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے جب مدینہ تشریف لاتے ہیں تو اسلامی ریاست قائم ہوتی ہے۔ خبر و اخبار کا سلسلہ اگرچہ تخلیقِ آدم علیہ السلام کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا لیکن پرکھ اور ثقاہت اسلامی ریاست کے قائم ہونے کے بعد ہی پیدا کی گئی۔ جھوٹی اور سچی خبروں میں تمیز کرنے کا حکم دیا گیا جھوٹے کی خبر پر فوراً یقین کر لینے سے روکا گیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ [5]	"اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو پہلے اس کے بارے میں تحقیق کر لو ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو جہالت کی بنا پر نقصان پہنچا دو جس پر بعد میں تمہیں نادم ہونا پڑے"

---

[1] سورۃ یونس: آیت ۸ [2] سورۃ المائدۃ: آیت ۲۷ [3] سورۃ الحجر آیت ۵۱
[4] سورۃ الحجر آیت: ۴۹ [5] سورۃ الحجرات: آیت ۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا یہ ایسا پہلو ہے جس کی نظیر خبر و اخبار کی تاریخ میں پہلے نہیں ملتی۔ بلکہ آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی اس کی پروا نہیں کی جاتی۔

خبر و اخبار کے سلسلہ میں وسعت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ماضی کی خبروں سے آگاہ فرمایا۔ آپ نے ان کو اپنے تک محدود نہیں رکھا۔ بلکہ ان کو اللہ کے حکم کے مطابق اس کی مخلوق تک پہنچایا۔ اور حجۃ الوداع کے موقعہ پر ارشاد فرمایا۔

لیبلغ الشاھد الغائب " جو حاضر ہے اُسے چاہیئے کہ اُس تک پہنچا دے جو موجود نہیں [1]

دوسری روایت کے مطابق آپ نے حکم دیا۔

بَلِّغُوا عَنِّی وَلَوْ اٰیَۃً "مجھ سے اگر ایک آیت سنو تو وہی آگے پہنچا دو"[2]

نضر اللہ امرأ سمع منا حدیثا فبلغہ۔ " اللہ اس آدمی کو شاد باد رکھے جس نے ہم سے ایک حدیث سُنی پھر اس کو لوگوں تک پہنچایا"[3]

اسلام نے خبر و اخبار کے سلسلہ کو نہ صرف آگے بڑھایا بلکہ اس میں تنظیم و استحکام پیدا کیا۔

اظہار رائے میں آزادی

اسلام کی کاملیت کا پتہ اس بات سے ملتا ہے کہ اس میں اظہار رائے یا خیال پر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی۔ چونکہ اُس دور میں رائے یا خیال کا اظہار تقریر یا خطوط کے ذریعہ کیا جاتا تھا۔ لہٰذا ہر شخص کو اجازت تھی جو وہ کہنا چاہے کہے اور جو لکھنا چاہے لکھے۔

دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کا بھی آغاز حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے موقع پر ہی ہوگیا تھا۔

---

[1] بخاری: ص۲۱ مسلم: ص۴۳۸ [2] بخاری: ص۴۹۱ [3] ابن ماجہ: ص۱۹-

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی آدم علیہ السّلام کا جب اعلان ہوتا ہے تو فرشتے بارگاہِ الٰہ میں عرض کرتے ہیں۔

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَ	"اے اللہ تو زمین میں اس کو خلیفہ بنائے گا جو
يَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ	اس میں فساد کرے گا اور خون بہائے گا حالانکہ ہم
بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؎۱	تیری تسبیح و تقدیس بیان کرتے ہیں۔"

صحافت اور موجودہ قانون کی روشنی میں فرشتوں کے بیان کو دیکھا جائے تو شاید یہ پریس اینڈ پبلکیشن ایکٹ کی زد میں آجائے۔ ایک انسان حکمران کے کسی پروگرام پر عوام اگر اعتراض کریں تو وہ اس کو پسند نہیں کرتا۔ بلکہ تادیبی یا تعزیری کاروائی کا حکم صادر کر دیتا ہے لیکن یہاں اللہ تعالیٰ کے پروگرام پر فرشتے واضح الفاظ میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ اعتراض کرنے کی بناء پر نہ تو اُن پر کوئی گرفت ہوئی اور نہ ہی ان کے اعتراض کو نظر انداز کر دیا گیا۔ پروگرام کی وضاحت اس انداز میں کی گئی جس سے اُن کے ذہن صاف ہو جائیں۔

ارشاد ہوتا ہے:۔

اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ؎۲	"بے شک میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السّلام کو تمام نام سکھانے کے بعد فرشتوں سے فرمایا۔

اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ؎۳	"اگر تم سچے ہو تو ان کے نام مجھے بتاؤ۔"

فرشتوں نے اپنی بے علمی کا اظہار یُوں کیا:۔

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا	اُنہوں نے کہا اے اللہ تو پاک ہے ہمیں تو اتنا ہی علم ہے
عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ	جتنا تُو نے ہمیں سکھایا بیشک تو ہی علیم و حکیم ہے۔"

اتمام حجت کے لیے آدم علیہ السّلام سے کہا جاتا ہے:۔

يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ	"اے آدم! ان کو ان کے نام بتاؤ۔ جب آدم
اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ	نے سارے نام بتا دیئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا

www.KitaboSunnat.com

؎۱ سورۃ البقرۃ: آیت ۳۰ ؎۲ ایضًا: آیت ۳۰ ؎۳ ایضًا: آیت ۳۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لَكُمْ إِنِّيٓ أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ [1]

"میں نے تم سے کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کا غیب دان ہوں تم جو ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو اس کو بھی جاننے والا ہوں۔"

دیکھنے کی بات یہ ہے کہ اعتراض ہوا۔ اعتراض پر ناراض ہونے کی بجائے معترض کو دلیل سے مطمئن کیا گیا۔

قرآنِ حکیم کی اسی تعلیم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین رضی اللہ علیہم اجمعین نے جاری و ساری رکھا۔ کسی بھی معترض کو نہ سزا دی۔ اور نہ ہی قید کیا۔ ممکنہ حد تک صحیح جواب کے ذریعہ اس کی تسلی کرنے کی کوشش کی گئی۔ جہاں اچھی رائے سامنے آئی فوراً اس کو اپنا لیا گیا۔ اگر کبھی غیر مناسب اعتراض بھی ہوا تو حلم و بُردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے عفو و درگذر سے کام لیا گیا۔ کوئی ناپسندیدہ فعل ہوتا دیکھا گیا تو احسن طور پر اس کی اصلاح کی گئی۔ لوگوں کو ظلم و تشدّد یا زیادتی کا نشانہ نہ بنایا گیا۔

اس کی چند مثالیں ہمارے لیے راہنمائی کا سبب بن سکتی ہیں۔ جنگِ بدر کے موقع پر چونکہ قریشِ مکہ میدانِ بدر میں پہلے پہنچ گئے تھے۔ لہٰذا انہوں نے پانی کے تمام کنوؤں اور چشموں پر قبضہ کر لیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں مناسب سمجھا، قیام فرمایا۔

حضرت حبابؓ بن منذر نے اس موقع پر عرض کیا۔ اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہاں قیام کرنے کا حکم دیا ہے یا آپ کی اپنی رائے ہے یا کوئی فوجی تدبیر ہے؟ [1]

آپؐ نے فرمایا، یہ ایک رائے اور فوجی تدبیر ہے۔ حضرت حبابؓ نے عرض کیا تو پھر یہ جگہ ہمارے لیے اچھی نہیں، بہتر ہوگا کہ آپ اپنے صحابہؓ کو چشموں کے قریب لے جائیں۔ حملہ کرکے ان پر قبضہ کر لیں۔ اپنے لئے پانی جمع کر لیں اور دشمن کو وہاں پہنچنے سے روک دیں [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی رائے کو پسند فرمایا اور اسی کے مطابق عمل کیا۔

---

[1] سورۃ البقرہ آیت ۳۳ [2] سیرت ابن ہشام ص ۶۲ ج ۲ ایضاً زاد المعاد ص ۹۰ ج ۲ و تاریخ الکامل ص ۵۸ ج

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جنگِ اُحد کے موقع پر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتی رائے تھی کہ مدینہ طیبہ میں جنگ لڑی جائے۔ لیکن جو صحابہ جنگِ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے، اُن میں سے اکثریت کی رائے تھی کہ مدینہ طیبہ سے باہر نکل کر کفارِ مکہ سے ٹکرایا جائے۔ آپ نے اُن کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے اُن کی رائے کے مطابق عمل کرنے کا فیصلہ کیا۔ حالانکہ بعد میں صحابہؓ کو احساس ہوا کہ اپنی رائے پر انہیں اصرار نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ چنانچہ آپ کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے۔ اللہ کے رسُول اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ مدینہ طیبہ ہی میں رہ کر لڑائی لڑی جائے تو آپؐ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔ اپنی رائے سے رجُوع کرتے ہیں لیکن آپؐ نے نوجوان صحابہؓ کے جذبۂ جہاد کی قدردانی فرماتے ہوئے میدانِ اُحد میں جنگ لڑی۔[1]

ایسی مثالیں اور بھی ہیں لیکن ان دو مثالوں ہی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اظہارِ خیال پر کوئی پابندی نہ تھی۔ اگر کہا جائے یہ تو مشاورت تھی۔ مشاورت سے جو طے پایا اسی پر عمل ہُوا۔ اس لیے چند ایک ایسی مثالیں بھی پیش کی جاتی ہیں کہ جن میں علم و بُردباری اپنے عرُوج پر نظر آتی ہے۔ حالانکہ اگر آپ چاہتے تو سخت قدم بھی اُٹھا سکتے تھے۔ اُٹھاتے تو کسی کو اعتراض بھی نہ ہوتا۔

غزوۂ حُنین میں غنیمت کی صُورت میں حاصل ہونے والا مال جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے تقسیم فرمایا تو ایک انصاری نے کہا۔

ما ارادبھا وجہ اللہ "آپ نے اس سے اللہ کی رضا کا ارادہ نہیں کیا یعنی یہ تقسیم اللہ کو راضی کرنے کے لیے نہیں کی گئی۔"[2]

حدیث کے راوی عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اور آپؐ کو وہ بات بتائی جو انصاری نے کہی تھی۔ یہ بات سُن کر آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ غصّہ کی وجہ سے چہرہ سُرخ ہو گیا۔ لیکن آپؐ نے فرمایا۔

"اللہ تعالےٰ موسیٰ علیہ السّلام پر رحم کرے۔ انہیں اس سے بھی زیادہ تکلیف دی گئی لیکن اُنہوں نے

---

[1] فتح الباری: ص ۳۴۶۔ سیرت ابن ہشام: ص ۶۳۳۔ ج ۲ [2] صحیح بخاری: ص ۶۲۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صبر کیا۔

سیدالانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا گیا۔ اگر آپ سزا دینا چاہتے تو کوئی مانع نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن آپ نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کر کے اپنی اُمت کے لیے اپنا نمونہ قائم فرمایا اور اُمت پر واضح کر دیا کہ صبر و تحمّل اور حلم و بُردباری بہترین عمل ہے۔

خلافتِ ابی بکر الصدّیق

حضرت ابوبکر الصدّیقؓ خلیفہ بنتے ہی اپنے پہلے خُطبہ میں واضح کر دیا۔

وُلّیتُ علیکم ولستُ بخیرکم	”میں تم پر حاکم بنا دیا گیا ہوں حالانکہ میں تم
فان احسنت فاعینونی و ان	سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں اچھا کام کروں تو
اسأت فقوّمُونی۔	میری مدد کرنا اگر بُرا کام کروں تو مجھے سیدھا کر دینا۔“[۱]

انہوں نے اپنے معاملے کو قوم کے حوالے کر دیا۔ قوم کو اختیار دے دیا۔ اگر وہ دیکھیں کہ خلیفہ راہِ حق سے ہٹ گیا ہے تو اس کو سیدھی راہ پر لے آئیں۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہؓ سے مشورہ کرنے کے بعد حضرت ابوبکر الصدیق رضؓ نے جب عمر فاروقؓ کو مسلمانوں کا امیر نامزد کرنے کا پروگرام بنایا تو ان کے پاس حضرت طلحہ بن عبیداللہ آتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں۔

استخلفت علی النّاس عمر و	”آپ نے لوگوں پر عمرؓ کو خلیفہ مقرر کر دیا ہے،
قد رأیت ما یلقی النّاس	حالانکہ آپ نے اپنی موجودگی میں لوگوں کے ساتھ ان کی سختی کو
منه و أنت معه وکیف	دیکھا جب آپ نہ ہونگے تو پھر کیا ہوگا؟ آپ اپنے
به اذا خلابهم وانت لاق	رب سے ملنے والے ہیں جب وہ آپ سے آپ کی رعیّت

---

[۱] البدایۃ والنہایۃ: ص ۳۰۱ - ج ۶ - تاریخ الطبری ص ۲۰۳ الجزء الثالث ایضاً تاریخ الکامل ص ۲۲۴ ج ۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ربّك فسألك عن رعيّتك فقال	کے بارے میں پوچھے گا تو کیا جواب دیں گے ؟ ابوبکرؓ
ابوبکر فاجلسونی فاجلسوه	لیٹے ہوئے تھے ، انہوں نے کہا مجھے بٹھا دو جب
فقال اباالله تخوفنی ؟ اذا لقیت	ان کو بٹھایا گیا تو انہوں نے کہا کیا تم مجھے اللہ سے ڈراتے
ربّی فسألنی فقلت استخلفت	ہو جب اللہ مجھ سے پوچھے گا کہ میں کس کو مسلمانوں کا
علیٰ اهلك خیر اهلك ۔	امیر بنا کر آیا ہوں تو میں کہوں گا اس کو بنا کر آیا ہوں جو
	تیری مخلوق میں سے سب سے بہتر تھا ۔[1]

اس واقعہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ خلیفۂ وقت کے مشاورتی فیصلے کے خلاف بھی اظہارِ خیال کرنے کی آزادی تھی ۔ ابوبکر الصدیقؓ نے معترض کے اعتراض کو سُنا اور جو صحیح جواب تھا وہ دیا ۔ ان پر کوئی گرفت نہ کی ۔

عُمر فاروقؓ کی خلافت

عمر فاروقؓ کے بارے میں عام تأثر ہے کہ وہ بڑے سخت تھے ۔ لوگوں پر ان کی بڑی ہیبت طاری رہتی تھی ۔ ان کے سامنے کسی کو بولنے کی جُرأت نہ ہوتی تھی ۔ لیکن جب ان کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو معاملہ کچھ اور ہی نظر آتا ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اصولوں کی سختی سے پابند کیا کرتے تھے ۔ قرآن و سنّت کی خلاف ورزی کسی بھی حال میں برداشت نہیں کرتے تھے ۔ لیکن اظہارِ خیال یا رائے میں اُنہوں نے لوگوں کو پوری آزادی دے رکھی تھی ۔

امام قاضی ابو یوسفؒ نے نقل کیا ہے :۔

انّ رجلاً قال لعمرؓ بن الخطاب	" ایک آدمی نے عمر بن خطاب سے کہا اے عمرؓ
اتّق الله یا عمرؓ واکثر علیه	اللہ سے ڈرو ۔ اُس نے متعدد بار یہ کہا ایک کہنے
فقال له قائل اسکت فقد	والے نے اس سے کہا خاموش ہو جاؤ تم نے

---

[1] تاریخ الکامل : ص ۲۹۲ ۔ ج ۲ ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اکثرت علی المؤمنین فقال — کثرت کے ساتھ امیرالمومنین کو یہ بات کہی ہے

له عمر دعه لا خیر فیهم — عمر فاروق رضؓ نے کہا اس شخص کو کہنے دو۔ اگر یہ بات

ان لم یقولوها لنا ولا خیر — ہمیں نہیں کہیں گے تو ان کے لیے بھلائی نہیں اور

فینا ان لم نقبل — اگر ہم قبول نہ کرینگے تو ہمارے لیے بھلائی نہیں" [1]

عمر فاروقؓ نے اتنی بڑی بات کہنے والے پر کوئی گرفت نہ کی۔

ایک مرتبہ عمر فاروقؓ نے منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر کھڑے ہو کر کہا۔ لوگو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اپنی بیویوں کے مہر زیادہ مقرر کرتے ہو۔ حالانکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور ان کے صحابہؓ چار سو درہم کے قریب مقرر کیا کرتے تھے۔ اگر زیادہ مہر ادا کرنا عند اللہ تقوٰی و عزت کا سبب ہوتا تو تم ان سے سبقت نہیں لے جا سکتے تھے۔ لوگو! چار سو درہم سے زیادہ مہر مقرر مت کیا کرو۔

عمر فاروقؓ منبر سے اُترتے ہیں کہ ایک قریشی عورت ان سے ملتی ہے اور کہتی ہے کہ آپ نے چار سو درہم سے زیادہ مہر ادا کرنے سے منع کیا ہے؟ عمر فاروق ہاں ہیں جواب دیتے ہیں۔ عورت کہتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں اس بارے میں جو فرمایا آپ نے نہیں سُنا۔

انہوں نے کہا، اللہ نے کیا فرمایا ہے۔ عورت نے قرآن حکیم کی یہ آیت ان کو سنائی۔

وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْئًا [2] — "اگر تم نے ان میں سے کسی ایک کو خزانہ دے رکھا ہے تو اس میں سے کچھ بھی نہ لو"

عمر فاروقؓ نے اسی وقت کہنا شروع کر دیا۔ اے اللہ مجھے معاف کر دے۔ سب لوگ عمرؓ سے زیادہ سمجھدار ہیں۔ دوبارہ منبر پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں۔ لوگو! میں نے تم کو منع کیا تھا کہ مہر چار سو درہم سے زیادہ نہ ہو۔ لیکن اب میں کہتا ہوں کہ تم میں سے جو کوئی زیادہ دینا پسند کرے تو دے [3]

اس سے واضح ہوا کہ عمر فاروقؓ کی خلافت میں ایک عورت بھی کھڑی ہو کر ان کو ٹوک سکتی تھی۔

---

[1] کتاب الخراج ص ۱۲ [2] سورۃ النساء: آیت ۲۰ [3] تفسیر ابن کثیر ص ۴۶۸ ج ۱ تفسیر ابن جریر: ص ۲۵۸ ج ۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ کے عہدِ مبارک میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ رائے یا خیال کے اظہار کرنے والے کو کسی ایکٹ کے تابع کیا گیا ہو۔ حالانکہ اُس دَور میں مشرک یہود و نصاریٰ اور منافقین بھی تھے جو وار کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ اس کے باوجود ان پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ تھی۔

اس سے ثابت ہوا کہ اسلام ہی دنیا کا وہ پہلا ضابطۂ حیات ہے جس میں تحریر و تقریر کی آزادی دی گئی لیکن خبر کو آگے پہنچاتے وقت تحقیق کی پابندی بھی لگادی گئی تاکہ معاشرے میں کوئی بگاڑ پیدا نہ ہو۔

ہندوستان میں اُردو اخبارات

ہندوستان میں اُردو کا پہلا ہفتہ وار اخبار[1] ۱۸۳۶ء میں دہلی سے مولوی محمد باقر نے اور ۱۸۳۷ء میں سر سید احمد خان کے بھائی محمد خان نے "سید الاخبار"[2] کے نام سے جاری کیا۔

۱۸۵۷ء کی تحریکِ آزادی کے بعد ہندوستان کے مختلف حصوں سے کئی ایک اخبارات اور رسالہ جات کا اجرا ہوا۔ سر سید احمد خان کا "تہذیب الاخلاق" (۱۸۷۰ء) دہلی سے "ناصر الاسلام" (۱۸۷۳ء) بنگلور سے "تائید اسلام" (۱۸۸۵ء) اور قصور سے ولی اللہ کا "ترجمان الحقیقت" (۱۸۸۹ء) انیسویں صدی کے چند قابلِ ذکر اخبارات و رسائل ہیں۔[3]

۱۸۸۵ء میں "چراغِ کعبہ" کے نام سے ایک اسلامی ماہنامہ پرچہ جاری ہوا۔ جس کی مالکہ بلقیس جمال بیگم تھی[4] اور ادارت کا کام فاطمہ بیگم کے سپرد تھا۔ ہندوستان میں خواتین کا یہ پہلا اسلامی رسالہ تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۹ ویں صدی کے اواخر میں مسلمان عورتوں میں بھی مذہبی اور سیاسی شعور پیدا ہو چکا تھا۔

بیسویں صدی کے اوائل میں تو ملک کے کونے کونے سے سیاسی، مذہبی اور دیگر مقاصد کے تحت شائع

---

[1] اُردو دائرہ معارف: ص ۱۱۱ ۔ ج ۱ [2] ایضاً: ص ۱۱۸ ۔ ج ۲ [3] ایضاً: ص ۱۱۹

[4] تاریخ اختر شہنشاہی: ص ۸۵ سے ۱۰۲ تک۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ہونے والے رسالوں اور اخبارات کی بھرمار ہو چکی تھی۔ عیسائی، آریہ، مرزائی، نیچری، مقلدین اور دیگر مذہبی گروہ اپنے اخباروں اور رسالوں کے ذریعے اپنے فکر اور نظریات کا پرچار کرنے میں مصروف تھے۔ ایک دوسرے کے خلاف الزامات و جوابات کا ایک وسیع سلسلہ قائم ہو چکا تھا۔ اخبارات کی اہمیت و افادیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس ذریعہ کو خوب اچھی طرح استعمال کیا جا رہا تھا۔

مولانا ثناء اللہ جب اپنی تعلیم سے فارغ ہوئے تو وہ اسلام کے پرچم کی سربلندی کے میدان میں نکل آئے۔ اسلام کے خلاف لکھی جانے والی دل آزار کتابوں کے جوابات لکھنے کے ساتھ اسلام دشمن قوتوں کی طرف سے ہونے والے مناظرانہ حملوں کو ناکام بنانے کو اپنی زندگی کا مشن بنا لیا۔ لیکن تین ہی سال میں انہوں نے محسوس کیا کہ موٹی موٹی کتابیں پڑھنے کے لیے لوگوں کے پاس وقت نہیں اور مناظروں میں کہی گئی باتوں کو لوگوں تک پہنچانا بھی ضروری ہے۔ اسلام پر اعتراض کرنے والے کے انداز فکر اور اس کو ملنے والے جواب سے عام مسلمانوں کو آگاہ کرنا بھی وقت کا تقاضا ہے تاکہ ایک جگہ ہونے والی گفتگو، بحث اور مناظرے کی کارروائی سے دوسری جگہ والے مستفید ہو سکیں۔ اس لیے خبر و اخبار کا کوئی آسان اور مفید ذریعہ ہونا چاہیئے۔

اہل حدیث

ان باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری نے ایک مذہبی ہفتہ وار جاری کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ اپنے فیصلے کو عملی جامہ پہناتے ہوئے نومبر ۱۹۰۳ء میں "اہلحدیث" کے نام سے امرتسر سے اپنا اخبار جاری کر دیا[1]۔ یہ ہفت روزہ جسے مجمع البحرین یعنی دین و دنیا کو ملانے والا کہا جاتا تھا۔ ہر جمعہ کے روز امرتسر سے ۱۸"×۲۲" تقطیع کے ۸ صفحات پر رجسٹرایل نمبر ۲۵۳ کے تحت چھپنا شروع ہوا چند ہی شماروں کے بعد صفحات میں اضافہ ہوتا گیا اور بعد میں صفحوں کی تعداد ۳۲ تک پہنچ گئی[2]۔ زیادہ تر یہ پرچہ ۱۶ سے ۲۰ صفحات پر مشتمل رہا۔

---

[1] شمع توحید۔ ص ۴۴ اگست ۱۹۳۸ء [2] اہلحدیث ۱۰/ ۱۷ جنوری ۱۹۰۸ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سرورق اخبار کا نام انگریزی اور عربی میں لکھے جانے کے ساتھ اہلحدیث کی ترجمانی کرنے والے جملے بھی درج ہوتے جو عربی، فارسی اور کبھی اردو میں ہوتے۔ مثلاً:

اہل الحدیث ھم اھل النبی وان لم یصحبوا نفسہ انفاسہ صحبوا

اہل الحدیث لقد صانوا بھمتھم دین الرسول وما ومانوا شانوا [1]

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن

پس حدیث مصطفیٰ برجاں مسلم داشتن [2]

کیا تجھ سے کہوں حدیث کیا ہے — دردانہ درج مصطفیٰ ہے!

صوفی و عالم و حکیم دینی — کرتے رہے اسی کی خوشہ چینی [3]

جب اصل ملے تو نقل کیا — یاں وہم و خطا کا دخل کیا [4]

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار — مت دیکھ کسی کا قول و کردار [5]

مذکورہ بالا اشعار و کلام کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کو مرکزی اہمیت حاصل رہی۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترکت فیکم امرین کتاب اللہ وسنتی۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں دو چیزیں چھوڑ دی ہیں۔ ایک کتاب اور دوسری میری سنت ہے"

اغراض و مقاصد

اخبار "اہلحدیث" کے اجرا کی غرض و غایت کو مولانا ہر شائع ہونے والے پرچے کے ایک کونے میں اغراض و مقاصد کے عنوان کے تحت چھاپ دیتے۔

---

[1] [2] اہلحدیث ۲۹ جنوری ۱۹۰۴ء [3] ایضاً: ۱۲ مئی ۱۹۰۵ء [4] ایضاً: ۳۱ اگست ۱۹۰۶ء

[5] ایضاً: ۱۲ اکتوبر ۱۹۰۶ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۔ دینِ اسلام اور سُنّت نبی علیہ السّلام کی اشاعت کرنا ہے۔

۲۔ مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیثوں کی خصوصاً دینی اور دنیوی خدمات کرنا۔

۳۔ گورنمنٹ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی نگہداشت۔

مُدّتِ اشاعت

اخبار "اہلحدیث" تقریباً ۴۴ سال اپنے اغراض ومقاصد کو پُورے کرنے میں مصروف رہا۔ مولانا نے خاص طور پر اہتمام رکھا کہ اخبار باقاعدگی کے ساتھ پڑھنے والوں تک پہنچتا رہے۔ اگرچہ چند ماہ اخبار "اہلحدیث" کا اجراء بند رہا۔ لیکن مولانا نے اس کے بدلے میں ناظرین وشائقین "اہلحدیث" کو گلدستہ ثنائی[1]" اور "مخزن ثنائی" کے ذریعے کمی محسوس نہ ہونے دی۔ ۱۹۴۷ء کے فسادات میں جولائی تک اس کی اشاعت میں کوئی فرق نہ آیا۔ لیکن تقسیم ہندوستان کے وقت جب مولانا لاہور تشریف لے آئے تو دوبارہ اس کا اجراء ممکن نہ رہا۔

عنوانات

اخبار "اہلحدیث" میں ۴۴ سال تک بہترین مذہبی، دینی اخلاقی مضامین چھپتے رہے۔ مسلمانوں کو پیش آمدہ مسائل کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی روشنی میں حل کیے جاتے۔ توحید واشاعت کے ساتھ مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیا جاتا۔ عموماً جو انداز ہوتا وہ حسب ذیل ہے۔

اداریہ

حضرت مولانا ثناء اللہ خود ہی اخبار کے مالک اور ایڈیٹر تھے۔ لہٰذا اداریہ بھی خود ہی لکھتے۔ اداریہ کیا ہوتا بلکہ علم وعرفان کا دریا موجزن ہوتا۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ نے عجیب نعمت یہ عطا کر رکھی تھی کہ مختصر الفاظ وکلمات

---

[1] اہلحدیث جنوری ۱۹۱۴ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں مشکل سے مشکل بات آسانی سے سمجھا دیتے تھے۔ عبارت خوبصورت اور مدلل ہونے کے ساتھ پسندیدہ طنز و مزاح کی چاشنی بھی رکھتی تھی۔ ان کی بیشتر تحریریں ایسی ہوتیں کہ قاری اگر پڑھنا شروع کرے تو اکتاہٹ محسوس نہ کرتا کیونکہ مولانا کے الفاظ اکثر سادہ، جاذب، مؤثر، دل کش اور فرحت بخش ہونے کے ساتھ پُرمعنی، بلیغ، فصیح اور جامع ہوتے۔

جس طرح تقریروں میں لوگوں کو لطف اندوز ہونے کا موقع دیتے اسی طرح تحریروں میں مضامین کو پھیکے پن اور مغلق ہونے سے محفوظ رکھتے۔

حلیمی اور بردباری تو ایسی تھی کہ فحش، لغو، بے ہودہ اور سخت دل آزار مضامین کا جواب حلاوت نرمی اور ایسے پیارے انداز میں دیتے کہ معترض خود ہی شرمندہ ہو جاتا۔ یہی وجہ تھی کہ ان سے مناظرہ کرنے والے ان پر تحریری تیر و نشتر چلانے والے اور دینی اور سیاسی اختلاف رکھنے والے اکثر ان کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ عزت و احترام سے پیش آتے اور بسا اوقات اپنے اندرونی معاملات میں بھی ان سے مشورہ لیتے تھے۔

مولانا کی تحریروں اور تقریروں کا ایک نمایاں پہلو یہ تھا کہ برمحل اشعار ضرور استعمال کرتے تھے۔ کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ مخالف شعر سنتے ہی میدان سے بھاگ نکلتا۔

۲۔ آریہ مشن

اداریے کے علاوہ مولانا کے اخبار میں آریہ مشن کا محاسبہ کرنے اور ان کے ہتھکنڈوں سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے باقاعدگی کے ساتھ مضامین چھپتے تھے۔ جن میں زیادہ حصہ مولانا کا خود ہوتا۔ لیکن کبھی کبھی جماعت کے دیگر علماء بھی اس کارِ خیر میں شامل رہتے۔ مولانا کے جتنے آریہ کے ساتھ مناظرے ہوتے ان کی روئداد تفصیلاً "اہلحدیث" میں شائع کی جاتی۔ اگر ایک ہی مرتبہ اس کا چھپنا ممکن نہ ہوتا تو قسط وار شائع کی جاتی۔ جب مرزائیوں کی وجہ سے اخبار میں آریہ کے خلاف مضامین کی اشاعت کی تنگی ہوئی تو ان کے لیے خاص ایک اخبار "مسلمان" شائع کر دیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۳۔ قادیانی

مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوّت کی حقیقت کو عیاں کرنے کا سلسلہ شروع کیا تو مرزا نے مولانا کو قادیان آکر گفت گو کرنے کا چیلنج اپنے "اعجاز احمدی" کے ذریعے دیا۔ ۱۹۰۳ء میں جب مولانا چیلنج قبول کرتے ہوئے قادیان پہنچے تو مرزا نے گفت گو سے انکار کر دیا۔ اور رقعہ لکھوا کر بھیج دیا کہ اُس نے اللہ سے وعدہ کر لیا کہ اب مخالفوں سے گفت گو نہ کرے گا۔ لیکن اپنے اخبار اور اشتہاروں کے ذریعے مولانا سے بحث کو جاری رکھا۔ مولانا نے جب تحریروں میں بھی اُسے مات دے دی تو اُس نے تنگ آکر "آخری فیصلہ" کے نام سے ایک "سبز اشتہار" شائع کیا۔ اور مولانا نے اس کی خواہش کے مطابق اخبار "اہلحدیث" کے ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء کے شمارے میں شائع کر دیا۔ اس اشتہار کا ذکر پہلے ہی قادیانی مشن کے تحت ہو چکا ہے۔

مرزائیوں کے محاسبے کی خاطر مولانا نے ایک خصوصی اخبار "مُرقع قادیانی" کے نام پر بھی جاری فرمایا۔

مرزا کذّاب خود تو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں دُوسرے جہان روانہ ہو گیا۔ لیکن اپنے پیچھے اچھی خاصی کذّابوں کی جماعت چھوڑ گیا۔ جنہوں نے مرزا کی نبوّت اور مجدّدیت کے ثبوت میں وہ تاویلیں پیش کیں جو کہ شاید مرزا کو خود اپنی زندگی میں نہ سُوجھی۔ ان کذّابوں اور دجّالوں کا محاسبہ کرنے کے لیے کہ "اہلحدیث" اخبار میں ہمیشہ ہی التزام کیا جاتا۔

۴۔ عیسائی مشن

عیسائی بھی مرزائیوں کی طرح اپنے انداز میں بڑے خطرناک طریقے پر مسلمانوں کو ورغلانے میں مصروف تھے۔ محبّت و شفقت، فریب و دھوکا، طمع اور لالچ کے ساتھ حکمرانی رُعب بھی استعمال کرتے تھے۔ قرآن کو غلط انداز میں پیش کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے میں کوشاں رہتے تھے۔ ہندوستان میں چند ایک مسلمانوں کو پھانسنے میں کامیاب بھی ہو گئے۔ چنانچہ وہ مُرتد مسلمان پادریوں کے رُوپ میں مسلمانوں کے لیے آفت سے کم نہ تھے۔ جس طرح بے باکی اور گستاخی کے ساتھ مناظرے کرتے۔ اسی طرح اپنی تحریروں میں زہر اگلتے تھے۔ اخبار "اہلحدیث" ایسے پادریوں اور ولایتی مشنریوں کو کیسے نظر انداز کر سکتا تھا کیونکہ اس کا مقصد ہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

توحید و سنّت کی خدمت تھا لہٰذا ان کا سختی کے ساتھ محاسبہ کیا۔

۵۔ انتخابُ الاخبار

اس عنوان کے تحت "اہلحدیث" اپنے پڑھنے والوں کے لیے ملکی اور غیر ملکی اہم خبروں کو پیش کرتا یعنی ہفتہ بھر میں شائع ہونے والی تمام خبروں کا نچوڑ پیش کر دیتا۔

۶۔ مذاکرہ علمیّہ

اخبار "اہلحدیث" نے اس عنوان کے تحت دقیق مسائل کی بحث کو جاری کر کے محققانہ مضامین کو شائع کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ وقت کے مشہور علماء نے ان مباحث میں حصّہ لیا۔ اور مسلمانوں کو قیمتی معلومات مُہیّا کیں۔ عُلماء کرام میں تحقیق کے جذبہ کو اُبھارنے کا اہتمام کیا۔

۷۔ فتاویٰ

اخبار "اہلحدیث" کے اجراء کے تقریباً ساتھ ہی فتووں کا سلسلہ شروع ہو گیا جو کہ آخر تک جاری رہا۔

۸۔ عُلمائے کے مضامین

مولانا نے کبھی اپنے اخبار کو معیار سے گرانا گوارا نہ کیا۔ نہ ہی سستی شہرت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اگرچہ جماعت کے عُلماء کرام کو مضمون لکھنے کی رغبت دلاتے اور ان کی حوصلہ افزائی فرماتے لیکن ساتھ تلقین فرماتے کہ مضمون معیاری ہونا چاہیئے۔ ان کے دستِ راست مولانا محمّد ابراہیم میر سیالکوٹی کا ان کو خاص تعاون حاصل تھا۔ مولانا ثناء اللہ جب حج کے لیے تشریف لے گئے تو ان کی عدم موجودگی میں اخبار "اہلحدیث" ان ہی کی نگرانی میں چھپتا رہا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اخبار "مخزن ثنائی"

مولانا مضامین کو شائع کرتے وقت احتیاط کرتے تھے کہ ان کے اخبار میں ایسے مضامین نہ چھپیں جن میں اصلاح کی بجائے سبّ وشتم اور بازاری زبان کا استعمال ہوا ہو۔ مولانا کا ساری زندگی یہ معمول رہا کہ بُرائی کا بدلہ اچھائی سے دیا جائے۔ دل آزاری کے بجائے دل جوئی کی جائے۔ سختی کی بجائے نرمی سے اصلاح کی جائے۔ لیکن اس کے باوجود حکومت نے مولانا کے اخبار پر اعتراض کرتے ہوئے نقد دو ہزار کی ضمانت طلب کرلی جو کہ وقت پر ادا نہ ہوسکی۔ لہٰذا اخبار "اہلحدیث" کی اشاعت روک دی گئی[1]، لیکن مجاہدِ اسلام کو اللہ نے دین کی خدمت لینے کے لیے ایک باہمت اور اولوالعزم انسان بنایا تھا چنانچہ انہوں نے لوگوں تک جماعتی اور اسلامی خبریں پہنچانے کی خاطر "اہلحدیث" کی بجائے "مخزن ثنائی" شائع کردیا۔ جنوری ۱۴ ۱۹ء کے اس شمارے میں حسب ذیل مضامین چھپے۔

کفارہ مسیح۔ کفارہ اور شفاعت۔ آریہ کیا کھائیں گے؟ پرمیشور۔ مذاکرہ علمیہ کے تحت کھڑے ہو کر پانی پینا منع نہیں۔ شودر کا کام اور وصف۔ حقوق نسواں اور آریہ سماج۔ مسکر اور مفتر کا یکساں حکم ہے۔ راسخون فی العلم۔ تصوّف اور عمل بالحدیث۔ نعتیہ اشعار۔ برکات اہلحدیث کانفرنس۔ اخبار اہلحدیث کی ضمانت کے بارے میں اطلاع۔

اس شمارے کے ۱۸ صفحات تھے۔

گلدستۂ ثنائی

حضرت مولانا نے "اہلحدیث" کی اشاعت عارضی طور پر رُک جانے کے بعد اس کی کمی کو پُورا کرنے کے لیے جنوری میں "مخزن" فروری اور مارچ ۱۴ ۱۹ء کے لیے "گلدستہ" دو شمارے جاری کردیے۔

---

[1] اخبار مخزن ثنائی: ص ۱۸۰۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فروری کے پرچے میں جو کہ ۴۲ صفحات پر مشتمل تھا مولانا نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پر ایک مختصر لیکن نہایت ہی جامع مضمون لکھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی تفسیر و تشریح ایک نئے انداز میں فرمائی۔ آریہ۔ عیسائی۔ اور قادیانی مشنوں کے خلاف مضامین کے ساتھ اس شمارے میں دو صفحوں پر فتاویٰ بھی چھپا۔

مارچ کا شمارہ جو کہ ۲۰ صفحات پر مشتمل تھا اس میں بھی حسبِ معمول آریہ۔ عیسائی اور قادیانی مشنوں کا محاسبہ کرنے کے ساتھ اسلامی اور غیر اسلامی اور عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عالمانہ اور محققانہ مضامین لکھے گئے۔

مُرقّع قادیانی

۳ مئی ۱۹۰۷ء کے "اہلحدیث" میں مولانا کا ایک اعلان شائع ہوا کہ مرزا قادیانی کا فتنہ روز بروز ترقی پر ہے۔ اس کا تعاقب کرنا بہت ضروری ہے۔ "اہلحدیث" میں اس کے پورے تعاقب کے لیے جگہ نہیں ہوتی۔ نیز "اہلحدیث" کے بہت سے خریدار اس بحث سے دلچسپی نہیں رکھتے۔ کیونکہ ان علاقوں میں یہ وبا نہیں ہے۔ اس لیے ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ ایک مستقل رسالہ خاص اسی موضوع کے لیے الگ جاری کیا جائے۔ چنانچہ وہ ارادہ خیال سے عزم بالجزم تک پہنچ چکا ہے۔ اس لیے اس کا نام بھی مُرقّع قادیانی تجویز ہوا ہے۔ ۱۰ مئی اور ۷ امئی ۱۹۰۷ء کے شماروں میں تجویز کردہ اخبار کے بارے میں تجاویز اور درخواستیں وصول ہونے کے اعلان شائع ہوئے۔ ۳۱ مئی کے "اہلحدیث" کے ذریعے ناظرین کو مُرقّع قادیانی کے حسبِ وعدہ شائع ہونے کی خوشخبری سُنائی گئی۔ چنانچہ یکم جون ۱۹۰۷ء کو پہلی مرتبہ خالص قادیانی فتنہ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا ثناء اللہ ؒ نے مُرقّع قادیانی شائع فرمایا۔ کامیابی کے ساتھ کچھ دیر جاری رہنے کے بعد پھر اہلحدیث میں مدغم ہو گیا۔

مُسلمان

اس جریدہ کے بارے میں مولانا ابُو الوحید عبد المجید صاحب خادم سوہدروی نے لکھا ہے کہ یہ ۱۹۰۰ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے لگ بھگ شائع کیا گیا۔ اور مولانا نے اوّل اسی اخبار کو جاری فرمایا تھا[۱]۔ لیکن مولانا کا اپنا ارشاد ہے کہ نومبر ۱۹۰۲ء میں "اہلحدیث" جاری کیا[۲]۔ اگر اہلحدیث سے پہلے "مسلمان" جاری ہوتا تو حضرت شیخ الاسلام اس کا ضرور تذکرہ فرماتے۔ واللہ اعلم۔

مولانا ابو یحییٰ امام خان نوشہروی نے اخبار "مسلمان" کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ پنجاب کی جدید نبوّت (مرزائے قادیان) نے مسلمانوں میں خلفشار پیدا کر رکھا تھا جس کی وجہ سے اخبار "اہل حدیث" میں آریہ سماج کے لیے جگہ کم ہو گئی۔ تب آپ (مولانا ثناء اللہؒ) نے غیر مسلم محاذ کے لیے دوسرا ہفتہ وار اخبار "مسلمان" جاری کر دیا جس میں کسی اسلامی فرقہ کے خلاف کوئی حرف نہ آتا۔ زیادہ تر سماج ہی پر لکھا جاتا۔ اخبار "مسلمان" (طبع ثانی) صرف چھ ماہ تک جاری رہا۔ پھر مولانا ابو یحییٰ امام خان نے چھ ماہ میں شائع ہونے والے مضامین کی ایک فہرست بھی نقل کی ہے[۳]۔

فروری ۱۹۱۴ء میں شائع ہونے والے گلدستہ میں "مسلمان" اخبار کا ایک اشتہار دیا گیا ہے۔ جس میں مولانا نے اعلان فرمایا: "آج کل اسلام پر جو ہر چہار طرف سے حملے ہو رہے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ عیسائی۔ ہندو۔ آریہ اور دیگر قومیں جس طرح اسلام پر نئے نئے اعتراض کرتی ہیں وہ سب کو معلوم ہیں اس لیے بہت ضروری ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے ان حملوں کے باقاعدہ جوابات دیے جائیں۔ اس غرض کے لیے یہ اخبار (مسلمان) جاری ہوا ہے جو ہفتہ وار ہر منگل کو امرتسر سے خاکسار کے اہتمام سے ۲۲×۱۸ کے ۱۲ بڑے صفحوں پر شائع ہوتا ہے۔

اِس اشتہار سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۱۴ء میں بھی یہ اخبار جاری تھا۔

نتیجہ

اخبارات کی نشر و اشاعت اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ ساری

---

[۱] سیرت ثنائی، ص ۲۶۲ [۲] نورِ توحید: ص ۴۴ [۳] نقوش ابوالوفاء: ص ۱۱۰۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زندگی اسلام کی مدافعت کرنے۔ اسلام دشمن طاقتوں اور قوتوں کو شکست دینے اور اسلام کی سربلندی کی خاطر مصروف و مشغول رہے۔ اپنی اس کوشش کو کامیاب بنانے کے لیے اُنہوں نے تقریری اور تحریری مناظرے کرنے اور لکھنے کے ساتھ اخبار مسلمان، اہلحدیث، گلدستۂ ثنائی، مخزن ثنائی اور مُرقع قادیانی جاری کئے۔ جن کے ذریعے اسلام کی خدمت سر انجام دینے کا مقدس فریضہ ادا کیا۔

جزاہ اللہ احسن جزاءً

ونور مرقدہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ــــــ ۹

فتاویٰ

فتویٰ کی جمع فتاویٰ ہے

امام راغب اصفہانی نے مفردات القرآن میں لکھا ہے کہ کسی مشکل مسئلہ کے جواب کو فتیا یا فتویٰ کہا جاتا ہے۔ استفتاء کے معنی فتویٰ طلب کرنے اور افتاء کے معنی فتویٰ دینے کے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:۔

وَيَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ — "اور آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں کہہ دیں کہ
يُفْتِيكُمْ [1] — اللہ تم کو بتاتا ہے۔"
فَاسْتَفْتِهِمْ [2] — اُن سے پوچھیے۔"
اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ [3] — "مجھے میرے معاملے میں رائے دو۔"

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے خود ہدایت فرمائی کہ اگر کسی دینی بات کا علم نہ ہو یا اس کے بارے میں کسی شک وشبہ کا احتمال ہو یا اس کے سمجھنے میں دقت آرہی ہو تو اہل ذکر حضرات سے پوچھا جائے۔ ان سے راہنمائی حاصل کی جاوے۔

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ [4] — "اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو۔"

اُمتِ محمدیہ کے لیے اس آیتِ مبارکہ میں ایک ارفع واعلیٰ اصول بیان کر دیا گیا ہے کہ دینی معاملات میں

---

[1] سورۃ النساء آیت ۱۷۶ [2] سورۃ الصافات: آیت ۱۱ ۔ ایضًا : ۱۴۹
[3] سورۃ النمل: آیت ۳۲ [4] سورۃ النحل : آیت ۴۳ ۔ سورۃ الانبیاء: آیت ۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ناواقفیت کی بنا پر اگر کوئی دقت پیش آئے تو اہلِ ذکر سے پُوچھ لو۔ اہلِ ذکر سے مُراد اللہ کے وہ بندے ہیں جو کہ قرآن وسنّت کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے والے ہوں۔ کیونکہ جس کو قرآن وسُنّت سے واقفیت نہ ہوگی وہ کسی کی راہنمائی کیا کرسکتا ہے؟ وہ فقہی مسائل کو کیسے حل کرسکتا ہے؟

اسی آیت میں ایک مسئلہ اور بھی حل ہوا کہ دینی راہنمائی حاصل کرنے کے لیے کسی خاص مذہب یا مسلک کی بھی کوئی قید نہیں بلکہ حکم ہوا کہ کسی بھی اہلِ ذکر سے پُوچھ لو۔

قرآن ہی کے اصُول کے مطابق صحابہؓ کو جو مسائل پیش آتے، تو وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں راہنمائی کے لیے حاضر ہوجاتے لیکن آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اس عظیم علمی منصب سے آپ کی اُمّت کے عُلماء کو نواز دیا گیا۔ جیسے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ [1] "بے شک عُلماء انبیاء علیہم السّلام کے وارث ہیں"۔

یہاں بھی عُلماء کے سلسلہ میں کوئی تخصیص نہیں کی گئی کہ ان کا تعلق اُمّت کے کسی خاص گروہ سے ہونا چاہیئے۔

خُلفاء راشدین کا معمول تھا کہ اگر کوئی مسئلہ ان کو درپیش ہوتا تو اس کا حل پہلے قرآن میں تلاش کرتے۔ اگر وہاں نہ پاتے تو سُنّتِ رسُول اللہؐ میں دیکھتے اور وہاں بھی نہ ملتا تو اجماع سے بات طے کرلیتے۔ انہوں نے اپنے عمال کو یہ بھی ہدایت دے رکھی تھی کہ اگر کوئی مسئلہ قرآن وسُنّت اور اجماع سے حل نہ کر پاؤ تو ذاتی اجتہاد کو بروئے کار لاؤ۔

اہلِ حق کا یہی طریقہ رہا ہے اور یہی مسنُون ہے۔

ایک مُشکل

پاک وہند میں بسنے والوں کی اکثریت امام اَبُوحنیفہؒ کی تقلید کی قائل ہے۔ علماء کی زیادہ تعداد اسی

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح: ص ۳۴۔ ایضًا: فتح الربانی: ص ۱۵۰ ج ۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مکتبِ فکر سے تعلق رکھتی ہے۔ لہٰذا ان سے جب مسائل پوچھے جاتے ہیں تو وہ فقہ حنفی کی روشنی میں جواب دیتے ہیں۔ احناف کا مسلک ہے کہ اگر ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دی جائیں تو طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے۔ اس مسئلہ میں اُنہوں نے حضرت عُمر فاروقؓ کے تادیبی حکم کو اپنی دلیل بنایا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں لوگوں کو زیادہ طلاقیں دیتے دیکھ کر فرمایا کہ اگر تم اس کام سے باز نہ آئے تو میں ان کو جاری کر دوں گا۔ لوگوں کی اصلاح کی خاطر عارضی طور پر ایک آرڈر جاری کر دیا۔ جیسے ہمارے ہاں مارشل لاء کا کئی مرتبہ نفاذ ہوا ہے۔ مارشل لاء میں جاری ہونے والے احکام کی مُستقل حیثیت نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی یہ تصوّر کیا جاتا ہے کہ وہ آئین کے خلاف ہیں۔ ہنگامی صُورت میں ان کا اجراء ہوتا ہے۔ حالات جب معمول پر آ جاتے ہیں تو اصلی قانون پر عمل شروع ہو جاتا ہے۔ طلاق کے سلسلہ میں اصلی قانون قرآن و سنّت کا ہی ہے جس کے مطابق اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ[1] طلاق دو مرتبہ ہے۔ یعنی دو مرتبہ رجعی ہوتی ہے۔

ابنِ عباسؓ سے مروی ہے۔

كان الطّلاق على عهد رسول الله صلّى الله عليه وسلّم وابى بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثّلاث واحدة فقال عمر بن الخطّاب انّ النّاس قد استعجلوا فى امر كانت لهم اناة فلوا مضيناه عليهم فامضاه عليهم[2]	"رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم و ابوبکرؓ اور عمرؓ کی خلافت کے پہلے دو سالوں میں تین طلاقیں ایک ہی طلاق ہوتی تھی۔ پھر عمر بن خطابؓ نے کہا کہ لوگوں نے اس معاملے میں جلدی کی ہے، جس میں جلدی نہیں کرنی چاہئیے تھی۔ اگر وہ اس میں جلدی کریں گے تو ہم بھی ان پر نافذ کریں گے چنانچہ انہوں نے اس کو ان پر جاری کر دیا"

ابن وہب سے مروی ہے کہ ہم سے مخرمہ نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ اُنہوں نے محمود بن لبیدؓ

---

www.KitaboSunnat.com

[1] سُورۃ البقرۃ: آیت ۲۲۹ [2] صحیح مسلم: ص ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے سُنا۔

اخبر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم عن رجل طلق امرأتہ ثلاث تطلیقات جمیعا فقام غضبان ثم قال ایلعب بکتاب اللہ وانا بین اظہرکم حتی قام رجل وقال یارسول اللہ الا اقتلہ[1]

کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو ایک شخص کے بارے میں خبر دی گئی جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی ہی دے دی تھیں۔ پس آپ غصّہ کی حالت میں کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا کیا وہ اللہ کی کتاب سے کھیلتا ہے؟ حالانکہ میں تم میں موجود ہوں، ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا اللہ کے رسُول کیا میں اُس کو قتل کردوں؟

حافظ ابن قیّم الجوزیہ نے اپنی کتاب میں حضرت عمر فارُوق کا ایک قول نقل کیا ہے[2]

ماندمت علی شئ ندامتی علی ثلاث: ان لا اکون حرمت الطّلاق وعلی ان لا اکون انکحت الموالی وعلی ان لا اکون قتلت النوائح۔

"میں کسی شئ پر اتنا نادم نہیں ہُوں جتنا تین باتوں پر ہُوں یہ کہ میں نے طلاق کو حرام کیوں نہ کردیا؟ (یعنی جو میں نے جاری کی اسے ختم کیوں نہ کردیا) میں نے موالی کا نکاح کیوں نہ کیا اور میں نے نوحہ کرنیوالوں کو قتل کیوں نہ کیا؟"

قرآن وسُنّت میں تین طلاق کو ایک شمار کرنے کا جو حکم دیا ہے اُس میں بڑی حکمت ہے۔ میاں بیوی میں جھگڑا ہوگیا۔ بات طُول پکڑ گئی۔ میاں نے غصّہ میں تین طلاقیں دے ڈالیں لیکن غصّہ رفع ہونے پر پریشان وپشیمان ہوا۔ بیوی کے پاس آیا اور رجُوع کرلیا جس سے گھر اُجڑنے سے بچ گیا۔ میاں بیوی میں صلح ہوگئی۔ قرآن یہی کہتا ہے۔ "اَلصُّلحُ خَیرٌ" لیکن اگر طلاق کے معاملہ میں اب بھی سختی کی جائے۔ ایک ہی مجلس مجلس میں کہی گئی تین طلاق کو تین ہی شمار کرتے ہوئے میاں بیوی میں جدائی ڈال دی جاوے تو قرآن واسلام کا

---

[1] سُنن نسائی: ص۸۹۔ ج۲۔ [2] اغاثۃ اللھفان: ص۳۵۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محبّت اور درگذر والا مسئلہ خراب ہو جاتا ہے۔

ہمارے معاشرے کی مُشکلات میں سے ایک مشکل یہ بھی ہے کہ اگر میاں نے غصّہ میں تین طلاقیں دے دیں تو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ رجُوع کی کوئی صورت ہی باقی نہیں رہتی۔ واپسی کی ایک ہی صورت ہے کہ اس سے کوئی دوسرا مرد شادی کرے اور مجامعت کرنے کے بعد طلاق دے۔ ظاہر ہے کہ ایک غیرت مند انسان کے لیے اس صُورتِ حال کو قبول کرنا بڑا مشکل ہے۔ واپسی کے اس طریقہ کا نام حلالہ ہے۔ جس کے بارے میں علیؓ[1]۔ عبداللہ بن مسعودؓ[2]۔ ابو ہریرہؓ[3] اور جابرؓ[4] سے مروی ہے۔

لعن رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم المحلل والمحلل لہ۔[1]

"رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حلالہ نکالنے اور نکلوانے پر لعن بھیجی"

ابن ماجہ کی دوسری روایت کے مطابق رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔

لعن اللہ المحلل والمحلل لہ[5]

"اللہ کی لعنت ہو حلالہ نکالنے اور نکلوانے پر"

لہٰذا ایک ہی مجلس میں تین طلاقوں سے پیدا ہونے والی مُشکل کو حل کرنے کے لیے علماء اہلحدیث قرآن و سنّت کی روشنی میں یوں فتویٰ دیتے ہیں کہ تین یا اس سے بھی زیادہ ایک ہی مجلس میں دی گئی طلاقیں ایک متصوّر ہوں گی۔ اس لیے عدّت میں رجُوع ہو سکتا ہے۔ اگر عدّت گزر جائے تو نکاحِ جدید سے گھر کو دوبارہ بسایا جا سکتا ہے۔

فتاویٰ ثنائیہ

مولانا ثناء اللہؒ نے نومبر ۱۹۰۳ء میں اخبار "اہلحدیث" جاری کیا اور ۱۹ فروری ۱۹۰۴ء کے شمارے

---

[1] مسند احمد: ص ۴۴۸ ج ۲: ص ۳۲۲ ج ۲ [2] سُنن الدارمی: ص ۲۹۲ [3] ابوداؤد: ص ۲۴۸۔

[4] جامع الترمذی: ص ۱۶۶ ج ۱ (باب ما جاء فی المحلل والمحلل لہ) [5] ابن ماجہ ص ۱۳۹ [6] سنن النسائی: ص ۹۲ ج ۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یں استفتاء کے سلسلہ کا آغاز کر دیا۔ تین مسئولہ مسائل کو مع جوابات اس پرچہ میں درج کر دیا۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع اندریں مسئلہ کے ایک بستی میں بعارضہ طاعون بہت سے آدمی انتقال کر گئے۔ بوجہ آب و ہوا تبدیل کے مکانوں کو چھوڑ کر میدان میں چھپر وغیرہ بنا کر رہنا بدلیل قرآن و حدیث و صحابہؓ و مجتہدین کے کیا حکم ہے خلاصۂ تحریر فرما دیں۔ فقط

راقم حافظ جان محمد (مشونات بھنجن)

جواب: حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس بستی میں طاعون ہو وہاں سے بھاگنا جائز نہیں اور جہاں ہو وہاں جانا منع ہے۔ اسی مکان اور شہر میں رہ کر صفائی کر سکتے ہیں۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے جلسۂ واحدہ میں اپنی زوجہ کو تین طلاق دیں۔ مہر وغیرہ ادا کر کے مکان سے علیحدہ کر دیا۔ اب وہ اس شخص پر کیونکر حلال ہوگی۔

جواب: اس مسئلہ میں علماء سلف کا اختلاف چلا آیا ہے۔ حدیث مرفوع میں جو صحیح مسلم میں آئی ہے۔ یہ مذکور ہے کہ آنحضرتؐ کے زمانے میں تین طلاقیں ایک مجلس میں ایک ہوتی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے سیاسی طور پر حکم دیا کہ تین ہی ہوں گی۔ اس لیے اہل حدیث کا مذہب ہے کہ صورتِ مرقومہ میں طلاق ایک ہی ہوگی۔ ایک عدت نہیں گزری تو صرف صُلح صفائی سے مل سکتے ہیں۔ اور اگر عدت گزر چکی ہے تو نکاح کر کے رہ سکیں گے۔

سوال: مرزا غلام احمد متنبی کے قصبہ کا نام ان کے مُعتقد قادیان بولتے ہیں حالانکہ قاف عربی سے مخصوص ہے۔ ایک مرزائی کا قول ہے کہ یہ لفظ اصل میں قاضیاں تھا۔ کیا یہ ٹھیک ہے؟

جواب: کچھ شک نہیں کہ قادیان کا نام اصل میں قاضیاں والا تھا۔ کثرتِ استعمال سے والا کا لفظ حذف ہو کر قاضیاں رہ گیا۔ بعد میں محاورہ پنجابی ض د سے اور ق ک سے بدل گئے اور کادیاں ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکخانہ کی مُہر میں بھی یہ نام چھوٹے کاف ہی سے لکھا جاتا ہے جس کی بابت ڈاکخانہ کے اہلکاروں کا بیان ہے کہ مرزا کے مُریدوں نے بایماء حضرت کوشش بھی کی تھی کہ مہر تبدیل ہو جائے مگر نہ ہو سکی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مولانا کا فتویٰ

مذکورہ تین فتووں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا کو طوالت کی بجائے اختصار پسند تھا۔ بات کو سمجھانے اور ادا کرنے کے لیے کم سے کم جتنے الفاظ کی ضرورت ہوتی استعمال فرماتے۔

فتویٰ دیتے ہوئے قرآن و سُنّت کو سامنے رکھتے۔ معلومات کا یہ حال کہ کادیان کی مہر کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔

مولانا میں یہ بڑی خوبی تھی کہ اگر کہیں بشری تقاضوں کے تحت غلطی ہو جاتی تو نشان دہی پر فوراً رجوع کر لیتے۔ اپنی غلطی کو ثابت کرنے کے لیے فضول قیل و قال کے چکر میں نہ پڑتے۔ بلکہ اہلِ علم کو دعوت دیتے رہتے کہ بھائی جان میری غلطی دیکھو مجھے خبر کر دو۔

۳ مئی ۱۹۰۴ء کے شمارے میں ایسی ہی ایک درخواست استفتاء کے سلسلہ میں شائع کی، فرماتے ہیں۔

چونکہ "اہلحدیث" ایک قومی پرچہ ہے کسی خاص شخص کی رائے کا پابند نہیں۔ اس لیے اس کے متعلق ہر ایک صاحب آزادی سے رائے دے سکتا ہے خصوصاً اس کے فتووں کے متعلق تو علما۔ ناظرین کا فرض ہے کہ غلطی سے اطلاع دیا کریں اگر کسی صاحب کو عدیم الفرصتی کا عذر ہو تو صرف اتنا ہی لکھ دیا کریں کہ فلاں مسئلہ کی بابت فلاں کتاب دیکھو، تو بھی موجب شکریہ ہے۔ کون نہیں جانتا کہ انسان "مرکب الخطاء والنسیان" ہے۔ "لولا علی لهلك عمر" بڑوں بڑوں کا کلام ہے۔

اس درخواست سے اندازہ ہو سکتا تھا کہ مولانا میں کس قدر عجز و انکسار تھا۔ فتاویٰ کے معاملہ میں انتہائی احتیاط سے کام لیتے تھے۔

اپنی درخواست کا اعادہ کرتے ہوئے ۱۲ جنوری ۱۹۰۶ء کے پرچہ میں فرماتے ہیں۔

فتووں کے متعلق میں کئی ایک دفعہ ظاہر کر چکا ہوں کہ میں اپنی تحقیق ناقص اور علم قاصر پر اعتماد نہیں رکھتا اس لیے جو صاحب کسی فتویٰ میں غلطی پائیں خاکسار کو اطلاع کر دیں تاکہ دوبارہ غور ہو سکے۔ آج پھر اس التماس کو علماء کرام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ میں تو فتویٰ کے مضمون کو سند ہی کر دیتا مگر بہت سے احباب اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مضمون کے بحال رکھنے پر اصرار کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم اس مضمون کے لیے اخبار لیتے ہیں۔ اور یہی دیکھ کرتے ہیں۔ اس لیے خاکسار مجبور ہے۔

اللہ اکبر! وقت کے تین مشہور مدارس سے اعزاز کے ساتھ فارغ ہونے والے اور اسلام کے دشمنوں سے بے جگری کے ساتھ ٹکرانے والے اُس شخص کا یہ حال تھا جس پر شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ فخر فرمایا کرتے تھے جس کی تعظیم کے لیے علماء ندوہ کھڑے ہو جایا کرتے تھے جن کو مولانا شبلیؒ کی تحریک پر ہندوستان کے ایک عظیم الشان جلسے میں صدرِ مجلس چُنا گیا[1] فتویٰ شائع کرتے ہوئے گھبراتے ہیں اور علمائے کرام سے اپنی اصلاح کے طالب رہتے ہیں۔

۲۰ جنوری ۱۹۰۸ء کے شمارے میں مزید وضاحت کے لیے علمائے کرام سے فتاویٰ کے سلسلے میں تعاون و اصلاح کی درخواست کی۔ فتاویٰ کے سلسلے میں مولانا کی نیک نیتی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب کسی غلطی کا پتہ چلتا تو فوراً اس کو درست کر کے اپنے اگلے پرچے میں دوبارہ شائع کر دیتے۔

۲۷ دسمبر ۱۹۰۷ء کے "اہلحدیث" میں فتاویٰ کے عنوان کے تحت اپنے سابقہ فتویٰ کی تصحیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"اہلحدیث مؤرخہ ۷ ذی قعدہ ۱۳ دسمبر کے فتویٰ نمبر ۴۲ میں غلطی ہو گئی جو وراثت کا مسئلہ ہے وہ اصل یوں ہے:"

۲۴ جنوری ۱۹۰۸ء میں رقمطراز ہیں۔

پرچہ ۱۲ ذی الحجہ میں جواب نمبر ۴۶ میں غلطی ہوئی اصل مسئلہ یوں سمجھنا چاہیئے ....

اگر کوئی مولانا کا کسی مسئلے میں تعاقب کرتا تو مولانا اس کے تعاقب کو شائع کر کے اس کی تسلی کے لیے مزید کوشش فرماتے۔

۱۳ مارچ ۱۹۰۸ء کے پرچے میں انہوں نے ایک شخص عبداللہ از ضلع دربھنگہ کا تعاقب شائع فرمایا۔

---

[1] [illegible]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اہلحدیث مؤرخہ ۱۲ ذی الحجہ جو ۵ ذی الحجہ کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ اس میں دوبارہ زکوٰۃ جنسی کے آپ کا ایک فتویٰ دیکھا جس میں آپ فرماتے ہیں (جس زمین کی مالگذاری واجب ہے۔ اس کا بیسواں حصہ بشرطیکہ آبیانہ نہ ہو۔ مالگذاری کے علاوہ آبیانہ نہری بھی ہے تو میرے ناقص علم میں چالیسواں حصہ واجب ہے۔ یہ فتوٰے مطالب بالدلیل ہے۔ کیونکہ شریعت میں دو ہی صورت عشر اور نصف العشر مجھ کو معلوم ہے۔ چار صورتیں جو آپ نے لکھی ہیں۔ اس کی دلیل کیا ہے۔ دوسرے لفظ مالگذاری واجب ہے تفصیل طلب ہے۔ اگر یہ مطلب ہے کہ مالک زمین سے باُجرت معینہ لوگ زمین لے کر کھیتی کرتے ہیں اور کرایہ اس زمین کا دیتے ہیں تو ایسے زمین کی پیداوار میں فی ما سقت السماء والعیون نصف العشر وفی ما لیسقی بالمنضح ربع العشر چار صورت شریعت میں کہاں وارد ہیں؟ براہِ کرم اس کے جواب سے جلد انجاح کار فرمائیے۔

مولانا نے مسئلہ کی مزید وضاحت حسب خواہش سائل کرنے کے بعد آخر میں لکھ دیا۔ یہ میرا فہم ہے۔ ممکن ہے غلط ہو۔ کتنا اونچا یہ مقام ہے کہ اپنے فہم کو دوسروں پر ٹھونسنے کی کوشش نہ کی۔

اہلحدیثوں کے خلاف مولانا کا ایک فتویٰ پیش کیا جاتا ہے کہ ان کے نزدیک کوئی اپنی سوتیلی دادی سے نکاح کرے تو یہ جائز ہوگا۔

مولانا نے بار بار اپنے اخبار میں اعلان فرمایا کہ میں اپنی تحقیق ناقص اور علم قاصر پر اعتماد نہیں کرتا کیونکہ انسان خطا اور نسیان کا مرکب ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہوجاتے۔ اسی طرح صلحاء اُمت سے بشری تقاضوں کے تحت غلطی کا احتمال ہمیشہ ہی رہا کیونکہ ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا:۔

کل بنی آدم خطاء [1] "تمام بنی آدم خطا کار ہیں"۔

www.KitaboSunnat.com

اور مسند احمد کی روایت ہے۔

کل بنی آدم یخطی باللیل وبالنھار [2] "تمام بنی آدم دن رات خطا کے مرتکب ہوتے ہیں"

---

[1] ... ایضاً دارمی ص ۳۰۰ [2] مسند احمد: ص ۱۲۰- ج ۵-

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا ارشادات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مطابق اگر بشری تقاضوں کے تحت حضرت مولانا ثناء اللہ سے کوئی اجتہادی غلطی ہوگئی تو کیا ہوا۔ ان سے پہلے بھی بہت سے نیک بندوں اور بزرگوں سے غلطیاں ہوئیں۔ اللہ کی مخلوق میں سے اگر کوئی غلطی اور خطا سے محفوظ رہ سکتا ہے تو انبیاء علیہم السّلام ہیں۔ ان کے علاوہ ہر نیک اور صالح بندے سے خطا اور غلطی سرزد ہوسکتی ہے۔

مخالفت کرنے والوں نے ان کی غلطی کو بہت اُچھالا لیکن جب انہوں نے اس غلطی کی تصحیح فرمائی۔ اس کو کبھی منظرِ عام پر لانے کی کوشش نہ کی۔

۱۸ جمادی الأولیٰ ۱۳۳۹ھ میں ان سے صدر الدین از چنیوٹ نے سوال کیا۔ ایک شخص نے اپنے جدّ کی زوجہ یعنی سوتیلی دادی سے نکاح کیا اور عورت مذکورہ سے ملا۔ اس کو حمل ہوا حمل سے لڑکا پیدا ہوا۔ کیا یہ نکاح درست ہے؟ مولانا نے جواب دیتے ہُوئے فرمایا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ لا تنکحوا ما نکح اٰباؤکم۔ تمہارے باپ دادوں نے جن عورتوں سے نکاح کئے ہیں اُن کے ساتھ تم نکاح مت کرو۔ اِس لیے سوتیلی دادی بھی مثل سوتیلی ماں کے ہے۔

(نوٹ) پہلے کبھی یہ مسئلہ "اہلحدیث" میں غلط چھپ گیا تھا۔ علم ہونے پر فوراً اس کی تصحیح کر دی گئی تھی۔ اور اہلحدیث مؤرخہ ۳ شوال ۱۳۳۸ھ ملاحظہ ہو۔ ؎[1]

بہر حال مولانا ثناء اللہؒ کا ہمیشہ ہی یہ معمول رہا کہ قرآن وسُنّت کی روشنی میں اپنی سمجھ اور فہم کے مطابق مسائل کے سوال کا جواب لکھ دیتے اگر اس میں اصلاح کی کوئی صُورت پیدا ہو جاتی تو اصلاح کرنے میں ذرا سی بھی ندامت محسوس نہ کرتے۔ اپنی انتہائی مصروفیات کے باوجود فتاویٰ پر خاص توجّہ دیتے۔ اور یہ سلسلہ جولائی ۱۹۴۸ء تک جاری رہا۔

فتاویٰ کا جمع کرنا

مولانا کے فتاویٰ کا سلسلہ اخبار "اہلحدیث" کی ۴۴ سال کی فائلوں میں پھیلا ہوا ہے جس کو جمع کرنے کا

---

[1] اخبار اہلحدیث مؤرخہ ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پروگرام ان کی زندگی ہی میں بنایا گیا لیکن تقسیم ہند کی وجہ سے وہ پروگرام عملی صورت اختیار نہ کر سکا۔ اللہ تعالیٰ جزا دے حضرت مولانا محمد داؤد صاحب رازؔ کو جنہوں نے مدتوں عرق ریزی کرنے کے بعد مولانا کے فتاویٰ کو جمع کر کے ترتیب دی اور عنوان قائم کر کے دو مطبوعہ جلدوں (تقریباً ... ا صفحات) میں مسلمانوں کے سامنے پیش کر دیا۔ دوسری مرتبہ یہ فتاویٰ لاہور سے ادارہ ترجمان السنّہ نے شائع کیا۔ یہ خیال پیدا نہ ہونا چاہیئے کہ حضرت مولانا نے اپنی زندگی میں جتنے فتوے دیئے تھے۔ ان سب کو جمع کر لیا ہے بلکہ مؤلف فتاویٰ ثنائیہ نے دیباچہ میں صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت مولانا مرحوم کے ذخائر فتاویٰ کو سامنے رکھ کر میں نے ایسے فتاووں کو منتخب کرنا چاہا ہے جو عوام و خواص مسلمین کے لیے دینی امور میں آج کے حالات کے ماتحت بہترین رہنمائی کر سکیں۔ فروعی اختلاف سے دامن بچا کر بیشتر متفق علیہ مسائل کو لیا گیا ہے اور امتِ مسلمہ کو مرکز اتحاد سے قریب لانے کی کوشش کی گئی ہے۔

مولانا محمد داؤد رازؔ صاحب نے اس فتاویٰ میں جدت بھی پیدا کی ہے۔ مثلاً جو فتاویٰ تشریح طلب تھے۔ نہ صرف ان کی تشریح کر دی بلکہ ان کی تائید میں فتاویٰ نذیریہ اور شرفیہ کو بھی شامل کر دیا ہے۔

بہر کیف ان کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ ایک عظیم بکھرے ہوئے علمی خزانے کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے تاکہ ضرورت مند حضرات اور طلبہ دین اس سے استفادہ کر سکیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ــــــ ۱۰

سیاسی دینی اور ملّی خدمات

تحریروں اور تقریروں کے ذریعے جہاں حضرت مولانا ثناء اللہؒ اسلام دشمن قوتوں کے حملوں کے خلاف سینہ سپر تھے اور اُن کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملانے میں مصروف تھے ۔ وہاں ہندوستان کے مسلمانوں میں اتّفاق و اتّحاد کا جذبہ پیدا کرنے میں کوشاں رہتے تھے ۔ اُن کا یہ ایمان تھا کہ عُلماء کرام ہی سیاست میں صحیح راہنمائی کرسکتے ہیں ۔ اور مُسلمان مُتحد اور مُتفق ہو کر آزادی حاصل کرسکتے ہیں ۔ اُن کے نزدیک یہ نظریہ بالکل قابل قبول نہ تھا کہ سیاست ایک الگ میدان ہے ۔ اور مذہب کا اس سے کوئی تعلق نہیں ۔ مولانا اس سلسلہ میں حق بجانب تھے ۔ اِس لیے کہ ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہی یہی ہے ۔ مسجدِ نبوی ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اسمبلی ، وُہی آپ کا سیکرٹریٹ وہی عدالت ، وہی دیگر اُمورِ سلطنت طے کرنے کی بابرکت جگہ تھی ۔ دُنیاوی اُمور دین کے تابع اور ماتحت ہوتے تھے ۔ یہی وجہ تھی کہ اس وقت اور اس کے بعد جب تک یہ انداز مسلمانوں میں مقبُول رہا ۔ سیاست پُر اثر اور حق و سچ پر مبنی ہوتی تھی ۔ لیکن جب دین اور سیاست میں فرق کر دیا گیا تو نہ صرف سیاست میں ضُعف آیا بلکہ دین بھی انحطاط پذیر ہو گیا ۔

علّامہ مُحمّد اقبال نے بالِ جبریل میں خُوب کہا ہے ؎

جلالِ بادشاہی ہو کہ جمہُوری تماشہ ہو　　　جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

جب سیاست دین سے الگ ہو جاتی ہے تو سیاست دانوں پر خدا خوفی غالب نہیں رہتی ۔ اور جب حکمرانوں میں چنگیزی آ جاتی ہے تو عوام النّاس پر ظُلم و ستم کی وجہ سے بغاوت کی فضا ہموار ہوتی ہے جو اپنے وقت پر آگ کی طرح سارے مُلک کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے ۔ ہلاکت ، تباہی اور بربادی قوم و ملّت کا مقدّر بن جاتی ہے ۔

اسی طرح جب دین کو حکومت کا تعاوُن حاصل نہ ہو تو لوگوں کی نگاہوں میں اس کا احترام ختم ہو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے۔ حکمرانوں اور عوام کا مادہ پرستی کی طرف رجحان و میلان ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک مکہ میں تشریف فرما رہے۔ حکومت حاصل نہ ہوئی تو دین کو وہ غلبہ حاصل نہ ہوا جو مدینہ طیبہ میں اسلام حکومت قائم ہونے کے بعد ہوا۔ اسلامی قانون کے نفاذ کے لیے ضروری ہے کہ حکومت دین کو سیاست پر غالب رکھے اور سیاست کو دین کے تابع رکھے۔ مسلمانوں میں اتّفاق اور اتّحاد ہو۔

ہندوستان میں مسلمان کئی ایک گروہ میں منقسم ہو چکے تھے۔ ہر گروہ اپنے آپ کو ناجی فرقہ تصوّر کرتا تھا۔ دوسرے کو کافر اور اسلام سے خارج قرار دیتا تھا۔ لہٰذا مسلمانوں کے اختلاف کی وجہ سے اسلام دشمن عناصر کو تقویت حاصل ہوتی اور اسلام کو کمزور سے کمزور تر کرنے میں ان کو مدد ملتی۔

حضرت مولاناؒ نے پُرخلوص اور نیک دل علمائے کرام کے ساتھ مل کر اس بیماری کے تدارک کرنے میں بڑی کوشش کی۔ اُنہوں نے اس کارِ خیر میں دن رات ایک کر دیا۔ جگہ جگہ تقریریں کیں اور تحریروں میں اس مقصدِ اعلیٰ کی اہمیت کا مسلمانوں کو احساس دلایا جس کا ایک نمونہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

مولانا اپنے اخبار اہلحدیث میں فرماتے ہیں:۔

"اتّحاد و اتفاق، تعظیم و سنگٹھن میں مسلمانِ ہند بہت پیچھے گرے ہوئے ہیں۔ ہماری قوم میں جس قدر اختلاف اور پھوٹ، فرقہ بندی اور نا اتفاقی ہے۔ ہندوؤں میں ہے نہ سکھوں میں نہ عیسائیوں میں ہے۔ نہ دنیا کی کسی قوم میں۔ بغرضیکہ ساری قومیں مُتّحد اور مُتّفق ہو کر اپنے سیاسی، مذہبی اور ملّی مفاد کو حاصل کرنے میں کوشاں اور منہمک ہیں۔ مگر آہ! ایک ہم ہیں کہ نہ ہماری سیاسی پارٹیاں مُتّحد ہیں اور نہ ہی مذہبی انجمنیں۔ نہ عوام میں اتّفاق ہے اور نہ خواص میں اتّحاد۔ کیا اچھا کہا ہے شاعر نے:۔

ترقی کر رہی ہیں اور قومیں علم و حکمت میں — ہماری قوم لیکن مُبتلائے خوابِ غفلت ہے
جو ہیں دو بھائی تو ہے ایک کا اک دشمن جانی — نہ آپس میں محبت ہے نہ باہم ربطِ اُلفت ہے
سنائیں کس کو افسانہ غم و آلام کا اپنے! — طبیعت میں مسلمانوں کی کیا جوشِ حمیت ہے

بہ حیثیت اتحاد و اتفاق کی تعلیم وہ قانون ہے جس سے لوگوں میں اُخوّت و محبت کی زیادتی اور اس کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اجتماعی قوت کی مضبوطی ہو سکتی ہے۔ اس سے مخالفوں کے قلوب میں دہشت پیدا ہو سکتی ہے۔ اس کے خلاف پراپیگنڈہ کرنے کی جرأت اور ہمت نہیں پڑتی۔ مشاہدہ کے طور پر تنکی کو لیجئے دنیا کے جمیع جانوروں سے کمزور ہوتی ہے۔ دو انگلیوں کے درمیان پس جا سکتی ہے لیکن اس کی ایک جماعت اجتماعی صورت میں سینکڑوں انسانوں کو اضطراب کی گھاٹ اُتار سکتی ہے۔

ناظرینِ کرام! بھلا اس عظیم اُصول کو اسلام کس طرح فراموش کر سکتا تھا۔ جونہی اسلام دنیا میں آیا تمام لوگوں کو ایک مرکز اتحاد و اتفاق پر جمع کر دیا۔ جو قبیلہ اسلام سے پیشتر دوسرے قبیلہ سے لڑتا تھا۔ جو خاندان دوسرے خاندان کے خون کا پیاسا تھا۔ اسلام کی تعلیم کی وجہ سے خاندانوں اور قبیلوں کے جھگڑے مٹ گئے۔ سب لڑائیاں ختم ہو گئیں مختلف قبیلے کے لوگ، مختلف خاندانوں کے لوگ اور مختلف مذاہب کے پیرو سب ایک مسلک رشتہ میں منسلک ہو گئے۔ اسی چیز کو اللہ عزّ وجلّ نے بیان کیا ہے:۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا	"اتحاد و اتفاق کے ساتھ اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑو اور
وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا	آپس میں تفرقہ پردازی مت کرو اور اللہ کی اس نعمت
نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ	کو یاد کرو جبکہ تم لوگوں کا رشتہ ایک دوسرے سے ٹوٹا ہوا
كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَيْنَ	تھا اللہ جل شانہٗ نے اپنی رحمت و شفقت
قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ	سے تم سب کو ایک جگہ ملا کر جمع
اِخْوَانًا [1]	کر دیا۔"

یعنی قرآن مجید کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے رسّی سمجھو۔ جیسے کوئی شخص کسی گڑھے میں پڑے ہوئے شخص کو رسّی لٹکا کر نکال لاتا ہے۔ سو اللہ نے یہ قرآن اُتارا۔ تم اس کو مضبوط پکڑو۔ جیسے نکلنے والا رسّی کو پکڑتا ہے۔ جو رسّی کو نہ پکڑے تو گر پڑتا ہے۔ تم سب مل کر اسی قرآن مجید کو مضبوط پکڑو اور اسی پر عمل کرو۔ نئی نئی باتیں نکال کر دین میں پھوٹ نہ ڈالو۔

---

[1] سورۃ آل عمران آیت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہی اتحاد و اتفاق اور اسلامی ہمدردی تھی۔ جب ان کو میدانِ جنگ میں دشمن کے مقابلہ میں صف بستہ دیکھا تو خلاقِ عالم نے ان الفاظ میں تعریف کی۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ	"بے شک اللہ ان لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو اس کی
فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم	راہ میں اس طرح صف بندی کے ساتھ قتال کرتے ہیں
بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ [1]	گویا کہ وہ ایک سیسہ پگھلائی ہوئی عمارت ہے"

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے ان محبوب بندوں سے یقیناً محبت رکھتا ہے۔ جو اللہ کی راہ میں جس وقت صف بستہ ہوتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دیوار سیسہ پگھلائی ہوئی ہے۔ اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کا یہ تھا کہ ان میں نہ کوئی رخنہ و انتشار ہے نہ اختلاف و اختلال ہے بلکہ وہ سب ایک ہیں اور متفق ہو کر دشمن کے سامنے اس طرح کھڑے ہیں جس طرح فولادی دیوار ہوتی ہے۔

قرآن پاک دوسری جگہ بنی آدم کو تعلیم دیتا ہے۔

لَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَ	"آپس میں جھگڑا مت کرو اور تمہاری ہوا
تَذْهَبَ رِيحُكُمْ [2]	اکھڑ جائے گی"

یعنی اگر تم فتنہ و فساد کرو گے تو تمہاری دھاک نکل جائے گی اور تم کمزور ہو جاؤ گے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اس اصول اسلامی کو چھوڑنے کی وجہ سے آج دنیا کو خصوصاً مسلمانوں کو کس کس مصیبت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ کیا بہار اور کلکتہ وغیرہ کے دردانگیز واقعات آپ کے لیے درسِ عبرت نہیں بن سکتے۔ اتنی تعداد میں مسلمان ہونے کے باوجود کس ظلم و قہر کے ساتھ قتل کئے گئے۔ اس اتحاد و اتفاق کی بدولت بدر کے موقعہ پر ۳۱۳ آدمی ہزاروں کا مقابلہ کر کے فتح حاصل کر لیتے ہیں اور آج ہزاروں کی تعداد میں ہونے کے باوجود شکست اور ناکامی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے وجوہ اور علل بہت ہوں لیکن عدمِ اتحاد و اتفاق ایک وجہ ضرور ہے اور اسی قانون کو چھوڑنے کا نتیجہ ہے۔

---

[1] سورہ الصف: آیت ۴   [2] سورۃ الانفال: آیت ۴۶۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیا کبھی آپ نے صلوٰۃ خمسہ پر غور و فکر کیا ہے؟ کبھی آپ نے صلوٰۃ جمعہ و صلوٰۃ عیدین اور عرفہ کے اجتماع پر تحقیق و تدقیق کی نظر ڈالی؟ کیا یہ صلوٰۃ یومیہ آپ کو اتحاد و اتفاق اور اخوت و ہمدردی کی تعلیم نہیں دیتی ہے؟ چونکہ تمام مسلمان اپنے کاروبار چھوڑ کر ایک جگہ جمع ہوتے ہیں اور جماعت بند ہو کر کھڑے ہوتے ہیں۔ تو نہ امیر و غریب کا امتیاز باقی رہتا ہے نہ ماتحت و آقا کا، بلکہ اُس معبُود یا مسجُود کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لحاظ سے سب برابر ہوتے ہیں۔ کیا خُوب کہا کسی شاعر نے ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز　　نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہُوئے　　تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

اِسی اتحاد و اتفاق سے اخُوت اور بھائی چارگی قائم ہو سکتی ہے اور وہی اصل مقصُود ہے جس کے متعلق ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

لاَ تحاسدوا ولا تباغضوا　　"آپس میں حسد و بغض نہ رکھو اور نہ قطع تعلق کرو
ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ　　بلکہ مل کر آپس میں اللہ کے بندے بھائی بھائی
اخوانا [1]　　ہو جاؤ۔"

اور قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا　　"بے شک مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ بس
بین اخویکم [2]　　اپنے بھائیوں کے درمیان صُلح کراؤ۔"

یعنی سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ اگر بتقاضائے بشریت ایک دوسرے سے اختلاف و نزاع واقع ہو تو صُلح کرا دو۔ اور جب صحیح معنوں میں اخُوت اور بھائی چارگی پائی گئی تو ایمان کے مراتب علیا میں قدم رکھا جس کے متعلق حدیث شریف میں ارشاد ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ: ص ۴۲۷۔ ایضاً۔ بخاری ص ۸۹۶۔ مسند احمد: ص ۵ ج ۱۔

[2] سورۃ الحجرات: آیت ۱۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده۔ "مسلمان وہ ہے کہ جس ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں"۔ [1]

یعنی مسلمان کامل وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کو ایذا و تکلیف نہ پہنچے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

المؤمنون کرجل واحد ان اشتکی عینه اشتکی کله ان اشتکی راسه اشتکی کله [2] "سب مسلمان مانند ایک جسم کے ہیں اگر آنکھیں درد کرتی ہیں تو سارا جسم اس کی وجہ سے بے چین اور مضطرب رہتا ہے اور اگر سر میں تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم اس کا اثر محسوس کرتا ہے"

بعینہٖ اسی طرح مسلمانوں کو چاہیئے اگر ایک مسلمان پر مصائب و تکالیف آ پڑیں تو دوسرے مسلمان کو اس کا اثر محسوس کر کے اس کے دفعیہ کی صورت اختیار کرنی چاہیئے۔ جب اتحاد و اتفاق کے ساتھ حقیقی معنوں میں اخوّت کاملہ پائی جائے گی تو آپ اور میں۔ تم اور ہم میں کوئی فرق باقی نہیں رہے گا [3]

مولانا کے مذکورہ بالا مضمون سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اُمّتِ محمدیہ کے افراد میں اتحاد و اتفاق دیکھنے کے کس قدر متمنی تھے۔ ان کی زندگی کے مقاصد میں سے اہم ترین مقصد تھا۔ لہٰذا انہوں نے اپنی عمر عزیز کو اس مقصدِ عظیم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے صرف کر دیا۔ انہوں نے مسلمانوں کو ہر سطح پر متحد کرنے کی کوشش اور بہت حد تک اس میں کامیاب بھی ہوئے۔

جماعتی تنظیم

سب سے پہلے انہوں نے اہلحدیثوں کو منظم کرنے کا پروگرام بنایا۔ وہ جانتے تھے کہ اگر اس جماعت کو

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان: ص ۶۔ سُنن النسائی، ص ۲۶۳۔ ج ۲۔ صحیح مسلم کتاب الایمان: ص ۴۸ ج ۱۔ سُنن الدارمی، کتاب الرقاق: ص ۳۶۴۔ مُسند احمد: ص ۱۶۰۔ ج ۲۔

[2] صحیح مسلم: ص ۳۲۱ ج ۲۔ [3] اخبار "اہلحدیث" ۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک تنظیم کے تحت متحد کر لیا جائے تو توحید و سُنّت کی اشاعت و تبلیغ میں عظیم الشان کارنامہ سرانجام دے سکتی ہے۔ منظّم ہو کر اسلام کی خدمت بہتر طریق پر ہو سکتی ہے۔ اجتماعیت کے حصول کے بعد سیاسی میدان میں بھی آواز اُٹھائی جا سکتی ہے جب تک خود اپنے اندر اہلحدیث اتّحاد کا مظاہرہ نہ کر سکیں گے تو دوسروں کو کیا دعوت دیں گے۔ لہٰذا مولانا نے جماعتی تنظیم کے لیے باقاعدہ ایک تحریک شروع کی۔ بالآخر ۱۹۰۶ء میں بمقام "آرہ" اہلحدیثوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں اکابر علماء اہلحدیث نے شرکت کی اور آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس وجود میں آئی متفقہ طور پر عارف باللہ حضرت مولانا عبداللہ غازی پوری صدر منتخب ہوئے اور ناظم اعلیٰ حضرت مولانا ثناء اللہ مقرر کئے گئے۔ دہلی میں صدر دفتر قائم کیا گیا[1]

اس کانفرنس کا پہلا سالانہ جلسہ ۱۹۱۲ء میں منعقد ہوا۔ پھر دوسرا امرتسر میں ہوا۔ بعدازاں ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں اس کانفرنس کے تبلیغی اجتماعات ہوئے۔ کانفرنس کے زیر نگرانی مبلّغین اور واعظین کی ایک جماعت مقرر کی گئی جس کے ذمّہ یہ کام لگایا گیا کہ وہ ملک کے کونے کونے میں توحید و سُنّت کی آواز پہنچائے۔ اتّحاد و اتفاق کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے جماعت کی مالی معاونت کے لیے حافظ حمید اللہ جیسے نیک صالح حضرات کو اپنی توفیق سے نوازا۔ اس طرح حضرت مولانا کی کوششوں کا ثمرہ ظاہر ہوا۔

شہری اور صوبائی تنظیمیں

مرکزی جمعیّت کے وجود میں آجانے کے بعد مولانا نے ہندوستان کے مختلف صوبوں اور شہروں میں اہلحدیث انجمنوں اور جماعتوں کے قیام کی طرف توجّہ فرمائی۔ چونکہ مولانا کا اپنا ذاتی تعلق پنجاب سے تھا۔ لہٰذا سب سے پہلے پنجاب ہی دیہاتی اور شہری انجمنوں کو منظّم کر کے ایک "صوبائی انجمن اہلحدیث صوبہ پنجاب" کی بنیاد ۱۹۲۰ء میں رکھی۔ انجمن کے پہلے صدر حضرت مولانا عبدالقادر قصوری اور مولانا ثناء اللہ ناظم اعلیٰ منتخب کئے گئے ۱۹۲۸ء میں عہدیداروں کا انتخاب دوبارہ ہوا تو صدر حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری، اور

---

[1] فتاویٰ ثنائیہ: ص ۰۴۔ ایضاً سیرت ثنائی: ص ۲۳۲۔ ۲۳۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ناظمِ اعلیٰ مولانا ابُوالوحید عبد المجید خادمؔ سوہدروی چنے گئے۔ اس انجمن کا دفتر لاہور میں قائم کیا گیا۔[۱]

اسی طرح اطرافِ ہندوستان میں نہ صرف انجمنوں کا قیام ہوا بلکہ اہلحدیث کی تبلیغی کارروائیوں میں ایک نیا ولولہ پیدا ہوگیا۔ جگہ جگہ انجمنوں اور تنظیموں کے زیرِ اہتمام توحید و سُنّت کی نشر و اشاعت کا کام شروع ہوگیا۔ یوں مولانا کا جماعت میں تنظیم دیکھنے کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا۔ اندرونِ جماعت مسلمانوں کو متّحد کرنے کے ساتھ ساتھ مولانا نے ہندوستان کے تمام عُلماء اور مُسلمانوں کو پرچمِ اسلام کے تحت جمع کرنے کی تحریک چلائی۔ چنانچہ ان کی کوششوں اور محنتوں کا نتیجہ جمعیّت عُلماءِ ہند کی صورت میں ظاہر ہوا۔

جمعیّت عُلمائے ہند

حضرت مولانا ابُوالوفاء ثناء اللہ رحمۃُ اللہ علیہ کی ہی تحریک پر مسلمانانِ ہند کی سیاسی راہنمائی کے لیے جمعیّت عُلمائے ہند وجُود میں آئی۔ پہلے اجتماع میں جو کہ لکھنؤ کے مقام پر ہوا۔ اگرچہ خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی لیکن دُوسرے موقع پر انُہوں نے پھر اس تحریک کو اٹھایا جس کی بناء پر جمعیۃ العُلَماء کا ایک مختصر سا ڈھانچہ بن گیا۔ جمعیّت کا دوسرا اجلاس مولانا مرحُوم کی دعوت پر امرتسر میں بتاریخ ۲۶ محرم ۱۳۶۱ھ مُنعقد ہوا۔ مولانا نے صدر استقبالیہ کی حیثیت سے مندرجہ ذیل خُطبہ دیا جس سے جمعیۃ العُلمائے ہند کی تاسیس و تاریخ پر پوری روشنی پڑتی ہے۔

برادرانِ اسلام! اسلام خدا کا سچا دین ہے۔ جُملہ انسانوں کی ہدایت کے لیے آیا ہے۔ اس لیے انسانوں کو اُن کی جملہ ضروریات میں ہدایت کرتا ہے۔ عقائدِ صحیحہ، عبادتِ خالصہ سکھاتا ہے۔ اخلاقِ فاضلہ کے علاوہ سیاسیات کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ اِسی لیے خلافتِ راشدہ کے زمانے میں یہ سب کام علماء اسلام کے ذمہؔ ہوتے تھے۔ یعنی علماء و فقہاء ہی مفتی قاضی وغیرہ ہوتے تھے۔ بلکہ وزرائے سلطنت اور افسرانِ فوج بھی عُلماء ہی ہوتے تھے۔ ہندوستان میں جب ہر قسم کی تحریکات جاری ہوئی تو سیاسیات نے بھی ظہور کیا۔

---

[۱] سیرت ثنائی؛ ص ۲۲۸۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مذہبی طبقہ میں ضرورت محسوس ہوئی کہ سیاسیات کو مذہبی رنگ دکھانے کے لیے عُلماء کی جماعت قائم ہونی چاہیئے۔

جن دنوں وزیر ہند مارلے ہندوستان میں آئے تھے۔ جن کی یاد میں منٹو مارلے سکیم مشہور ہے لکھنؤ میں عُلماء کی ایک مجلس جب تحریکِ مولانا عبدالباری صاحب مُنعقد ہوئی۔ پنجاب سے مجھے بُلایا گیا۔ مجلس مذکور میں تجویز پاس ہوئی کہ عُلماء کا ایک وفد وزیر ہند کی خدمت میں مسلمانوں کی مذہبی ضروریات پیش کرے۔ چنانچہ یہ وفد پیش ہوا۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا۔ صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسی مجلسِ علماء میں میں نے یہ تجویز پیش کی کہ سیاسیات میں مذہبی رہنمائی کرنے کے لیے عُلماء کی ایک جماعت ہمیشہ کے لیے منظم ہونی چاہیئے۔ متواتر دو روز اس تجویز پر بحث ہوتی رہی مگر خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے بعد دہلی میں ایک تبلیغی جلسہ ہُوا۔ جس میں میں بھی شریک تھا۔ اور بعد فراغت خاص اصحاب کی مجلس میں، میں نے یہ تحریک پیش کی کہ ہمیشہ کے لیے عُلماء کی ایک جماعت منظّم ہونی چاہیئے۔ اس جلسہ میں مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے علاوہ اور کئی ایک اصحاب میرے ہمراہ شریک ہوئے۔ انہوں نے میری تائید کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جمعیۃ العلماء کا ایک خام ساڈھانچہ تیار ہو گیا جس کے صدر مولانا کفایت اللہ اور ناظم مولانا احمد سعید صاحب مقرر ہوئے۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد امرتسر میں مسلم لیگ کا جلسہ ہونے والا تھا۔ اِسی اُمید پر میں ان دونوں صاحبوں کو جمعیت علماء کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے امرتسر آنے کی دعوت دے آیا۔ تاکہ امرتسر میں اعیانِ اسلام کو جمعیتہ العلماء میں شرکت کی تحریک کی جائے۔ اسلامیہ اسکول کی ایک کوٹھڑی میں ان دونوں صاحبوں کے قیام کا انتظام کیا گیا۔ ان کے ساتھ تیسرا میں (داعی) ہوتا۔ یہ کوٹھڑی کیا تھی گویا غارِ ثور کا نمونہ تھی۔ ہاں ان دونوں مقاموں میں امتیاز یہ تھا کہ وہاں دو پاک ہستیاں تشریف فرما تھیں۔ اور یہاں تین گنہگار مغفرت کے اُمیدوار بیٹھے تھے۔ جمعیتہ کے اسی شوریٰ اجلاس میں پہلا ریزولیشن مولانا محمود الحسن صاحب مرحوم نوراللہ مرقدہ کے متعلق پاس ہوا جس کی تفصیل یہ ہے۔

حضرت ممدوح اگرچہ ان دونوں جزیرہ مالٹا میں اُسیرِ فرنگ تھے۔ تاہم اپنے شاگردوں کے پاس تشریف لاکر فرماتے تھے کہ میرے بچو میری رہائی کے لیے کوشش کرو۔ کیسے تشریف لاتے تھے؟ جیسے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عرب کا شاعر جو جیل میں محبوس تھا۔ اسی حالت میں اپنی محبوبہ کا وہاں پہنچ جانا بیان کرتا ہے ؎

عجبت لمسراھا و انی تخلصت   لدی و باب السجن دونی مغلق

ترجمہ:۔ اس کے رات کے وقت آنے پر مجھے تعجب ہے اور اس پر بھی کہ مجھ تک کیسے پہنچ گئی۔ حالانکہ قید خانے کا دروازہ میرے سامنے بند ہے ؎[1]

اسی طرح حضرت موصوف تشریف لاتے ہیں۔ اپنے خادموں کو خوابِ غفلت سے بیدار فرماتے ہیں اسی بیداری کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان اصحابِ ثلاثہ میں سب سے پہلے یہ تجویز پاس ہوئی کہ حضرت ممدوح کی رہائی کے لیے وائسرائے کو تار کیا جائے۔ تار کے خرچ کا اندازہ تین روپے کیا گیا۔ یہاں میں پہنچ کر بڑی مسرت کے ساتھ یہ بات ظاہر کرتا ہوں کیونکہ میں اس امر کو اپنے لیے باعثِ عزت اور موجبِ نجات جانتا ہوں کہ تار کا سارا خرچ میں نے ادا کیا۔ تقبل اللہ سعینا۔

یہ تھی جمعیت العلماء کی پہلی میٹنگ اور پہلا ریزولیشن جو دراصل آیندہ کے لیے ایک بنیادی پتھر تھا۔ یہاں چونکہ مولانا محمود الحسن صاحب کا ذکر آگیا ہے۔ اس لیے میں ممدوح کی شخصیت کے متعلق چند فقرے عرض کر دوں تو بے جا نہ ہوگا۔

موصوف بڑے پایہ کے عالم تھے۔ ہر فن کی تعلیم دیتے تھے مگر حدیث کے ساتھ آپ کو خاص انس تھا۔ میرا چشم دید واقعہ بلکہ روزانہ کے واقعات ہیں کہ آپ جس چوکی پر حدیث کی کتاب رکھ کر پڑھاتے تھے، منطق کی کتابیں اس پر نہیں رکھتے تھے بلکہ نیچے رکھتے تھے۔ یہ واقعہ میں اپنی ساری مدت تعلیم میں دیکھتا رہا۔ بحق حدیث آپ کے حسنِ عقیدہ کا اظہار ان اشعار میں کروں تو بجا ہے۔ آپ گویا زبانِ حال سے فرماتے تھے ؎

کیا تجھ سے کہوں حدیث کیا ہے   دُر دانہ درج مصطفیٰؐ ہے
صوفی و عالم و حکیم دینی   کرتے رہے اس کی خوشہ چینی

---

[1] دیوان الحماسۃ۔ قال جعفر بن علبۃ الحارثی۔ محبوسا بمکۃ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بابا کے ہاں سے کون لایا جس نے پایا یہیں سے پایا

آپ کی شخصیت کا ذکرِ خیر گورنمنٹ کی شائع کردہ رولٹ کمپنی کی رپورٹ میں بھی ملتا ہے۔ میں یہ فقرہ عرض کردوں تو بجا ہے کہ ممدوح میرے ساتھ اپنی اولاد کی طرح محبت کرتے تھے۔ اسی لیے بڑے بڑے مباحثوں میں جہاں اکابر دیوبندیہ کا دخل ہوتا۔ مباحثہ خاکسار کے سپرد کیا جاتا۔ جیسے مباحثہ نگینہ اور رام پور وغیرہ۔

ہاں میں اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ جمعیۃ العلماء کا پہلا ریزولیشن مولانا موصوف کی رہائی کے متعلق پاس کیا گیا خدام نے تار بھیجنے ہی پر کفایت نہ کی بلکہ دعاء کے ذریعہ بھی خدا سے استعانت کرتے رہے۔ گویا مرزا غالب کا یہ شعر وردِ زبان تھا۔ ؎

میرے دل میں ہے غالب شوقِ وصل و شکوہ ہجراں
خدا وہ دن کرے جو اس سے میں یہ بھی کہوں وہ بھی!

بفضلہ تعالیٰ نتیجہ یہ ہوا کہ جمعیۃ العلماء کے جلسہ دہلی کے صدر آپ ہی منتخب ہوئے۔ گو علالت کی وجہ سے جلسہ میں شریک نہ ہو سکے تاہم بحکم ؎

صدر ہر جا کہ نشیند صدر است

گویا آپ ہی صدارت فرما رہے تھے۔ اس کے بعد جمعیۃ العلماء بفحوائے انبتہا اللہ نباتا حسنا ایسی بڑھی کہ اس کا سایہ سارے ملک میں پھیل گیا۔ پشاور سے کلکتہ تک اس کے جلسے ہوتے رہے۔ بڑے بڑے سیاسی امور میں اس نے رہنمائی کی جمعیۃ کی کارگزاریوں میں ایک کارگزاری بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔

دہلی کے جلسہ میں میں نے تجویز پیش کی تھی کہ آئندہ حصول سوراج کے موقع پر مسلمانوں کو اختیار ہونا چاہیئے کہ وہ اپنا نظام شرعی الگ قائم کر سکیں یعنی ضروریاتِ قومی او مذہبی کے لیے مسلمانوں کی شرعی عدالتیں قائم کی جائیں۔ جو حسب قانون شریعت فیصلہ کریں۔ اس ریزولیشن پر بحث ہوتی رہی مگر بعض ممبران کی مخالفت کی وجہ سے کامیابی نہ ہوئی۔ مخالف ممبر بھی نیک نیت تھے۔

اس کے بعد لاہور میں زیر صدارت مولانا ابو الکلام آزاد جمعیت کا جلسہ منعقد ہوا۔ میں نے یہ ریزولیشن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پھر پیش کیا۔ حُسنِ اتّفاق سے میرے ہم رائے ممبران مولانا ابراہیم سیالکوٹی وغیرہ بھی اس اجلاس میں شریک تھے ان کی تائید سے یہ ریزولیشن پاس ہو کر بدستخط اخبار الجمعیۃ میں شائع ہو گیا۔ اس کے علاوہ وہ سیاسی فتویٰ بھی مشہور ہے جس پر جمعیت نے بڑی بڑی قربانیاں دیں۔ شہر امرتسر بھی قربانی دینے میں پیچھے نہ رہا۔ خدا ان قربانیوں کو قبول کر کے برکت بخشے۔ جمعیۃ العلماء کا بڑا جلسہ ماہ مارچ میں بمقام لاہور ہونے والا ہے جس کی تمہید کے طور پر امرتسر میں ایک جلسہ ہو رہا ہے۔ اس کے صدر مولانا احمد سعید صاحب قرار پائے ہیں۔ میں استقبالیہ کی طرف سے ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ موصوف کرسیٔ صدارت کو عزت بخشیں۔ اور اپنے خطبۂ صدارت سے حاضرین کو محظوظ فرمائیں۔

میرؔ جمع ہیں احباب دردِ دل کہہ لے
پھر التفاتِ دلِ دوستاں رہے نہ رہے

آخر میں مجلسِ استقبالیہ کی طرف سے حاضرین اور سامعین کے جلسہ میں شریک ہونے پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اٰخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین

(ابوالوفاء ثناء اللہ صدر مجلس استقبالیہ)[1]

جمعیۃ العلماء ہند کے علاوہ مولانا دیگر قومی اور سیاسی مجالس میں شریک ہوا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مذہبی اُمور میں انتہائی فراست سے نوازنے کے ساتھ ان کو سیاسی بصیرت بھی عطا فرمائی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ مولانا مسلمانوں میں اجتماعیت کا احساس پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اس سے ایک تو مسلمان مل کر بہتر لائحۂ عمل سوچ سکتے تھے۔ دوسرے اجتماعی طور پر ان کی آواز زیادہ مؤثر بن سکتی تھی۔ لہٰذا جہاں بھی مسلم اتحاد و اتفاق کا امکان پیدا ہوتا مولانا فوراً موقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے وہاں پہنچ جاتے۔

ندوۃ العلماء

حضرت مولانا ایک عرصہ تک ندوۃ العلماء کے رکن رہے بلکہ بقول ان کے ندوۃ العلماء کی بنیاد ہی

---

[1] اخبار اہلحدیث ۱۳ فروری ۱۹۴۳ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس اجلاس میں رکھی گئی جس میں فارغ التحصیل ہونے کے بعد ان کی دستار بندی ہوئی۔ اس تعلق کی بنا پر مولانا جب بھی اس طرف سے گزرتے تو دارالعلوم ندوہ میں ضرور تشریف لے جاتے۔

علامہ سید سلیمان ندوی نے معارف میں ان کی وفات پر لکھا "ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ مرحوم مدرسہ تشریف لائے۔ میں درس میں تھا۔ ان کو آتا دیکھ کر ان کی طرف لپکا مگر مرحوم نے میرے بجائے سبقت اُستاذی شمس العلماء مولانا حفیظ اللہ صاحب کی طرف کی اور حدیث کا ٹکڑا پڑھا کبر الاکبر۔

مرحوم کبھی کبھی قومی جلسوں میں بھی شرکت کرتے تھے۔ ۱۹۱۲ء میں ندوہ کی تحریک اصلاح کے سلسلہ میں جب حکیم اجمل خان مرحوم کی دعوت پر دہلی میں ایک عظیم الشان اجلاس ہوا۔ جس میں سارے ہندوستان کے مسلمان نمایندے شریک تھے تو مولانا شبلی کی تحریک پر مرحوم ہی صدرِ مجلس قرار پائے تھے۔ ۱۹۱۹ء میں جب تحریکِ خلافت کا پہلا ابتدائی جلسہ لکھنؤ میں ہوا جس میں سارے ملک کے اکابر و مشاہیر جمع تھے۔ اس میں بھی مرحوم شریک تھے[1]

ہندی مسلمانوں کے علاوہ دیگر ممالک کے مسلمانوں سے بھی گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ اپنے اخبار میں ان کی خبروں کو شائع کرنے کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار بھی فرمایا کرتے تھے۔ بیرونِ ملک یا اندرونِ ملک مسلمانوں کی سیاسی اور مذہبی ترقی کے خواہش مند اور اس کے لیے کوشاں رہتے۔ مسلمانوں کی کامیابی کی خبر ملتی تو بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہو جاتے۔ اگر کہیں بُری خبر آتی تو کبیدہ خاطر ہو جاتے۔ اور فتح و کامرانی کے لیے دعاگو ہوتے۔

دینی خدمت

حضرت مولانا ثناء اللہؒ ان چند خوش نصیبوں میں شمار ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے اسلام کی خدمت کے لیے قرآن، حدیث، فقہ اور دیگر علوم میں عبور عطا کرنے کے ساتھ قوتِ بیانی، خوش اخلاقی

---

[1] معارف مئی ۱۹۴۸ء نمبر ۵ جلد ۶۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الفاظ میں جامعیت، زیرکی، قوتِ استدلال، فہم وادراک، صبر وتحمل، خوش مزاجی، برمحل اشعار استعمال کرنے کا ملکہ، برجستہ کلام، حاضر جوابی، غنی اور ایثار وقربانی کے جذبہ سے نوازا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ مولانا ہر جگہ موقع کی مناسبت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ایسا کلام فرماتے جو کہ پُراثر ثابت ہوتا۔

اسلام کے خلاف ہندوستان میں بہت کچھ لکھا اور کہا گیا ہے جس کو پڑھ کر یا سُن کر ایک معمولی سے ایمان رکھنے والے مسلمان کے لیے اپنے آپ کو قابو میں رکھنا مشکل ہو جاتا لیکن حضرت مولانا نہ صرف ان کو پڑھتے اور سُنتے بلکہ جواب کا ایسا انداز اختیار فرماتے جو کہ حملہ آور کو اس کے اخلاقی گراوٹ کا زبردست احساس دلاتا۔ دشمن کے دل کو پیس کے رکھ دیتا۔ دُور ہونے کی کوشش کرنے والا ان کی طرف کھنچا آتا۔ اس سلسلہ میں کئی ایک مثالیں ہیں جن میں دھرم پال کا اسلام میں آنا سرِفہرست ہے۔ اسی حسنِ خلق اور نرم لیکن پُراثر گفتار کی وجہ سے غیر مسلم بھی ان کی عزت کرتے تھے۔ ان کی مجالس میں شریک ہوتے تھے اور مولانا کو اپنے جلسوں اور مجالس میں مدعو کرتے تھے۔

مقصدِ مذہب پر تحقیقاتی مضمون

ہندوستان میں تقابلِ مذاہب کے سلسلہ میں کسی مجلس یا جلسہ کا اہتمام ہوتا تو مولانا کو خاص طور پر بلایا جاتا۔ چنانچہ انجمن احمدیہ لاہور کے انتظام سے لاہور میں ایک ایسی ہی مذہبی کانفرنس بتاریخ ۲۸۔۲۹ دسمبر ۱۹۲۳ء منعقد ہوئی جس نے تمام مذاہب کو دعوت کی شرکت دی کہ اپنی اپنی کتاب کی روشنی میں بتاؤ کہ مذہب کا مقصد کیا ہے؟ حسبِ پروگرام مشتہرہ کانفرنس کے لیے مندرجہ ذیل مقررین مقرر ہوئے۔

۱۔ پنڈت چھوپتی جی۔ ایم۔ اے لیکچرار آریہ سماج۔

۲۔ خواجہ کمال الدین صاحب لیکچرار اسلام (مرزائی)

۳۔ پنڈت متھراپوری صاحب لیکچرار سناتن دھرم۔

۴۔ پادری علی بخش صاحب لیکچرار عیسائیت۔

۵۔ لالہ رام پرکاش لال صاحب لیکچرار برہمو سماج۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۶۔ پروفیسر راجا رام صاحب لیکچرار آریہ سماج۔

۷۔ مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب لیکچرار اسلام۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے جو مضمون کانفرنس میں پڑھا۔ اس کو قارئین اہلحدیث کی ضیافت طبع کے لیے اپنے "اخبار اہلحدیث" میں چھاپ دیا تھا۔ مولانا نے اپنے مضمون کا آغاز یوں فرمایا۔

مسلم نے حرم راگ گایا تیرا   ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا
دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے   انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔

صاحبان! السلام علیکم ... جلسۂ اعظم مذاہب کے بعد یہ دوسرا جلسہ اس نوع کا ہے جو ۱۸۹۶ء میں بمقام اسلامیہ اسکول دروازہ شیرانوالہ میں ہوا تھا۔ آہ اس وقت کے منتظموں اور مقرروں میں سے اکثر کو میں غیر موجود پاتا ہوں تو دنیا کی بے ثباتی پر بے ساختہ یہ شعر منہ سے نکلتا ہے۔

یہ چمن یوں ہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

اس قسم کے جلسوں کا فائدہ بہ نسبت مناظرانہ مجالس کے بہت زیادہ ہے مگر ہمارے ملک کو مناظرانہ طرز میں کچھ زیادہ لطف حاصل ہوتا ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسا جلسہ ۲۷ سال تک ملتوی رہے بحالیکہ مناظرانہ جلسے قریب روزانہ ہوں۔ خیر ہر شخص اپنی رائے کا مالک ہے۔

مجھے تو ہے منظور مجنوں کو لیلیٰ   نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

خدا ہماری نیتوں کی اصلاح کرے اور کلمۂ حق میں برکت ڈالے۔

صاحبان! کچھ شک نہیں کہ انسان کی پیدائش مثل سونے کے ہے جو باوجود قیمتی جوہر ہونے کے کان سے خاک آلود نکلتا ہے۔ بعد میں صاف ستھرا کیا جاتا ہے تو قدر و قیمت پاتا ہے۔ اسی طرح انسان اپنی فطری حالت میں نفسانی آلائشوں سے آلودہ ہے جن سے صاف ہونا اس کا فرض قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ؕ[1] — فلاح پائی اُس نے جس نے نفس کو پاک کیا اور برباد ہوا وہ جس نے اسے گاڑ دیا وہ نامراد ہوا۔

پس ثابت ہوا کہ مذہب سے مقصد ہے۔

"تہذیبِ نفس" وگرہیچ۔ یعنی انسان جن آلائشوں میں آلودہ ہے۔ ان سے پاک ہونے کی کوشش کرنا اس کا فرض ہے تاکہ نکھرے ہوئے سونے کی طرح خالص ہو جائے۔ سچ ہے۔

تا مثلِ حنا سودہ نگردی تہ سنگ — ہرگز بکفِ دستِ نگارے نہ رسی

امر تنقیح طلب ابھی باقی ہے کہ وہ کیا آلائشیں ہیں جن سے پاک کرنا مذہب کا مقصد ہے۔ مجمل بیان اس کا قرآن شریف نے ان لفظوں میں فرمایا ہے۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ؕ[2] — "بے شک انسان سرکش ہو جاتا ہے اس وجہ سے کہ وہ اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتا ہے"

نیز فرمایا:-

بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ؕ[3] — "بلکہ ان کے دلوں پر زنگ ہے۔ اس کے سبب جو وہ کماتے تھے"

یہ تو مجمل بیان ہے۔ قرآن نے اس کی تفصیل فرمائی ہے جو یہ ہے۔

کچھ شک نہیں کہ انسان کے تعلقات مختلف اور متعدد ہیں۔ مگر آسانی کی غرض سے دو قسموں میں آسکتے ہیں۔ ایک تعلق خدا سے اور دُوسرا مخلوق سے۔ خدا سے جو تعلق ہے وہ بندگی اور عبودیت کا ہے۔ دوسری قسم کا تعلق بنی نوع انسان سے ہے جس کو تمدّنی تعلق کہتے ہیں۔

پہلی قسم

پہلی قسم کا تعلق یہ ہے کہ انسان اپنے خالق مالک کو پہچانے، پہچان کر جو تعلقات اس کے ساتھ ہوں

---

[1] سورۃ الشمس: آیت ۹۔۱۰ [2] سورۃ العلق: آیت ۶۔۷ [3] سورۃ المطففین: آیت ۱۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہ کسی دوسرے کے ساتھ دل میں نہ لائے۔ قرآن مجید کا مختصر ارشاد ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ [1] "اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دو معبود مت بناؤ۔"

کسی کے ساتھ ایسا تعلّق پیدا کرنا انسان کے لیے خاک آلودہ ہونا بلکہ اس سے بھی بدتر ہے کیونکہ قرآن مجید نے اس قسم کی آلائش کا نام شرک رکھا ہے جس کی صورت یہ بتائی ہے۔

مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ [2]

"جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے گویا کہ وہ آسمان سے گرا۔ پھر پرندے نے اسے نوچ لیا یا ہوا نے اسے کسی دور مکان پر پھینک دیا۔"

صاحبان! اس تعلّق کو قرآن مجید نے اتنا بڑا ضروری قرار دیا ہے کہ اور گناہوں پر بھی گو سزاؤں کے اعلان جاری کئے مگر اس شرک کی بابت جتنا سخت اعلان دیا کسی اور کی بابت نہیں دیا۔ ارشاد ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ [3] "تو بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا ہے کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔"

کیونکہ یہ خدا کے ساتھ بغاوت ہے اور اسی سے سب قسم کی آلائشیں پیدا ہوتی ہیں۔ قرآنی اصطلاح میں شرک اُمُّ الْاَمْرَاض ہے۔ اس لیے اس کی جتنی تفصیل کی ہے کسی اور کی نہیں کی کیونکہ آلائش سے اصل جوہر انسانی (جس کا نام توحید ہے) مٹتا ہے جس کے مٹنے سے انسان کی جملہ صفات حسنہ مٹ جاتی ہیں۔

قرآن "وقت روپیہ ہے" (TIME IS MONEY) کہنے والے عدیم الفرصتوں کا عذر معقول جان کر توحید کی علامت کا ذکر نہایت مختصر لفظوں میں کرتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کو سب چیزوں سے محبوب ترین مان کر اپنا سب کچھ مال، اسباب، دولت، قوت، تن من دھن اس کے سامنے رکھ کر دل سے فرمانبردار ہو جائے۔

---

[1] سورۃ النحل: آیت ۵۱ [2] الحج: آیت ۳۱ [3] النساء: آیت ۴۸ ایضاً: آیت ۱۱۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ [1]

ہاں جس نے اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کے تابع کر دیا اور نیکوکار بن گیا پس اس کے لیے اس کے رب کے پاس اجر ہے۔

اسی اصول پر اپنے نبی سید الانبیاء علیہم السلام کو حکم دیتا ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ [2]

"کہہ دیں بے شک میری نماز اور قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے خدا کا فرمانبردار ہوں۔"

اسی مضمون کو اسلامی قومی شاعر خواجہ حالی مرحوم نے ایک بند میں یوں ادا کیا ہے۔

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق
زبان اور دل کی شہادت کے لائق!
اُسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
اُسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق!
لگاؤ تو لو اپنی اُس سے لگاؤ
جھکاؤ تو سر اُس کے آگے جھکاؤ
(مسدس حالی ص)

قرآن مجید کو اختصار نویسی میں خاص کمال ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا اختصار کو اور بھی مختصر کر دیا۔

تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا [3]

"اسی سے جُڑ جا۔"

جیسے ایک محب اپنے محبوب حقیقی سے ملتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ [4]

"اور ایمان والے اللہ سے زیادہ محبت رکھتے ہیں"

---

[1] سورۃ البقرۃ: آیت ۱۱۲ [2] سورۃ الانعام: آیت ۱۶۲ [3] سورۃ المزمل: آیت ۸ [4] سورۃ البقرۃ: آیت ۱۶۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان سب آیات کا نتیجہ ہے کہ جس مدّعی اسلام کے دل میں خدا کی محبّت اور خوف مع انقیاد و اطاعت سب مخلوق سے زیادہ نہیں ہے تو وہ مسلمان نہیں۔ چاہے مُدعیِٔ اسلام ہو۔ بلکہ اُس کے ماتھے پر سجدوں کے اثر سے بہت بڑا نشان نمایاں ہو۔

خدا خیر دے شیخ سعدی مرحوم کو جنہوں نے توحید کا مضمون ایک چھوٹی سی رباعی میں خوب ادا کیا ہے۔

موحد چہ در پائے ریزی زرش   وچہ تیغ ہندی نہی برسرش

اُمید و ہراسش نباشد زکس   ہمیں ست بنیاد توحید و بس

جو کچھ کہا گیا ہے سمجھ دار آدمی کے لیے کافی ہے اس لیے میں وقت کے لحاظ سے بادلِ ناخواستہ اس تعلق کے مضمون کو چھوڑ کر دوسرے مضمون پر متوجہ ہوتا ہوں۔

دُوسری قسم

دوسری قسم یعنی نوع انسان کے تعلّقات کی جتنی قسمیں ہیں وہ کسی انسان سے مخفی نہیں، ان تعلّقات میں جو آلائشیں پیدا ہوتی ہیں۔ ان کی مختصر فہرست یہ ہے۔

ظلم، دغا، زنا، بداخلاقی، مال مردم خوری بذریعہ چوری، ڈاکہ، کم ناپی، کم وزنی خاص کر یتیموں کا مال کھا جانا۔ انسان کی خداداد نعمت پر جلنا، کسی اپنے جیسے انسان کا بے جا قتل کرنا، اپنے پڑوسیوں شہریوں، اور ملکیوں کے حقوق پائمال کرنا، غصّہ کی حالت میں حد سے نکل جانا، بے جا کینہ عداوت، لالچ وغیرہ۔ یہ سب آلائشیں ہیں جن سے پاک ہونا انسان کا فرض مذہبی ہے اور اس کے متعلق معقول ہدایات دینا سچے مذہب کا فرض اوّلین ہے۔

قرآن مجید سب عیُوب کی اصلاح بتاتا ہے۔ نہ صرف ایک آدھ دفعہ بلکہ انسانی فطرت کے مطابق بار بار مکرر تنبیہات فرماتا ہے تاکہ باقاعدہ . . . . .

گر ہمی خواہی کہ باشی خوش نویس

می نویس و می نویس و می نویس

انسان اپنی فطری کمزوریوں کی تلافی کر سکے۔ قرآن مجید نے ان اصطلاحات کو تین درجوں میں تقسیم کیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان تین مختلف مراتب پر عمل کرنے والوں کے نام جدا جدا مقرر فرمائے۔

ایک کا نام جماعت عُقلاء ہے۔ دُوسرے درجہ کا نام جماعت متذکرین (نصیحت یاب) تیسرے کا نام جماعت مُتّقین ہے۔ چونکہ سب مراتب کی بناء عقل پر ہے۔ اس لیے سب سے پہلے عُقلاء کا درجہ رکھا ہے۔ اور قرآنی اصطلاح میں سب سے بالا رُتبہ مُتّقین کا ہے۔ اس لیے ان کو سب سے بالا رکھا ہے۔

ان مراتبِ ثلاثہ کی مثال آج کل کی تعلیمی اصطلاح مڈل، انٹر اور بی۔ اے سمجھنی چاہیئے۔

میں عرض کر آیا ہوں کہ تہذیبِ نفس کا پہلا زینہ یا بُنیادی پتھر خدائی تعلّق ہے۔ اس لیے قرآن مجید اس بُنیادی پتھر کو ہر جگہ مقدم رکھتا ہے۔ ناممکن ہے کہ اس سے چشم پوشی ہو جائے کیونکہ یہی بنیادی پتھر امتیاز ہے مذہبی اور غیر مذہبی تہذیب میں۔

اب سُنیئے ان تینوں جماعتوں کے لیے جو کورس قرآن مجید نے بتایا ہے وہ یہ ہے۔ ارشاد ہے۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ	کہہ دیں آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ تمہارے ربّ نے
عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا	تمہارے لیے کیا حرام کیا ہے یہ کہ تم اس کے ساتھ
وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوْا	کچھ بھی شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرو
اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ	اور اپنی اولاد کو بھوک کے خوف سے قتل نہ کرو، ہم تمہیں
نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ وَلَا	اور ان کو رزق دیتے ہیں۔ اور فحاشی کے
تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ	قریب نہ جاؤ جو اس میں سے ظاہر ہو اور جو پوشیدہ
مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا	ہو بغیر حق کے کسی نفس کو قتل نہ کرو۔ یہ وہ
النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ	ہے جس کی اللہ وصیت کرتا ہے
اِلَّا بِالْحَقِّ ط ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ	تاکہ تم عقل مند بن جاؤ۔ اور نہ ہی
بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ● وَلَا	یتیم کے مال کے قریب جاؤ۔ مگر
تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا	اچھے انداز میں، یہاں تک کہ وہ
بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ	بالغ ہو جائے۔ اور ناپ تول

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَشُدَّهٗ وَاَوۡفُوا الۡكَيۡلَ وَالۡمِيۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ لَا نُكَلِّفُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا وَاِذَا قُلۡتُمۡ فَاعۡدِلُوۡا وَلَوۡ كَانَ ذَا قُرۡبٰى ۚ وَبِعَهۡدِ اللّٰهِ اَوۡفُوۡا ؕ ذٰلِكُمۡ وَصّٰكُمۡ بِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ ● وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِىۡ مُسۡتَقِيۡمًا فَاتَّبِعُوۡهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمۡ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ ؕ ذٰلِكُمۡ وَصّٰكُمۡ بِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ● ل

انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو۔ ہم کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جب کوئی بات کرو تو انصاف کی کرو اگرچہ تمہارا قریبی کیوں نہ ہو۔ اور اللہ کے وعدے کو پورا کرو۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کا حکم اللہ نے تمہیں دیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو اور بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے پس اس کی پیروی کرو اور (دوسرے) راستوں پر مت چلو وہ تمہیں اس کی راہ سے ہٹا دیں گے۔ اللہ تمہیں اس کی نصیحت کرتا ہے، تاکہ تم بچ جاؤ۔

یہ احکام کیسے ضروری ہیں۔ ان کی تفصیل اور تشریح کی حاجت نہیں۔ ایک اور مقام پر یوں ارشاد ہے:-

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا يَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَقُلۡ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا ●

”اور تمہارے رب نے حکم دے رکھا ہے کہ تم صرف اُسی کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔ اگر تمہارے پاس دونوں میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچیں تو ان کو اُف بھی مت کہو اور نہ ان کو جھڑکو اور دونوں سے عزت کے ساتھ گفتگو کرو اور محبت

ل سورۃ الانعام: آیت ۱۵۰۔۱۵۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ
مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ
ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا ۝
رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ
اَنْ تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ
كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا ۝ وَ
آتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ
وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ
تَبْذِيرًا ۝ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ
كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ۖ وَ
كَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ۝
وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ
ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ
تَرْجُوهَا فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا
مَيْسُورًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ
مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا
تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ
مَلُومًا مَحْسُورًا ۝ إِنَّ رَبَّكَ
يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ
إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا
بَصِيرًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ

سے اُن کے آگے جھک جایا کرو۔ اور کہو
اے میرے رب ان دونوں پر اسی طرح
رحم فرما جس طرح اُنہوں نے میری پرورش
کی۔ تمہارا رب تمہارے دلوں کے رازوں
کو خوب جانتا ہے اگر تم نیک ہو گے تو
بے شک وہ بھی نیک بختوں کو بخشنے والا ہے
اور ناطے والوں اور مساکین اور مسافروں کے
حقوق ادا کیا کرو اور فضول خرچی مت کیا
کرو۔ بے شک فضول خرچ شیطانوں
کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا
ناشکرا ہے۔ اور اگر تم اپنے رب کی مہربانی
کے انتظار میں ان سے منہ پھیر لو جس کی تم
اُمید رکھتے تھے تو ان سے نرم بات کیا کرو
اور نہ اپنے ہاتھ کو گردن کے ساتھ باندھ
رکھو۔ اور نہ ہی اسے بالکل کھلا چھوڑ
دو۔ پھر تم عاجز ہو کر بیٹھ جاؤ
بے شک تمہارا رب جس کے لیے
چاہتا ہے رزق فراخ کرتا
ہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں کو
دیکھتا ہے۔ اُن کے حال سے باخبر
ہے۔ اور افلاس کی وجہ سے اپنی اولاد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ط اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ٥ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ط وَسَآءَ سَبِيْلًا ٥ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ط وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ ط اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ٥ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ٥ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ط ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ٥ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ط اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ٥ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ج

قتل مت کیا کرو۔ ہم انہیں اور تم کو رزق دیتے ہیں۔ بے شک ان کا قتل بہت بڑی خطا ہے۔ اور تم زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی اور بری راہ ہے اور کسی جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کر رکھا ہے۔ بے وجہ مت مارو اور جو مظلوم قتل کیا جائے۔ ہم نے اس کے وارث کے لیے ڈگری کا حق دیا ہے پس وہ قتل میں جلدی نہ کرے اس میں شک نہیں کہ وہ مدد کا حقدار ہے اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اچھے انداز میں۔ یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے اور وعدے کو پورا کرو بے شک وعدے کے بارے میں سوال ہوگا اور جب ماپنے لگو تو پورا ماپو اور سیدھے ترازو سے وزن کیا کرو۔ یہ خوب ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے۔ اور ایسی باتوں کے پیچھے مت پڑو جن کا تمہیں علم نہ ہو۔ بے شک کان اور آنکھ اور دل ہر ایک سے سوال کیا جائے گا۔ اور زمین میں اکڑ کر مت چلو۔ بے شک تم زمین کو

www.KitaboSunnat.com
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ
تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ
كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝
ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ
مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ
اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ
مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ ؎

ہرگز پھاڑ نہیں سکتے اور نہ ہی طول میں پہاڑ
جتنے ہو سکتے ہو۔ آپ کے رب کو یہ سب برائی
پسند نہیں یہ اس میں سے ہے جو حکمت کی
باتوں میں ہے۔ آپ کے رب نے آپ کی
طرف وحی کی ہے۔ اور اللہ کے ساتھ کوئی اور
معبود نہ بناؤ۔ ورنہ شرمندہ و ذلیل کر کے
تمہیں جہنم میں ڈالا جائے گا"

یہ وہ تعلیم ہے جو قرآن مجید نے "تہذیبِ نفس" کے لیے بتائی ہے کس قدر جامع تعلیم ہے چونکہ قرآن مجید کی غرض یہ ہے کہ انسان کی اصلاحِ نفس مکمل ہو۔ اس لیے اس نے تعلیم کی کئی طرزیں اختیار کی ہیں۔ ایک تو یہی جو اوپر ذکر ہوئی جس میں حکمی الفاظ کے ساتھ ہدایت دی جاتی ہے جس کو میں اپنے لفظوں میں ریڈر کہتا ہوں۔ دوسری تصویری تعلیم ہے۔ جس کو آج کل کی تعلیمی اصطلاح میں پکچر کہتے ہیں۔ قرآن مجید نے بھی یہ طرز اختیار کیا بلکہ خود جاری کیا ہے مگر دوسری طرح سے وہ یہ کہ نیک بندوں کی نیک خصلتیں بغیر ان کا نام لینے کے ذکر کرتا ہے جس سے مقصود تصویری تعلیم دینا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ
عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ
الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ
يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝
وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ
عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا

"رحمٰن کے بندے زمین پر فروتنی سے چلتے ہیں
اور جب ان سے جاہل لوگ مخاطب ہوتے
ہیں تو ان کو سلام کہتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو راتیں
اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں گزارتے
ہیں اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب
ہم سے جہنم کی آگ کو ہٹا دے۔ بے شک

---

www.KitaboSunnat.com

؎ سورۃ بنی اسرائیل: آیت ۳۷-۳۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ
مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ
اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا
وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝
وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ
اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ
الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا
يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ
اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ
مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ
وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ
يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَ
مَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ
يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِيْنَ
لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا
بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ
اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ
يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا
۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ

اس کا عذاب بھاری مصیبت ہے بے شک
وہ برا مقام اور ٹھکانا ہے اور وہ لوگ جب
خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں
اور نہ ہی بخل کرتے ہیں بلکہ ان کا معاملہ درمیان
درمیان میں ہوتا ہے اور وہ لوگ جو اللہ کے
ساتھ کسی دوسرے معبود نہیں پکارتے اور نہ اس
جان کو مارتے ہیں جس کا مارنا اللہ نے بغیر حق کے
حرام کر رکھا ہے اور نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے
ہیں اور جو یہ کرے گا وہ اپنے گناہ کی سزا بھگتے
گا۔ قیامت کے دن اس کو دوہرا عذاب دیا
جائے گا۔ اور اس میں ذلت اور رسوائی کے
ساتھ ہمیشہ رہے گا مگر جس نے توبہ کی اور نیک عمل
کیے پس وہی ہیں جن کی برائیوں کو اللہ نیکیوں میں
بدل دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے
اور جس نے توبہ کی اور نیک عمل کیے بے شک
وہی اللہ کی طرف جھکتا ہے اور وہ لوگ جو
بیہودہ کاموں میں حاضر نہیں ہوتے اور جب وہ بیہودگی
کے پاس سے گزرتے ہیں تو دامن بچا کر گزر جاتے
ہیں اور وہ لوگ جب ان کو ان کے رب کی آیات
سنائی جاتی ہیں تو بہرے اور اندھے ہو کر ان پر
نہیں گرتے اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا — رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولادوں کی طرف سے
قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ — آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں
اِمَامًا ؎۱ — کا امام بنا۔"

یہ ہے قرآن مجید کی تصویر تعلیم جو بغرضِ اصلاحِ نفس وہ دیتا ہے۔ ریڈر کا ایک حصہ قابلِ ذکر رہ گیا ہے جس میں نہایت اختصار کے ساتھ قرآن مجید نے تہذیب نفس کے احکام جاری فرمائے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا — "اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ
بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا — کسی کو شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ
وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنِ — احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں اور
وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ — یتیموں اور مسکینوں اور نزدیک اور
الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ — دور کے پڑوسیوں اور ساتھ والوں اور
وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ — مسافروں اور غلاموں سے احسان کرو
اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ — بے شک اللہ متکبر اور فخر
مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ؎۲ — کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔"

ایسی جامع تعلیم پر بھی انسان عمل نہیں کرتے کیوں کہ انسان فطرتاً ایسا ہے کہ اس کو محض زبانی نصیحت کارگر نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات اس کی اصلاح کے لیے سیاست اور تعزیرات کی بھی ضرورت ہوتی ہے چنانچہ کسی پنجابی عارفِ خدا کا شعر ہے۔

چار کتاباں عرشوں آئیاں پنجواں آیا ڈنڈا
ڈنڈے باجھوں پھجدا نائیں بے دینی دا کنڈا

؎۱ سورۃ الفرقان: آیت ۶۳-۷۴ ؎۲ سورۃ النساء: آیت ۳۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید چونکہ بانیٔ فطرت کی طرف سے ہے۔ جو انسانوں کی فطری عادات سے پورا واقف ہے۔ اس لیے اصلاحی احکام بصورت تعزیرات بھی اس میں آئے ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید اپنے اتباع کرنے والے کو مطلع کرتا ہے کہ جو میری کامل پیروی کرے گا۔ میں خدا کی طرف سے اس کو دنیا کی سب سے اعلیٰ عزت دلوانے کا اعلان کرتا ہوں جس کا نام حکومت ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ [1] "اگر تم مومن ہو گے تو تم ہی غالب آنے والے ہو۔"

اسی اصول سے قرآن مجید میں زانیوں، چوروں اور ڈاکوؤں کی تعزیرات بھی آئی ہیں تاکہ ان کی تعزیرات کا اثر دوسروں پر بھی پڑے۔ اور لوگ ان تعزیرات کے خوف سے اصلاحِ نفس پر متوجہ ہوں۔ ان تعزیری اصلاحوں کا ذکر میں نے اپنے رسالہ "اسلام اور برٹش لاء" میں مفصّل کیا ہے۔

تیسری قسم

لفظی اور تصویری تعلیم کے علاوہ تیسری قسم کی تعلیم جو قرآن مجید نے اختیار کی ہے وہ واقعاتِ صحیحہ ہیں۔ گزشتہ زمانہ کے نیک اور بُرے لوگوں کے قصّے بھی اسی غرض سے قرآن میں بیان ہوئے ہیں۔ کہ لوگ اس نتیجہ پر پہنچیں کہ:۔

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

چنانچہ ارشاد ہے:۔

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ [2] "پس آپ قصّے سنائیں تاکہ وہ غور و فکر کریں۔"

بُنیادی اُصول

باوجود ہر قسم کی تفصیلات کے ان سب کا انحصار بھی کمال درجہ پر کر کے سامنے رکھ دیا۔ جس کی تمہید یہ ہے۔

---

[1] سورۃ آلِ عمران: آیت ۱۳۹ [2] سورۃ الاعراف: آیت ۱۷۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کون نہیں جانتا دنیا میں جتنے فساد، جتنے جرائم، جتنے مقدمات، جتنی سزائیں ہیں سب کی بنا ایک ہی ہے۔ جس کو لالچ اور طمعِ نفسانی کہنا چاہیئے۔ چور چوری کرتا ہے تو اسی لیے، ڈاکو ڈاکہ مارتا ہے تو اسی لیے۔ غرض ہر کام میں بھی موذی جلوہ نمائی کر رہا ہے۔ اسی بنیادی اصول پر اطلاع دینے کے لیے فرمایا ہے۔

اُحۡضِرَتِ الۡاَنۡفُسُ الشُّحَّ ؎۱ "ہر نفس کو اپنے فائدے کا لالچ ہے"

جس طرح مرض کا ذکر مختصر لفظوں میں کیا اسی طرح علاج بھی مختصر فرمایا۔

وَمَنۡ یُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ "جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا۔
هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ؎۲ پس وہی فلاح پانے والے ہیں"

اس کے علاوہ انسانی فرائض، عبادات، اخلاق وغیرہ کی ہر شاخ کو قرآن مجید نے بالتفصیل بیان کیا ہے۔ مگر میں وقت کی پابندی سے تفصیل عرض نہیں کر سکتا۔ ہاں جو صاحب ان قرآنی مضامین کو مفصّل دیکھنا چاہیں وہ میری ناچیز تصنیفات "القرآن العظیم"، "تعلیم القرآن"، "الہامی کتاب" اور "تقابل ثلاثہ" ملاحظہ کریں۔

یہ مقصد جو میں نے بیان کیا ہے یعنی تہذیبِ نفس درحقیقت مقصدِ اصلی نہیں بلکہ ذریعہ ہے مقصد اصل کا۔ مقصد اصل نجات ہے مگر تہذیبِ نفس اس کے حصول کے لیے ذریعۂ خاص ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

تِلۡكَ الۡجَنَّةُ الَّتِیۡ نُوۡرِثُ مِنۡ "یہ وہ جنّت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں
عِبَادِنَا مَنۡ كَانَ تَقِیًّا ؎۳ میں سے اُس کو بنائیں گے جو پرہیزگار ہوگا۔"

دوسرے مقام پر اس سے ذرا واضح الفاظ ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

تِلۡكَ الدَّارُ الۡاٰخِرَةُ نَجۡعَلُهَا "اس آخرت کے گھر کو ہم ان لوگوں کے
لِلَّذِیۡنَ لَا یُرِیۡدُوۡنَ عُلُوًّا لیے مخصوص کریں گے جو زمین میں بلندی
فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فَسَادًا وَالۡعَاقِبَةُ اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے۔ اور انجام

؎۱ سورۃ النساء: آیت ۱۲۸ ؎۲ سورۃ الحشر: آیت ۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لِلْمُتَّقِيْنَ [1] پرہیز گاروں کے لیے ہے"۔

پس مذہبیت سے دو مقصد ہیں۔ ایک تہذیب نفس جو ذریعہ ہے دوسرے اصلی مقصد کا جس کا نام "نجات" ہے۔ پس یہی اصل مقصد ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

مَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ [2] "جو آگ سے بچایا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ کامیاب ہوا، اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے"۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا هٰذَا مِنْ فَضْلِكَ چونکہ میں قرآن مجید کو اپنا بلکہ جملہ انسانوں کا کامل ہدایت نامہ جانتا ہوں۔ اس لیے اپنا اعتقاد دو شعروں میں ظاہر کر کے بعد سلام رخصت ہوتا ہوں۔ . . ."

جمالِ حُسن قرآن نورِ جان ہر مسلمان ہے — قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآن ہے

نظر اس کی نہیں ملتی نظر میں فکر کر دیکھا — بھلا کیوں کر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے [3]

خادم اسلام ہیچمدان

ابُوالوفاء ثناء اللہ اڈیٹر "اہلحدیث"

مولانا نے وقت کی مشہور علمی شخصیتوں کی موجودگی میں اسلام کی عظمت و حشمت اور مقصدیت کو ایسے خوبصورت رنگ میں پیش کیا جس سے یہ ثابت کر دیا کہ انسانی فلاح و بہبود اور رُشد و ہدایت کی ضمانت صرف اسلام ہی دیتا ہے۔ اسلام ہی بہترین ضابطہ حیات ہے اور اسلام ہی باعثِ نجات ہے۔

المختصر حضرت مولانا ابُوالوفاء ثناء اللہ نے اسلام کی دینی اور سیاسی خدمت کرنے کے ساتھ مسلمانوں میں یک جہتی، اتحاد و اتفاق کی راہیں ہموار کرنے اور ان پر مسلمانوں کو رواں دواں دیکھنے میں زندگی صرف کر دی۔

---

[1] سورۃ القصص: آیت ۸۳ [2] سورۃ آل عمران: آیت ۱۸۵ [3] اہلحدیث ۴ جنوری ۱۹۲۴ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ــــــ ۱۱

حجؒ اور مؤتمر اسلامی میں شرکت

رمضان المبارک ۱۹۲۶ء میں اپنے اخبار "اہل حدیث" کے ذریعہ مولانا نے اعلان[1] فرمایا کہ سفر حج کا وقت قریب آرہا ہے لہٰذا ساتھ جانے والے احباب اپنا سامان وغیرہ ٹھیک ٹھاک کرلیں۔ دوران سفر جو لائحہ عمل اختیار کیا جائے گا اُس کی وضاحت کرتے فرمایا۔ نگران کی اطاعت کے ساتھ مسلمانوں کو آپس میں دلی ہمدردی کے جذبہ کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ ہر قسم کے جھگڑے اور نزاع سے بچنا اور درس قرآن میں شامل ہونا ہوگا۔ ہر مسافر خواہ کسی ملک کا ہو دُوسرے مسافر کو اپنا بھائی بہن سمجھے گا۔

لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ "حج میں جھگڑا نہیں"

روانگی

۲۶ر اپریل بروز دوشنبہ کو حج بیت اللہ اور مؤتمر اسلامی میں شرکت کے لیے امرتسر سے روانہ ہوئے[2]۔ کراچی سے "ارمنستان" جہاز پر سوار ہوکر ۸ مئی کو جدّہ پہنچ گئے۔ مولانا اور اُن کے ساتھی ابھی جہاز میں ہی تھے کہ جدّہ کا حاکم شیخ عبداللہ رضا علی اور رئیس بلدیہ شیخ حسین سلامی جہاز پر آئے اور جلالۃ الملک عبدالعزیز بن ابن سعود کی طرف سلام کہہ کر مزاج پرسی کی۔ مکّہ پہنچنے پر ۱۳ مئی قبل دوپہر عظمۃ السلطان نے موٹر روانہ کرکے مولانا کو ملاقات کے لیے یاد فرمایا۔ مولانا دیگر علماء و احباب کے ساتھ ملاقات کو پہنچے۔ شاہ عبدالعزیزؒ نے خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد مسئلہ توحید پر ایک مختصر مگر جامع تقریر کی۔

---

[1] اہلحدیث ۲۔ اپریل ۱۹۲۶ء [2] اہلحدیث ۳۰۔ اپریل ۱۹۲۶ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد صاحب دہلوی نے سلطان سے پوچھا کہ اہل نجد ائمہ اربعہ میں سے کس طرف منسوب ہیں؟ سلطان نے جواب دیا کہ ہم اصل میں قرآن و حدیث کے پیرو ہیں۔ مسائل فروعیہ میں ہم امام احمد بن حنبلؒ کے پیرو ہیں۔

مولانا ثناء اللہؒ نے پوچھا کیا یہ انتساب شرعی امر ہے یا مصلحتی؟ سلطان نے کہا شرعی نہیں۔

مولانا نے دریافت کیا کہ کسی شخص کی نظر حدیث پر ہو اور اس حدیث کی بناء پر اس کی اپنی تحقیق شیخ ابن تیمیہؒ اور شیخ ابن قیمؒ کی تحقیق کے خلاف ہو اور وہ اپنی تحقیق پر عمل کرے۔ کیا وہ غلطی پر ہے؟ سلطان نے کہا نہیں۔

مولانا محمد دہلوی نے کہا ہم جماعت اہلحدیث کسی ایک امام کی طرف منسوب ہو جاتے تو جو تکالیف ہمیں ہوئی ہیں وہ نہ ہوتیں مگر ہم اس کو پسند نہیں کرتے۔ عظمۃ السلطان نے کہا لوگوں کا تعصب محل افسوس ہے۔ [1]

مولانا ثناء اللہؒ نے امرتسر سے روانہ ہو کر کراچی پہنچنے پر ہفتہ وار خطوط کا ایک سلسلہ شروع کر دیا تھا، جو اخبار اہلحدیث میں شائع ہوتا رہا تاکہ مکہ اور مدینہ میں پیش آنے والے حالات و واقعات سے مسلمانوں کو آگاہی ہوتی رہے۔

ایک لطیفہ

دوران سفر ۳ مئی کو ۳ بجے دوپہر جب مولانا درس قرآن سے فارغ ہوئے تو ایک شخص غریب مزاج اور غریب صورت پورب کے کسی مقام کا کھڑا ہوا۔ اور بولا" بھائیو! کھیل تماشہ ہوتا ہے۔ تو لوگ بہت روپیہ خرچ کر دیتے ہیں۔ یہاں مولوی لوگ کئی دنوں سے وعظ فرماتے ہیں۔ ان کے خرچ کے لیے کسی صاحب کو ہمت نہ ہوئی۔ مولانا کے ساتھیوں کو یہ بات ناگوار گزری لیکن مولانا نے ان کو خاموش بیٹھنے

---

[1] ۱۸ جون ۱۹۲۶ء (اہلحدیث)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا اشارہ کر دیا اور یُوں فرمایا۔ لاؤ بھائیو۔ ہماری خاطر کرو۔ ہم تمہارا یہ روپیہ مکّہ شریف میں لے جا کر غریبوں میں تقسیم کر دیں گے۔ چنانچہ اس مجلس میں ۱۳۰/- روپے جمع ہُوئے [1]

تبلیغ

سلسلۂ تبلیغ کو حضرت مولانا نے حجّ کے موقعہ پر منقطع نہ ہونے دیا بلکہ شاہ عبدالعزیز سے خصُوصی اجازت حاصل کر کے حرم شریف میں وعظ و نصیحت کا کام شُروع کر دیا۔ اور تقریر کے بعد عُلماء نجد کے اصرار پر اس کا خلاصہ اختصاراً عربی میں سُنا دیتے [2]

مؤتمر اسلامی

مُلکِ حجاز (مکّہ اور مدینہ) پر تقریباً چودہ سو سال سے بفضلہٖ تعالیٰ مسلمانوں کی ہی حکومت رہی ہے کبھی بھی کوئی غیر مُسلم حکمران نہیں ہُوا۔ اس سارے عرصے میں تاریخ ایسا واقعہ پیش کرنے سے قاصر ہے کہ کسی حکمرانِ حجاز نے اسلامی دُنیا کو دعوت دی ہو کہ اپنے نمایندے بھیجو تاکہ حجاز کی حالت کو درست کرنے اور اسلامی دُنیا کا صحیح معنوں میں مرکز بنانے میں کچھ سوچ و بچار کی جائے۔ لیکن سُلطان عبدالعزیز بن ابن سعُود نے حجاز پر غالب آتے ہی پہلے سال عالمِ اسلام کے عُلماء اور اکابر کو ۱۹۲۶ء میں حجّ کے موقعہ پر اکٹھے ہو کر مسلمانوں کی فلاح و بہبُود، اتّحاد و اتفاق اور حالاتِ حجاز کے بارے میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی۔

ہندوستان سے مذکورہ مؤتمر کے لیے مرکزی خلافت کمیٹی، جمعیّت العُلماء اور اہل حدیث کانفرنس سے ایک ایک نمایندہ بھیجنے کی درخواست کی گئی۔ لیکن ہندوستانی وفد جب تین کی بجائے ۱۳۔ افراد کے ساتھ مکّہ پہنچا تو شاہ سُلطان نے کھُلے دل سے ان کا خیر مقدم کیا۔ وفد مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل تھا۔

---

[1] "اہلحدیث" ۲۹ جنوری ۱۹۲۶ء [2] ایضاً ۱۸ جُون ۱۹۲۶ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خلافت کمیٹی	مولانا سلیمان ندوی
	مولانا محمد علی
	مولانا شوکت علی
	مسٹر شعیب قریشی
جمعیت العلماء	مولانا کفایت اللہ
	مولانا شبیر احمد دیوبندی
	مولانا احمد سعید
	مولانا محمد عرفان
	مولانا عبدالحلیم [1]
آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس	مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ
	مولانا محمد دہلوی
	مولانا ابو القاسم بناری [2]
	مولانا عبدالواحد غزنوی [3]

مؤتمر ۲۶ ذوالقعدہ ۱۳۴۴ھ کو شروع ہو کر ۲۴ ذوالحجہ کو ختم ہوئی۔ ۶ ذوالحجہ سے ۱۵ ذوالحجہ تک مؤتمر کی کارروائی حج کی مصروفیت کی وجہ سے معطّل رہی۔

جلالۃ الملک سُلطان عبدالعزیز بن ابن سعود نے افتتاح فرمایا۔ مؤتمر میں ترکی، افغانستان، یمن

---

[1] اہلحدیث ۱۰ ستمبر ۱۹۲۶ء [2] سیرت ثنائی۔ ص ۲۲۰ [3] اہلحدیث ۸۔ اکتوبر ۱۹۲۶ء

سیرت ثنائی میں آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس اہلحدیث کے تین نمایندوں کا ذکر ملتا ہے لیکن مولانا عبدالواحد غزنوی سے تفسیر کلام الرحمٰن کے سلسلے میں جو گفتگو حجاز میں ہوئی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی چوتھے ہو سکتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور مصر کی حکومتوں کے نمایندے بھی شرکت کے لیے آئے تھے لیکن ممبرانِ ہند نے بہت زیادہ حصّہ لیا۔ مؤتمر میں پاس ہونے والی تجاویز حسبِ ذیل ہیں۔ حرم کی اصلاح کرنا۔ اسلامی مذاہب کو اصل مذہب کی تعلیم کی پابندی میں آزادی دینا۔ جدّہ سے مکّہ ریلوے بنانا۔ منیٰ اور عرفات تک سلسلہ شروع کرنا۔ اوقاف حرم جس ملک میں بھی ہوں اُن کی وصولی کر کے باقاعدہ خرچ کرنا۔ منیٰ اور عرفات میں صفائی اور قربانیوں کا خاطر خواہ انتظام کرنا، عقبہ اور معان پر انگریزی قبضہ پر احتجاج کرنا وغیرہ [1]

مولانا ثناء اللہ نے اس مؤتمر میں دو عربی میں تقریریں کیں [2] ۴ جولائی ۱۹۲۶ء کو پہلی عظیم الشّان مؤتمر خیر و عافیت کے ساتھ ظہر اور عصر کے درمیان ختم ہوئی اور اسی رات جلالۃ الملک کی طرف سے مندوبین کو ایک شاندار دعوت دی گئی [3]

قبروں کے قُبّوں کا گرایا جانا

یہی وہ سال تھا جس میں شاہ عبدالعزیز نے عُلماء حجاز و مدینہ سے فتوے لے کر سارے عرب میں جہاں قبروں پر قُبّے بنے تھے اُن کو گرا دیا۔ یہ کام قاضی القضاۃ شیخ عبداللہ بن بلیہدہ کی نگرانی میں کیا گیا [4] دورانِ مؤتمر بعض اوقات بحث و مباحثہ کے وقت اس وجہ سے بدمزگی کا خطرہ پیدا ہو جاتا کیونکہ قبہ پسند حضرات اپنی ناراضگی کا اظہار بھی اپنے انداز میں کر دیتے۔

شاہ کا خط

شاہ عبدالعزیز تک جب یہ بات پہنچی تو انھوں نے شرکاء مؤتمر کی طرف ایک خط بھیجا۔ جو ۲۱ ذوالحجّہ کے اجلاس میں پڑھ کر سنایا گیا جس کا خلاصہ یہ ہے۔

---

[1] اہلحدیث ۶ اگست ۱۹۲۶ء [2] معارف نمبر ۵ مئی ۱۹۴۸ء جلد ۶۱

[3] اہلحدیث ۶ اگست ۱۹۲۶ء [4] اہلحدیث ۹ جولائی ۱۹۲۶ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں زمین میں فساد کرنا اور بلند ہونا نہیں چاہتا۔ ہاں میں مسلمانوں کو ان کے پہلے زمانے کی طرف لے جانا چاہتا ہوں۔ جو کہ نیکی اور قوّت کا زمانہ تھا۔ یعنی صحابہؓ۔ تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کا۔ کوئی چیز مسلمانوں کے دلوں کو جمع کرنے والی اور ان کو ایک کرنے والی نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ اپنی تمام خواہشات کو حضرت محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ہدایت کے تابع کر دیا جائے۔ اسلامی دنیا میں سے کوئی زمین اس تخم ریزی کے لائق نہیں۔ سوائے اس پاک زمین (حجاز) کے جس سے اسلام کا سورج طلوع ہوا۔ اس لیے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ علماء محقّقین جن کو حق کہنے میں کسی کی ملامت مانع نہیں ہو سکتی۔ ان کی آواز بلند ہو۔ اور میں جانتا ہوں کہ اسلامی شہروں میں سمجھ دار روشن خیال علماء بکثرت پائے جاتے ہیں۔ پس ان میں سے ہر جماعت اپنی طرف سے چند لوگوں کو بھیجے جو یہاں حجاز میں وعظ و نصیحت کریں اور جو چیز ثابت رکھنے کے لائق ہے اُسے ثابت رکھنا بتا دیں۔

ہم کسی شخص کو خاص مذہب کے اختیار کرنے اور دین میں سے کسی خاص طریقے پر چلنے کے لیے مجبور نہیں کرتے۔ یہ کام علماء کے سپرد ہے۔ لیکن میں کسی حال میں بھی یہ پسند نہیں کرتا کہ جن بدعات خرافات کو شریعت اسلام اختیار نہ کرے اور عقل سلیم بھی اس سے انکار کرے وہ ظاہر ہوں۔ یہاں کوئی کسی کے مذہب یا عقیدے سے سوال نہیں کر سکتا لیکن یہ جائز نہ ہوگا کہ کوئی شخص اجماعِ مسلمین کے خلاف کرے یا مسلمانوں میں فتنہ برپا کرے[1]

شاہ نے اپنے خط میں علماء کو دعوت دی کہ جو کچھ شریعتِ محمّدیہ سے ثابت کریں گے اس پر عمل کیا جائے گا۔

چنانچہ جب مولانا شوکت علی نے مؤتمر میں یہ تجویز پیش کی کہ قبہ جات کو دوبارہ بنانے پر غور و فکر کرنے کے لیئے علماء اسلام کی کانفرنس بلائی جائے تو ان کی اس تجویز کو قبول کر لیا گیا۔ اور مؤتمر میں پاس ہونے والی یہ آخری تجویز تھی۔ قباجات کے سلسلے میں حدیث کے حوالہ سے پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ اسلام میں ایسی

---

[1] الحدیث۔ ۶۔ اگست ۱۹۲۶ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باتوں کی اجازت نہیں ہے۔ شاہ عبدالعزیز نے جو کچھ کیا عین قرآن و سنت کے مطابق کیا لیکن معترض حضرات کو بھی موقعہ دیا کہ اگر میں نے غلط انداز اختیار کیا ہے تو قرآن و سنت کی روشنی میں میری اصلاح کر دو۔

مولانا کی واپسی

حضرت مولانا ثناء اللہ فریضۂ حج کی ادائیگی اور پہلی مؤتمر اسلامی میں شریک ہونے کے بعد جدّہ سے اُیس۔ ایس۔ اکبر" میں سوار ہو کر ۱۸۔ اگست کو کراچی اور ۲۰۔ اگست کو بخیر و عافیت امرتسر تشریف لے آئے۔ واپس آتے ہی اللہ کے دین کی نشر و اشاعت اور تبلیغ میں مصروف و مشغول ہو گئے۔

چند ہمعصر اھلحدیث بزرگ حضرات

ا۔ مولانا شمس الحق ڈیانوی

اہلحدیث کے چیدہ اور برگزیدہ علماء میں سے تھے۔ ان کے پاس ایک عظیم کتب خانہ تھا۔ جس میں نایاب مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتب کے ساتھ نادر قلمی کتابیں بھی موجود تھیں۔ اس لحاظ سے یہ کتب خانہ ہندوستان میں منفرد حیثیت کا متحمل تھا۔ اطرافِ ہندوستان کے علاوہ بغداد، عمان اور نجد سے بھی طلبہ فیض حاصل کرنے کے لیے ان کے پاس حاضر ہوتے۔

عربی میں کئی ایک کتابیں لکھیں جن میں غایۃ المقصود شرح سنن ابی داؤد، ہدایۃ اللوزعی بنکات الترمذی شرح مقدمہ مسلم۔ افادۃ الرسوخ بمعرفۃ الشیوخ بہت مشہور ہیں۔

رئیس اعظم ہونے کے باوجود بڑے خلیق، ہنس مکھ، کشادہ روح، حلیم الطبع، سخی، مہمان نواز۔ زاہد اور عابد تھے۔ ۲۱ مارچ ۱۹۱۱ء میں اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر ربِّ حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

لہ حاشیہ سیرت ثنائی۔ ص ۲۷۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲۔ امام عبدالجبار غزنوی

بڑے عالم و فاضل، جامع معقول و منقول، خاندان غزنویہ کے روشن چراغ، مدرسہ غزنویہ، تقویۃ اللسان کے بانی اوّل، صاحب نسبت و صاحب دل اور اولیاء اللہ میں شمار ہوتے تھے۔ اپنے والد محترم و مکرم حضرت عبداللہ غزنویؒ کے صحیح جانشین تھے۔ غزنی سے ان کے ساتھ ہی ہجرت کر کے آئے۔ اور ہر قسم کی تکالیف و مصائب برداشت کرنے میں ان کے شریک رہے۔ توحید و سنّت کا بول بالا کرنے میں زندگی صرف کر دی۔ ان کے مدرسہ کا فیض دُور دُور ملکوں تک پہنچا۔ مولانا داؤد غزنویؒ انہی کے خلف الرشید اور انہی کے جانشین تھے۔ ۱۲۶۸ھ میں اس دنیا میں تشریف لائے اور ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ میں اس کو خیرباد کہہ دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۳۔ مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالویؒ

ان کا وطن بٹالہ تھا، لیکن زیادہ تر قیام لاہور میں رہا۔ اپنے اخبار "اشاعت السنّہ" کے ذریعے مسلک اہلحدیث کی بہت خدمت کی۔ کوشش کر کے انگریزی سرکار کے دفاتر سے لفظ "وہابی" کی جگہ لفظ "اہلحدیث" درج کروایا۔ لاہور میں آٹھ تراویح کی ترویج کا باعث بھی وہی بنے۔ قادیانی فتنہ کی خبر سب سے پہلے انہوں نے لی اور اس کا محاسبہ کرنے میں سرخیل ثابت ہوئے۔ زاہد۔ عابد۔ متقی۔ پرہیزگار اور شب زندہ دار تھے۔ ۸۵ سال کی عمر میں فالج گرنے کی وجہ سے ۲۹ جنوری ۱۹۲۰ء میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا ثناء اللہ نے بٹالہ جا کر نماز جنازہ پڑھائی[1]

---

[1] حاشیہ سیرت ثنائی۔ ص ۲۶۸

[2] ایضاً ص ۳۷۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

۴۔ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ

مولانا ثناء اللہ کے دست راست تھے۔ اکثر مناظروں اور اجلاس میں مولانا کے ساتھ شریک اور ممد و معاون رہتے۔ دونوں خوبصورت اور وجیہ ہونے کی وجہ شیخین کے لقب سے پکارے جاتے۔ حضرت مولانا جب حج اور مؤتمر اسلامی میں شرکت کے لیے مکّہ تشریف لے گئے تو ان کی غیر موجودگی میں مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی ہی اخبار "اہلحدیث" کی نگرانی فرماتے تھے۔ مسلمانوں کو مولانا ثناء اللہؒ کی غیر حاضری کا احساس تک نہ ہونے دیا۔ بذاتِ خود شعلہ بیان مقرر اور کامیاب مصنّف تھے۔ ان کی تصانیف میں سے تاریخ اہلحدیث۔ تفسیر الدر النظیم۔ تفسیر سورۃ کہف۔ تفسیر سورہ فاتحہ۔ واضح البیان۔ شہادت القرآن۔ سیرت المصطفیٰ ان کی قابلیت پر دال ہیں۔ ۱۸۷۳ء میں پیدا ہو کر ۱۲ جنوری ۱۹۵۶ء میں وفات پائی[1]

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۵۔ مولانا عبدالقادر قصوریؒ

اگرچہ آبائی وطن اورنگ آباد ضلع سیالکوٹ تھا لیکن دلاور چیمہ میں ولادت ہوئی۔ مولانا غلام احمد بن غلام حسین بن عبداللہ رحمہم اللہ یعنی والد، دادا اور پردادا سب عالم تھے۔ لہٰذا ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اس کے بعد اورنٹیل کالج میں داخلہ لے کر امتحان دینے پر پنجاب بھر میں اوّل آئے۔ جب وکالت کا امتحان دیا تو اس میں بھی اول آئے۔ قصور جا کر وکالت شروع کر دی جس پر قصوری کہلائے۔ مذہبی اور سیاسی میدان میں ساری زندگی سرگرم رہے۔ بڑے فیاض، سلیم الطبع، صائب الرائے، غیور، راست باز اور مستقل مزاج تھے۔ انجمن اہل حدیث صوبہ پنجاب کے صدر رہے۔ جماعت اہلحدیث کی فلاح و ترقی کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔ ۱۶ نومبر ۱۹۴۲ء میں جماعت اہلحدیث ان سے محروم ہو گئی۔ مولانا محی الدین احمد بی۔ اے

---

[1] ماخوذ من تعارف واضح البیان [2] حاشیہ سیرت ثنائی: ص ۲۴۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میاں محمود علی ایم اے کینٹب، مولوی احمد علی اور میاں محمود علی کو ان کی اولاد ہونے کا شرف حاصل ہے [1]
انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۶۔ مولانا ابوالقاسمؒ بنارسی

نام محمد کنیت ابوالقاسم لقب سیف الاسلام تھا۔ یکم شوال ۱۳۰۷ھ بنارس میں پیدا ہوئے۔ آبائی وطن کنجا ضلع گجرات تھا لیکن جب والدِ محترم مولانا محمدؒ سعید محدث مرحوم بنارس میں اقامت گزین ہوئے تو بنارسی مشہور ہوئے۔ مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادیؒ۔ مولانا شمس الحق ڈیانویؒ اور شیخ حسین یمنیؒ سے فیض پاکر ساری زندگی درس و تدریس میں گزار دی۔ بخاری اور مسلم تقریباً ۳۹ مرتبہ پڑھائی۔ سات سو طلبہ نے ان سے سندیں حاصل کیں۔ بہترین مقرر اور مناظر تھے۔ دین کے ساتھ ملکی سیاست میں بھی حصہ لیتے تھے۔

۲۵ نومبر ۱۹۳۹ء جمعہ کے دن بنارس میں ان کا انتقال ہوا [2] اللّٰھمّ اغفرلہ وارحمہ انّا للہ وانا الیہ راجعون۔

۷۔ مولانا حافظ عبداللہؒ روپڑی

اہلحدیث کے ممتاز علماء فضلاء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ فقہ الحدیث میں مجتہدانہ بصیرت رکھتے تھے۔ ۱۸۸۴ء میں موضع کیمرپور ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ امام عبدالجبار غزنویؒ کے مدرسہ غزنویہ میں تفسیر، حدیث اور فنون کی کتابیں پڑھ کر مزید مہارت حاصل کرنے کے لیے دہلی چلے گئے۔ مولانا اسحاق منطقی سے منطق میں اور عربک کالج سے مولوی فاضل کی سند حاصل کی۔ ۱۹۱۴ء میں تعلیم سے فارغ ہو کر امرتسر آ گئے۔ اور ۱۹۱۵ء میں روپڑ میں مقیم ہو گئے۔ وہیں سے دین کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کا سلسلہ شروع کر دیا۔

---

[1] حاشیہ سیرت ثنائی۔ ص ۲۳۹۔ [2] ایضاً ص ۳۸۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وعظ و نصیحت کرنے کے ساتھ بہت سی کتابیں لکھیں اور "تنظیم اہلحدیث" کے نام سے ایک اخبار جاری کیا جو کہ پاکستان بننے کے بعد آج تک جاری ہے۔ مولانا حافظ عبداللہؒ کو اللہ تعالےٰ نے فتوےٰ لکھنے میں بڑی گہری بصیرت سے نوازا تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی میں اخباری مصروفیت کے باوجود تقریباً ۴۲ کتابیں اور رسالے لکھے۔ علم و معرفت کا یہ سورج ۲۰۔ اگست ۱۹۶۴ء تقریباً ۸۰ سال عمر پانے کے بعد بمقام لاہور غروب ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۸۔ مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری

ان مشاہیر اسلام میں تھے جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنے دین سے نوازنے کے ساتھ دنیاوی عزت و مرتبہ سے بھی مالا مال فرمایا تھا۔ ریاست پٹیالہ میں درجہ اوّل کے جج تھے۔ اور اپنی دیانتداری، عدل گستری اور منصف مزاجی کی وجہ سے مہاراجہ پٹیالہ کے ہاں انہیں بڑا رسوخ اور اعتماد حاصل تھا۔ لیکن دینی اور جماعتی خدمات سرانجام دینے سے ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔ اپنے علم و فضل اور ذاتی اثر و رسوخ کے باعث جماعت میں ان کو بڑی عزت و تکریم حاصل تھی۔ جب بھی جہاں جماعت کو ان کی ضرورت محسوس ہوئی تمام مصروفیات کے باوجود وہاں پہنچ جاتے تھے۔ ۱۹۲۸ء میں جب جماعت میں تشتت و افتراق کی ہوا چلنے لگی اور جماعت انتشار کا شکار ہو رہی تھی۔ تو حضرت مولانا ابوالوفاء کی تحریک پر آپ انجمن اہلحدیث صوبہ پنجاب کے صدر مقرر ہوئے۔ قاضی صاحب نے کئی ایک کتابیں بھی لکھیں جن میں "رحمۃ للعالمینؐ" کو وہ مقام حاصل ہوا جو بہت کم کتابوں کو نصیب ہوا۔ حضرت قاضی صاحبؒ بلند پایہ کے شاعر بھی تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے ایک ایسا وجد آفرین شعر فرمایا جو کہ ان کی وفات پر عین صادق ثابت ہوا۔

میرا مرقد میرے احباب کے سینے ہوں گے
تودۂ خاک کو مت جانیو تربت میری

لے ماخوذ من اہل حدیث کے امتیازی مسائل۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ جب قاضی صاحب حج پر تشریف لے گئے تو واپس آتے ہوئے جہاز میں ہی ربِّ حقیقی سے جا ملے اور قانون کے مطابق ان کے جسمِ خاکی کو سمندر کے حوالے کر دیا گیا۔ اور ان کا مرقد احباب کے سینوں میں بن گیا۔

کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

کون کہتا ہے کہ مر کے فنا ہو جاؤں گا　　میں تو دریا ہوں سمندر میں اُتر جاؤں گا

قاضی صاحب بڑے متقی پرہیزگار اور صاحبِ تقویٰ انسان تھے۔ تواضع اور انکسار ان کا طغرائے امتیاز تھا۔ مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تعلیم کو اپنانے اور اس پر عمل کرنے کی رغبت دلانے میں زندگی گزار دی۔ "رحمت للعالمین" کو پڑھ کر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم سے کس قدر محبت تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سیرت کو جس طرح اُنہوں نے اجاگر کیا ہے اُس کی مثال تاریخِ سیر میں کم ہی ملتی ہے۔

اللھمّ اغفرلھم وارحمھم وعافھم واعف عنھم وادخلھم جنۃ الفردوس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ــــــ ۱۲

مَنَاظِرے و مباحثے

مجرد ثلاثی نظر سے مفاعلة کے وزن پر ناظر یناظر مناظرہ بنتا ہے جو بحث و مباحثہ باہمی علمی گفتگو اور اختلاف کی صورت میں دلائل کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

امام اصفہانی نے مفردات القرآن میں لکھا ہے کہ النظر کا معنی کسی چیز کو دیکھنے یا اس کا ادراک کرنے کے لیے آنکھ یا فکر کو جولانی دینے کے ہیں۔ پھر کبھی اس سے محض غور و فکر کرنے کا معنی مراد لیا جاتا ہے۔ اور کبھی اس معرفت کو کہتے ہیں جو غور و فکر کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ محاورہ ہے۔ نَظَرْتَ فَلَمْ تَنْظُرْ تو نے دیکھا لیکن غور نہیں کیا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ "کہہ دیں دیکھو آسمانوں میں کیا ہے"

یہاں اُنْظُرُوْا کے معنی غور کرنے کے ہیں[۱]

مذکورہ بالا توضیح و تشریح سے معلوم ہوا کہ مناظرہ سے مراد کسی مختلف فیہ مسئلہ میں فریقین کے پیش کردہ دلائل پر غور و فکر کر کے حق تک پہنچنا ہے یا فریقین کا ایک دوسرے کو حق پر مبنی دلائل پیش کرنا ہے تاکہ غور و فکر کے بعد راہِ حق سے ہٹنے والا سیدھے راستے پر آ جائے۔

قرآن کے دو طریقے

قرآن پاک میں اس انداز کی گفتگو کو دو صورتوں میں پیش کیا گیا ہے۔ ایک صورت تو عند اللہ محمود و مقبول ہے اور دوسری مردود و ناپسندیدہ ہے۔

تخلیقِ آدم علیہ السّلام پر جب فرشتوں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا:

---

[۱] مفردات القرآن۔ ن ظر۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ [1]

کیا تو اسے اس میں خلیفہ بنانے گا جو اس میں فساد کرے گا اور خون بنائے گا۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ [2]

"بے شک میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے نام سکھا دیئے پھر ان کو فرشتوں پر پیش کر کے فرمایا۔ اگر تم سچے ہو تو ان کے نام مجھے بتاؤ"

فرشتوں نے فوراً ہی اپنی کم علمی کا اقرار کر لیا۔

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ [3]

" فرشتوں نے کہا تو پاک ہے۔ ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا تو نے ہمیں سکھایا بیشک تو علیم و حکیم ہے"

یہ طریقہ عند اللہ مقبول و محمود ہے۔ اور یہی طریقہ صلحاء کا ہے کہ اگر کسی بات میں اشکال پیدا ہو جائے تو اُسے افہام و تفہیم سے حل کر لیا جائے جب حق معلوم ہو گیا تو اسے اپنا لیا جائے۔ دوسرا طریقہ شیطان کا ہے۔ جب اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السّلام کی تخلیق کے بعد فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السّلام کو سجدہ کریں تو اُنہوں نے فوراً حکم کی تعمیل کی لیکن شیطان نے انکار کر دیا۔ اللہ تعالےٰ نے اُس سے پُوچھا۔

يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ۝

"اے ابلیس جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا اُس کو سجدہ کرنے سے تجھے کونسی چیز مانع ہوئی کیا تو نے تکبر کیا یا تو بڑے لوگوں میں سے"

---

[1] سورۃ البقرۃ: آیت ۳۰ [2] ایضًا: ۳۱ [3] ایضًا: ۳۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ[1]

ہے۔اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کی مٹی سے تخلیق کی۔"

یہاں شیطان نے کج بحثی اختیار کی۔ اور سجدہ نہ کرنے کی گھٹیا دلیل پیش کر دی۔ مردود و رجیم نے یہ نہ سمجھا کہ حقیقتاً وہ سجدہ آدم علیہ السّلام کو نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو سجدہ تھا۔ لیکن اُس نے معاملے کو سمجھنے کی بجائے، حق کو پانے اور اپنانے کی بجائے اپنی نفسی خواہش کی اتباع کرتے ہوئے حق کو ٹھکرا دیا۔ یہ طریقہ اور انداز عنداللہ ناپسندیدہ اور مردود ہے۔

بنو آدم میں سے جس نے اشکال و اختلاف پیدا ہونے کی صورت میں حق کو اپنایا اُس نے ملائکہ کا طریقہ اختیار کیا اور جس نے حق کو ٹھکرایا اُس نے شیطان لعین کا راستہ اپنایا۔

قرآن کے دو مناظرے

ویسے تو تمام انبیاء علیہم السّلام کے ان کی اپنی اپنی اُمتوں میں سے مخالفت کرنے والے افراد کے ساتھ مناظرے اور مباحثے ہوئے لیکن دو مناظرے بڑے ہی زبردست تھے۔ ایک حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا نمرود کے ساتھ اور دوسرا حضرت موسٰی علیہ السّلام کا فرعون کے ساتھ۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَاۗجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ۭ قَالَ اِبْرٰهٖمُ

کیا آپ کو اُس شخص کا حال معلوم نہیں جس نے ابراہیم علیہ السّلام سے ان کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے بادشاہی عطا فرمائی تھی جب ابراہیمؑ نے کہا کہ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے

---

[1] سورۃ ص۔ آیت ۷۵-۷۶۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَإِنَّ اللّٰهَ يَأْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ؂۱

وہ بولا میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ ابراہیم علیہ السّلام نے کہا بے شک اللہ تعالیٰ سورج مشرق سے طلوع کرتا ہے تم اس کو مغرب سے چڑھاؤ پس وہ کافر حیران رہ گیا اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

دوسرے مقام پر بُتوں کو توڑنے کے بعد جب ابراہیم علیہ السّلام کی گفتگو جاہل و مشرک قوم سے ہوتی ہے تو آپ اُن سے پُوچھتے۔

أَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ۝ أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط أَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ؂۲

"ابراہیم علیہ السّلام نے کہا کیا تم اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہو جو تمہیں نہ نفع دیتے ہیں نہ نقصان حیف ہے تم پر اور ان پر کہ جن کی اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو۔ تم عقل کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا اس کو جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو۔"

نمرود اور اس کی قوم نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے دلائل سننے کے بعد اور لاجواب ہونے کے باوجود حق کو ٹھکرا دیا۔ ان کی عزّت و احترام کرنے کی بجائے ان کو زندہ جلانے کا پروگرام بنا لیا۔

اسی طرح مُوسیٰ علیہ السّلام کی باتیں سُننے اور نشانیاں دیکھنے کے بعد فرعون نے کہا۔

اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ؂۳

بے شک یہ بڑا علم والا جادوگر ہے۔"

فرعون کے جادوگر بھی حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی عظمت کے قائل ہو گئے لیکن فرعون پھر بھی نہ مانا۔ بلکہ ان سے کہا۔

؂۱ سورۃ البقرہ: آیت ۲۵۸ ؂۲ سورۃ الانبیاء: آیت ۶۶-۶۷-۶۸ ؂۳ سورۃ الشعراء: آیت ۳۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۔[1] "بے شک یہ تمہارا سردار ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے"

نمرود اور فرعون کا طریقہ عند اللہ مردود اور ناپسندیدہ ٹھہرا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں پر اپنے عذاب کو مسلط کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا مناظرہ و مباہلہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب سارے عرب پر غالب آ گئے اور اسلام نہایت تیزی کے ساتھ عرب میں پھیل گیا۔ اطرافِ عرب سے مختلف وفود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک وفد نجران کے عیسائیوں کا تھا۔ انہوں نے مسجدِ نبوی میں اپنے طریقے پر نماز ادا کرنے کے بعد آپ سے گفتگو کی۔ آپ نے جب ان پر اسلام پیش کیا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ان کے عقیدے کا ابطال فرمایا۔ تو انہوں نے پوچھا اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے نہیں تو ان کا باپ کون ہے[2]

عیسائیوں کے اس اعتراض کا جواب اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ[3] "بے شک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ کے نزدیک آدم علیہ السلام جیسی ہے ان کو مٹی سے بنایا پھر ان کے لیے کہا ہو جا تو وہ ہو گئے۔"

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ نہ ہونے کی وجہ سے ان کو خدا کا بیٹا بنا لیا گیا۔ حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام کا نہ باپ تھا نہ ماں۔ تو پھر ان کے بارے میں کیا کہو گے؟

---

[1] سورۃ الشعراء: آیت ۴۹ [2] تفسیر ابن کثیر: ص ۳۶۸ ج ۱۔ تفسیر ابن جریر ص ۱۵۹ ج ۳

[3] سورۃ آل عمران: آیت ۵۹۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صحابہؓ اور ان کے بعد فنِّ مناظرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے صحابہؓ میں جب کبھی اختلاف ہوتا تو اسے قرآن و سنّت کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کی جاتی اور صحیح بات سامنے آجاتی تو اُسے اپنا لیا جاتا۔

تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں یہود و نصاریٰ، یونانی اور ایرانی فلسفہ سے متأثر ہونے والے اسلام میں جب داخل ہوئے تو انہوں نے اسلام کو اپنے سابقہ عقائد کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کی۔ اسی طرح جب نئے نئے مسائل سامنے آئے اور پیچیدگیاں پیدا ہوئیں تو فلسفی رجحان رکھنے والوں نے ان مسائل اور پیچیدگیوں کو عقل سے حل کرنے اور اسلام کی عظمت کو حکمت اور فلسفہ سے ثابت کرنے کے انداز کو اپنایا۔ اس سلسلہ میں معتزلہ، اشاعرہ پیش پیش رہے۔ افہام و تفہیم کے لیے ہونے والی گفتگو نے باقاعدہ فن کی صورت اختیار کر لی اور یہ فن اپنے انتہائی عروج پر مامون رشید کے زمانے میں پہنچا۔

ہندوستان میں مناظرے

اسلامی سرحدوں میں توسیع کی وجہ سے دنیا کے مختلف خطّوں تک اسلام پہنچ گیا۔ مرورِ زمانہ کے ساتھ اسلام کے اندر گروہ بندی نے بھی اپنی جڑیں مضبوط کر لیں۔ اندھی تقلید کی وجہ سے اجتہاد کے دروازے بند کر دیے گئے۔ اہلِ سُنّت والجماعت کو ائمہ اربعہ کی تقلید تک محدود کر دیا گیا۔ ان حالات میں عُلماءِ اسلام غیر مسلموں میں اسلام کی تبلیغ کرنے کے ساتھ آپس میں بھی اُلجھے رہتے تھے۔ مسلم بادشاہوں کے درباروں میں ایسے مناظرے عام ہوتے رہتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ اکبر بادشاہ کے دینِ الٰہی جاری کرنے کی وجہ بھی یہ تھی کہ عُلماءِ اسلام کے ذاتی اختلافات سے وہ تنگ آگیا اور اس نے خود اپنا ایک نیا دین جاری کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کے لیے علماءِ حق پیدا کئے جو دین میں بگاڑ پیدا کرنے والوں کے ساتھ ٹکرائے اور دینؔ کو کسی نہ کسی طرح مسخ اور ختم ہونے سے بچائے رکھا۔

www.KitaboSunnat.com
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انگریز کے ہندوستان پر قابض ہو جانے کے بعد ایک مرتبہ اسلام پر پھر یورش ہوئی۔ اور یہ حملہ بڑا ہی خطرناک تھا کیونکہ اس مرتبہ عیسائی، آریہ اور مرزائی مل کر حملہ آور ہوئے اور اس سلسلہ میں ان کو ایسے اسلامی عنصر کی بھی تائید حاصل تھی جو کہ ناسمجھی کی وجہ سے گروہ بندی کر کے اسلام کو نقصان پہنچا رہا تھا۔ عیسائیوں نے حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی افضلیت اور عیسائیت کی حقانیت کو ثابت کرنے میں زور لگا دیا۔ آریہ نے اسلام پر استہزاء کرنے کے ساتھ قرآن پر ۱۵۹۔ اعتراضات کر دیئے۔ مرزائیوں نے فتنۂ نبوّت سے مسلمانوں میں افتراق و نفاق کا بیج بو یا۔ بعض گروہ بندی کرنے والے مسلم علماء نے تصوّرِ توحید کو مسخ کر دیا۔ اور مسلمانوں میں ایسے عقائد کو رائج کیا جو کہ سراسر غیر اسلامی تھے۔

مولانا ثناءُ اللہؒ

یہ وہ حالات تھے جن کی بناء پر ہندوستان میدانِ مناظرہ بن گیا۔ ایک دوسرے کے خلاف تقریریں کی جاتیں۔ تحریروں کے ذریعے اپنے اپنے مسلک اور مذہب کو ثابت کیا جاتا۔ یہی وجہ تھی کہ مولانا ثناء اللہ نے جب ہوش سنبھالا تو ان کا طبعی رُجحان مناظروں کی طرف مائل تھا۔ پادری اور آریہ پرچارک سڑکوں اور چوکوں میں کھڑے ہو کر تقریریں کیا کرتے تھے۔ لوگ ان سے اگر چاہتے تو سوال کرتے اور وہ جواب دیتے۔ لڑکپن میں مولانا ثناء اللہ نے بھی ایسی تقریروں میں پادریوں اور آریوں کو چپ کرا دینے والے سوالات کئے تھے۔ ایسے اجتماعوں میں مولانا خاص دلچسپی لیتے اور فرصت کے وقت میں چرچ جا کر پادریوں کی تقریریں بھی سُنا کرتے تھے۔

تعلیم سے فارغ ہوتے ہی سب سے پہلے مولانا نے ان ہی مظاہرین کو اپنا توجہ کا مرکز بنایا۔ عیسائی، آریہ اور مرزائی کتب کا مطالعہ کیا اور ان کی چالاکیوں اور فریب کاریوں کا پول کھولنے کے لیے میدان میں اُتر آئے۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ ان کو رئیس المناظرین تسلیم کر لیا گیا۔

اعزاز خصوصی

حضرت مولانا کے لیے سب سے زیادہ قابلِ فخر بات یہ ہے کہ اسلام کی مدافعت اور سربلندی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے لیے ان لوگوں نے بھی اپنی طرف سے ان کو مناظرہ کرنے کے لیے پیش کیا جو کہ مسلک میں ان سے نہ صرف اختلاف رکھتے تھے بلکہ ان پر کفر کے فتوے بھی لگاتے تھے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ جب مولانا کے غیر مسلموں سے مناظرے ہوئے تو بڑے بڑے اچھے ماحول اور پُرامن فضا میں ہوتے لیکن جب خود اپنے دینی بھائیوں سے ہوتے تو بیشتر اوقات لڑائی، جھگڑا اور ہنگامہ آرائی تک نوبت پہنچ جاتی۔

مولانا کے مناظرے

یوں تو مولانا نے اپنی زندگی میں سینکڑوں مناظرے کیے لیکن یہاں ان کے چند ایک کا حال نقل کیا جاتا ہے۔

آریہ سے مناظرے

حضرت مولاناؒ پاکستان بننے تک آریہ کی طرف سے اسلام کے خلاف ہونے والی کارروائی کا دندان شکن جواب دیتے تھے۔ اخباری یا اشتہاری سلسلہ جاری ہوتا تو اپنے اخبار کے ذریعے برابر اس کا محاسبہ کرتے۔ اگر کوئی آریہ پرچارک تقریر کے ذریعے چیلنج دیتا تو آپ فوراً چیلنج قبول کرتے ہوئے جواب کے لیے پہنچ جاتے۔ آریہ مناظر اپنے مخالفوں کو اکثر تحریری مناظرے کی دعوت دیتے۔ یعنی جو بات کہنی ہو اُس کو پہلے مقررہ وقت میں لکھ لیا جائے۔ پھر سامعین کے سامنے پڑھا جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ انداز بڑا ہی مشکل تھا۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ بات تو اچھی طرح کر سکتے ہیں لیکن اچھی لکھ نہیں سکتے۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اچھی طرح تو لکھ سکتے ہیں لیکن اس کو اچھی طرح ادا نہیں کر سکتے۔ اس انوکھے اور نئے انداز کے مطابق ہر کوئی مناظرہ میں حصّہ نہیں لے سکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسلامی خدمت کے لیے مولانا ثناء اللہ کو بہت سی نعمتوں سے نواز رکھا تھا۔ جن میں سے ایک یہ تھی کہ تقریر کی ادائیگی میں جتنی مہارت رکھتے تھے۔ اتنا ہی زور ان کے قلم میں تھا۔ لہٰذا آریہ کے چیلنج کو قبول کرنے میں ان کو کوئی دقّت پیش نہ آتی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بلکہ ان کے لیے باعثِ راحت ہوتی۔

مناظرہ نگینہ

ضلع بجنور میں نگینہ کے مقام پر آریہ کا بہت زور تھا۔ ہر جلسہ میں مسلمانوں کو چیلنج کر دیتے تھے۔ بالآخر جب آریہ کی شورش حد سے بڑھ گئی، تو مسلمانوں نے مناظرے کے چیلنج کو قبول کر لیا۔ ہندوستان سے چیدہ چیدہ علماء کو مناظرہ میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ نگینہ کے مسلمانوں کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے چوٹی کے علماء کرام ہندوستان کی اطراف سے نگینہ پہنچ گئے جن میں سے چند کے نام حسب ذیل ہیں[1]

۱۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ۔

۲۔ حضرت مولانا احمد حسنؒ۔

۳۔ حضرت مولانا محمد حسنؒ۔

۴۔ حضرت مولانا علی احمدؒ۔

۵۔ حضرت مولانا ابو رحمتؒ میرٹھی۔

۶۔ حضرت مولانا ابوالفرحؒ پانی پتی۔

رئیس المناظرین مولانا ثناء اللہ کی شہرت کی بناء پر ان کو بھی دعوت دی گئی۔ جب مولانا وہاں پہنچے تو متفقہ طور پر مناظرہ کی ذمہ داری ان ہی کو سونپ دی گئی۔ آریہ کی طرف سے ماسٹر آتما رام مناظر مقرر ہوا۔ پنڈت کر پارام اور لالہ وزیر چند ایڈیٹر "آریہ مسافر" اس کی مدد اور معاونت کے لیے وہاں موجود تھے۔ مناظرہ کا موضوع "الہام" تھا۔ طے پایا تھا کہ یہ تحریری مناظرہ ہوگا۔ حسب شرائط ۵ جون سے ۱۴ جون تک یہ مناظرہ جاری رہا۔ اللہ تعالےٰ نے مولانا کو فتح و کامیابی عطا فرمائی۔ مناظرے کی کامیابی پر گیارہ ہندو آریہ مسلمان ہو گئے اور محمد عمر کرت پوری جو کہ پہلے مرتد ہو کر آریہ سماج میں داخل ہو گیا۔ واپس

---

[1] اہلحدیث۔ ۲۶۔ اگست ۱۹۰۴ء [2] ایضاً۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں چلا آیا[1]

آریہ نے جب اس مناظرہ کی رُوداد کو غلط رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی تو مولانا نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے "اہلحدیث" کے متعدد پرچوں میں ان کی کوششوں کو ناکام بنا دیا[2]

مناظرانہ خورجہ

خورجہ ضلع بلند شہر میں مدرسہ قاسم العلوم کے صدر مدرس مولانا مبارک حسین صاحب سنبھلی کی وہاں آریہ سے چھیڑ چھاڑ رہتی تھی۔ ایک مرتبہ آریہ گزٹ کے اسسٹنٹ ایڈیٹر پنڈت چندر پرکاش کی مولانا مبارک حسین صاحب سے گفتگو ہوئی۔ اسلام کی حقیقت کو پاتے ہی مسلمان ہو گئے اور عبدالرحمن نام رکھا۔ آریہ کو آگ لگ گئی۔ ایک عظیم مناظرہ کی تیاری شروع کر دی۔ مسلمانوں نے بھی ان کے مقابلے کے لیے مولانا مرتضیٰ حسن مُرادآبادی، حضرت مولانا سیّد انور شاہ کشمیری صدر مدرس دیوبند اور مولانا محمد ابراہیم دہلوی کو بلوا لیا۔ مگر فیصلہ یہ ہوا کہ شیرِ پنجاب مولانا ثناء اللہ کو ہی مناظرِ اسلام مقرر کیا جائے۔ مولانا ثناء اللہؒ ان دنوں ویلم ضلع مظفر نگر میں آریہ سماج ہی کے ساتھ ایک مناظرے میں مصروف تھے۔ مولانا مبارک حسین خود ویلم پہنچے۔ ۱۵۔۱۶۔۱۷ مارچ ۱۹۱۸ء کو رئیس المناظرین کی خوش بیانی اور کامیابی کا مشاہدہ کیا۔ اور خورجہ تشریف لے چلنے کی درخواست کی۔ مولانا نے عذر خواہی کی کہ بہت تھک چکا ہوں، اس لیے معذور سمجھیے۔ لیکن ۱۸ مارچ کو مولانا مبارک حسین ان کو خورجہ لے ہی آئے۔ ۱۹ مارچ کو تحریری مناظرہ شروع ہُوا۔ آریہ کی طرف سے دو تین مہاشوں نے مولانا کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی لیکن ناکامیابی کے بعد بھاگ گئے[3]

قادیانیوں سے مناظرے

پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ مولانا نے جب مرزا کی کذب بیانی اور دجالی پر گرفت کی تو اس نے

---

[1] "اہلحدیث" ۲۶۔ اگست ۱۹۰۴ء [2] "اہلحدیث" ۲۹ جولائی سے ۲ ستمبر ۱۹۰۴ء [3] سیرت ثنائی۔ ص ۳۱۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قادیان میں مناظرہ کی دعوت دے لیکن جب مولانا وہاں پہنچے تو مرزا کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی لیکن اخباری اور اشتہاری چھیڑ چھاڑ کو جاری رکھا۔ مولانا نے جب اس کو کذّاب، دجّال اور جھوٹا ثابت کر دیا تو اس نے ایک سبز اشتہار "مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" کے عنوان ۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع کیا اور مولانا نے درخواست کی کہ اسے اپنے اخبار میں چھاپ دیں۔ مولانا نے اس کی خواہش کے مطابق اس عبارت کو ۲۶ راپریل ۱۹۰۷ء کے اہل حدیث میں نقل کر دیا۔ جس کی تفصیل پہلے لکھی جا چکی ہے۔ اپنی ہی بد دعاء کے مطابق جب مرزا ہیضہ کی بیماری میں مبتلا رہنے کے بعد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اگلے جہان پہنچ گیا تو اس کے چیلے مرزائی مبلغوں نے شیر پنجاب سے چند ایک مناظرے کئے۔ ظاہر ہے ان کا آقا و مولا جب فخر اسلام کا مقابلہ نہ کر سکا تو اس کے مریدوں کو کہاں کامیابی ہو سکتی تھی لیکن شیطان کی پیروی کرنے والوں کو یہ خیال تھوڑا ہی ہوتا ہے کہ ہم نے حق کی جستجو کرنی ہے۔ جب مل جائے تو راہِ حق کو اپنا لینا ہے۔ ایسے شیطانوں اور لعینوں کا کام تو محض لوگوں کو گمراہ کرنا ہوتا ہے۔ لہٰذا مولانا سے ایک مقام پر شکست کھاتے تو دوسرے مقام پہ پھر چیلنج کر دیتے لیکن مولانا نے ہر مقام پر ان کے دانت کھٹے کر دیتے۔ ان مناظروں میں ایک دو کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

مناظرہ رام پور

نواب رام پور کے ملازمین خاص میں سے منشی ذوالفقار علی قادیانی ہو گیا۔ اس کا چچا زاد بھائی حافظ احمد علی حنفی العقیدہ تھا جو کہ قادیانیوں کے سخت خلاف تھا۔ دونوں بھائیوں میں خوب بحث ہوتی اور بعض اوقات تو نواب صاحب بھی دلچسپی لیتے۔ ایک دن نواب صاحب نے ان دونوں سے کہا تم دونوں اپنے اپنے جیّد علماء کو یہاں بلا کر ہمارے سامنے مناظرہ کرا کر فیصلہ کر لو۔ مناظرے کا سارا خرچہ ہم برداشت کریں گے نواب صاحب کی خواہش کے مطابق ۱۰ جون ۱۹۰۹ء میں امام المناظرین مولانا ثناء اللہؒ اور مرزائیوں کے مناظر منشی قاسم علی کے درمیان "حیاتِ مسیح" پر نواب صاحب کی صدارت میں مناظرہ ہوا۔ اختتام پہ نواب صاحب نے فیصلہ حضرت مولانا ثناء اللہؒ کے حق میں دیا۔ اور ایک تحریر بھی لکھ دی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"مولانا ثناء اللہ صاحبؒ کی گفت گو ہم نے خود سُنی۔ مولوی صاحب نہایت فصیح البیان ہیں اور بڑی خوبی یہ ہے کہ برجستہ کلام کرتے ہیں۔ اُنہوں نے اپنی تقریر میں جس امر کی تمہید باندھی اُسے بہ دلائل ثابت کر دیا۔ اُن کے بیان سے ہم بہت محظوظ و مسرور ہوئے"۔ [1]

(نواب محمد علی خان (والیٔ ریاست)

فاتح قادیان

۱۹۱۲ء میں لدھیانہ کے مقام پر ایک انعامی مباحثہ ہوا۔ مرزا نے "مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ کے عنوان جو اشتہار شائع کیا تھا۔ مرزائیوں نے اس میں تاویلیں کرنی شروع کر دی تھیں۔ چنانچہ لدھیانہ کے مشہور بلیڈر سردار بچن سنگھ بی اے ایل ایل بی کی منصفی میں مناظرہ ہوا۔ مولانا نے خداداد حافظہ کی مدد سے مرزا ہی کی تحریرات میں سے مرزائیوں کے خلاف مواد جمع کر دیا۔ سردار بچن سنگھ نے تین سو روپیہ مرزائیوں سے لے کر مولانا کو دے دیا۔ جس کی وجہ سے ان کو فاتح قادیان کا لقب ملا [2]

عیسائیوں سے مناظرے

عیسائی مشنریوں کی کوششوں سے دو مسلم نوجوان عبدالحق اور سلطان محمد عیسائیت قبول کر کے پادری بن گئے پادری بننے کے بعد وہ دونوں عیسائیت کا حق ادا کرنے کی کوشش میں مسلمانوں کے خلاف جگہ جگہ تقریریں کرتے اور تحریروں کے ذریعے علماء اسلام کو چیلنج دیتے رہتے تھے۔ ان کے علاوہ اور بھی پادری عیسائیت کی نشر و اشاعت میں مصروف تھے۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ ان کو انگریزی حکومت کا پورا پورا تعاون حاصل تھا۔ ایک وقت ہندوستان میں ایسا بھی آیا کہ وہ اسلام اور دیگر مذاہب کے خلاف بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ توہین آمیز کلمات استعمال کرتے لیکن کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ ان کو روک سکے یا ان پر اعتراض کر سکے۔

---

[1] اخبار "اہلحدیث" ۳۰ جولائی ۱۹۰۹ء [2] نور توحید۔ ص ۴۶۔ سیرت ثنائی۔ ص ۲۲۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آہستہ آہستہ علماء اسلام نے ان کا محاسبہ کرنے کی ٹھانی اور اس جہاد میں حضرت مولانا ثناء اللہ پیش پیش رہے۔ عیسائیوں کے ساتھ اُن کے کئی ایک زبردست مناظرے ہُوئے۔ ان میں سے چند کا حال یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

مناظرہ لاہور

۱۹۱۰ء میں پادری جوالہ سنگھ سے بمقام لاہور مولانا کا مناظرہ "الوہیت مسیح" کے موضوع پر ہوا۔ پادری جو بھی دلیل پیش کرتا۔ مولانا اسے کاٹ کر رکھ دیتے۔ یہاں تک کہ پادری نے گھبرا کر کہا۔ مولانا میری کوئی دلیل تو رہنے دیں، اس پر مجمع ہنس پڑا۔ اسی مجمع میں عیسائیوں کا ایک پُورا خاندان عیسائیت چھوڑ کر مسلمان ہو گیا[۱]

مناظرہ گوجرانوالہ

انجمن اہل حدیث گوجرانوالہ کے سالانہ اجلاس میں جو کہ ۲۷۔ ۲۸ فروری ۱۹۲۶ء کو گوجرانوالہ میں منعقد ہوا۔ مولانا کا "مسئلہ توحید" پر پادری سُلطان محمدؐ سے مناظرہ ہوا۔ آٹھ دس ہزار کا مجمع تھا جس میں یورپین عیسائی بھی موجود تھے۔ مولانا کے پیش کردہ دلائل کا جواب جب پادری سُلطان محمد سے نہ بن سکا تو وہیں ایک عیسائی نوجوان مسلمان ہو گیا[۲]

مناظرہ الہ آباد

پادری عبدالحق کا ایک تحریری مناظرانہ مکالمہ ایک دیوبندی عالم سے "تثلیث اور توحید" پر بطریق علمِ منطق چل رہا تھا۔ جسے مولانا نے "اہلحدیث" کے ۲۷ ر اپریل ۱۹۳۴ء کے پرچے میں نہ صرف نقل کیا بلکہ خود بھی اس میں شامل ہو گئے۔ یہ تحریری مباحثہ عیسائی رسالہ المائدہ میں چھپ رہا تھا۔

---

[۱] سیرت ثنائی: ص ۳۲۸ [۲] ایضاً: ص ۳۳۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲۲ جُون ۴۴ ۱۹ء میں مولانا نے اس مباحثہ کا رُخ پُوری طرح اپنی طرف موڑ کر پانچ قسطوں میں خوب سیر حاصل بحث کی۔

عیسائی پادریوں میں عبدالحق بڑا پائے کا منطقی خیال کیا جاتا تھا۔ ۴۔۵ اگست ۴۴ ۱۹ء میں الٰہ آباد کے مقام پر مولانا سے مذکورہ بالا موضوع پر مناظرہ ہوا۔ جس میں بڑی منطقی اصطلاحیں استعمال کی گئیں۔ مولانا پادری عبدالحق کی طرف سے پیش کردہ منطقی دلائل کو آسان زبان میں پہلے سامعین کے سامنے پیش کرتے پھر اس کا جواب دیتے۔ مولانا نے اسے اس قدر تنگ کر دیا کہ خود ہی بول اُٹھا کہ کون کم بخت اُلوہیتِ مسیح کا قائل ہے۔

اِسلامی گروہوں سے مناظرے

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے چونکہ طریقہ سلف صالحین اپنایا تھا۔ جو بات قرآن و سُنّت اور اجماع سے ثابت ہوئی۔ صرف اسی کو اپنانے کے قائل تھے۔ لہٰذا ان کے مقلدین، اہلِ قرآن اور شیعہ سے بھی مناظرے ہُوئے۔ ان مناظروں سے مقصُود مولانا کا وہ نہ تھا جو کہ غیر مسلموں سے مناظرے کرتے ہوئے ہوا کرتا تھا۔ اسلامی گروہوں سے مجبُوراً مناظرہ کرنے پر تیار ہوتے اور ہمیشہ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا کے سبق کو پیشِ نظر رکھتے۔ چنانچہ ان کے بہت سے ایسے مناظروں میں خود مقلدین منصفوں نے ان کے حق میں فیصلے دیئے۔ احناف سے اکثر مناظرے تقلیدِ شخصی، علمِ غیب اور استمداد لغیر اللہ پر ہوتے تھے۔

۱۹۰۳ء میں امرتسر کے بریلوی حضرات کے ساتھ علمِ غیب پر مناظرہ ہوا۔ احناف کی طرف سے مولوی عبدالصمد خان صاحب اور اہلحدیث کی طرف سے مولانا ثناء اللہ مناظر مقرر ہُوئے منصفی کا کام حضرت مولانا احمد اللہ رئیس امرتسر (اہلحدیث) اور مصنّف تفسیر حقّانی حضرت مولانا عبدالحق دہلوی (احناف) کے سپُرد ہوا۔ یہ مناظرہ پہلے تحریری پھر تقریری ہوا۔ مناظرے کے اختتام پر منصفوں نے فیصلہ مولانا کے حق میں دے دیا [1]

www.KitaboSunnat.com

---

[1] نورِ توحید۔ ص ۴۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲۸۔ اپریل ۱۹۱۴ء میں قادر آباد کے شیعہ سے مناظرہ کی شرائط طے کرتے ہوئے ایک دلچسپ واقعہ ہوا۔ اس علاقے میں اہل حدیث بہت ہی کم تھے۔ احناف ہی کی اکثریت تھی اور ان کا ایک مناظرہ شیعہ حضرات سے طے پا گیا۔ انہوں نے اپنے علماء سے مشورہ کر کے مولانا ثناء اللہ کو مناظرے کے لیے بلا لیا۔ شیعہ مناظر نے جب مولانا کو دیکھا تو گھبرا گیا۔ شرائط طے ہونے لگیں تو پس و پیش کو بروئے کار لاتے ہوئے مناظرے کو ٹالنے کی کوشش کی۔

ایک شرط یہ بھی تھی کہ فریقین کوئی دلآزار الفاظ استعمال نہ کریں۔ شیعہ مناظرہ نے دلیل پیش کی کہ اس شرط کی وجہ سے اصحاب ثلاثہ کے ایمان پر بحث نہ ہو سکے گی۔ مولانا ثناء اللہ نے شیعہ کی مرضی کے مطابق اس شرط کو ختم کروا دیا۔ دوسری شرط یہ تھی کہ جو کوئی ہم سے ہار جائے وہ فریق ثانی کا مذہب اختیار کرلے مولانا نے فرمایا ہمیں یہ شرط بھی منظور ہے۔ اگر ہم ہار گئے تو ہم سچے دل سے شیعہ ہونے کا اعلان کر دیں گے۔ مگر جب شیعہ ہار جائیں گے تو اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ وہ سچے دل سے سُنّی ہوئے ہیں یا اپنے عقیدہ "تقیہ" کی رُو سے سُنّی ہوئے ہیں۔ کیونکہ تقیہ تو ان کے مذہب کا ایک مستقل مسئلہ ہے۔ مشہور کتاب کلینی میں لکھا ہے کہ دین کے دس حصّوں میں سے نو حصّے تقیہ میں ہیں۔

جب مناظرہ ہوا تو مولانا نے شیعہ کتب کے حوالوں سے شیعہ مناظر کا منہ بند کر دیا۔ کئی مناظرے اثباتِ حدیث پر چکڑالیوں سے بھی ہوئے اور اس طرح احناف سے تقلید، امین بالجہر، فاتحہ خلف الامام پر بھی گفتگو رہتی تھی۔

مولانا کے مناظروں کی خصوصیات

سیرت ثنائی کے مصنّف مولانا ابوالوحید عبدالمجید صاحب خادم سوہدروی نے اپنی آنکھوں دیکھی ان دس خصوصیات کا ذکر کیا ہے جو دیگر مناظرین میں کم پائی جاتی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سے مولانا ثناء اللہ کو مالا مال کر رکھا تھا۔

۱۔ مولانا فریقِ ثانی کی کبھی تحقیر یا تذلیل نہ کرتے بلکہ عزّت کرتے اور بکشادہ پیشانی آتے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲۔ اعتراض یا جواب میں الفاظ ہمیشہ مختصر مگر پر معنی اور پُر مغز ہوتے۔

۳۔ دقیق سے دقیق مضمون کو بھی عام فہم طریق پر بیان کرتے اور شعر و اشعار سے اس میں رنگینی پیدا کرنے کا ان کو خاص ملکہ تھا۔

۴۔ حاضر جوابی تو گویا مولانا پر ختم تھی۔ ان جیسا حاضر جواب کہیں بھی دیکھنے میں نہیں آیا۔

۵۔ ان پر کسی مناظرہ میں کبھی کوئی گھبراہٹ واقع نہ ہوئی۔ بلکہ مناظرہ نہایت طمانیت سے ہنس ہنس کر کیا کرتے تھے۔

۶۔ مناظرہ میں انداز ہمیشہ ہی عالمانہ رہا۔ عامیانہ انداز کبھی اختیار نہیں فرمایا۔

۷۔ فریق ثانی کو بحث سے کبھی باہر نہ جانے دیتے اور گھیر گھیر کر اصل بحث پر لے آیا کرتے تھے۔

۸۔ مناظرہ میں اصولِ مناظرہ کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھتے اور دیگر علوم و فنون کی طرح مناظرہ بھی علمِ مناظرہ کے اصول پر کیا کرتے تھے۔

۹۔ شرائطِ مناظرہ میں ہمیشہ فراخ دلی سے کام لیا اور بارہا فریقِ ثانی کی ناجائز سے ناجائز شرط کو بھی قبول کر لیا کہ کہیں وہ اسی بہانہ سے راہِ فرار اختیار نہ کر لے۔

۱۰۔ میدانِ مناظرہ میں کبھی کوئی الزام یا جواب بلا حوالہ یا خلافِ حوالہ پیش نہیں کیا بلکہ جو بات کی ہمیشہ دلائل سے کی[۱]

آج کل یہ باتیں مناظرین میں بالکل مفقود ہو چکی ہیں۔ فن مناظرہ اپنے انتہائی زوال کو پہنچ چکا ہے۔ مناظرے نے مجادلے اور مکابرے کی صورت اختیار کر لی۔ پہلے زمانوں میں جو رواداری، تحمل اور صبر کا مظاہرہ ہوتا تھا اب اس کی جگہ جھگڑا۔ دنگا، فساد اور شور و غل نے لے لی ہے۔

بے مثال جرأت

مولانا ثناء اللہؒ کو اللہ تعالےٰ نے بے مثال جرأت سے نواز رکھا تھا۔ لڑکپن ہی سے غیر مسلم

---

[۱] سیرت ثنائی: ص ۳۱۰-۳۱۱

www.KitaboSunnat.com
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مبلغین سے سوال کرنے اور ان کے سوالات کے مسکت جواب بڑی بے باکی اور دلیرانہ جرأت سے دیتے تھے۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد جب باقاعدہ طور پر مناظرہ کے میدان میں آئے تو شرائط طے نہ ہونے کی وجہ سے مناظرہ کو خراب ہونے سے ہمیشہ بچانے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتے۔ ان کی یہ کوشش ہوتی کہ طے شدہ مناظرہ ہر حال میں ہونا چاہیئے تاکہ کلمۂ حق لوگوں تک پہنچ سکے۔

کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ مناظرہ کسی اور کا ہوتا۔ آپ محض سننے کے لیے وہاں جاتے۔ جب فریقین میں شرائط طے نہ ہونے کی وجہ سے مناظرہ کا انعقاد مشکل ہو جاتا تو فوراً آگے بڑھتے اور کہتے بھائی میں بلا شرط مناظرہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔

ایک مرتبہ ایسا ہی اتفاق انجمن نعمانیہ کے اجلاس میں ہوا۔ دیوبندی اور بریلوی حضرات میں مناظرہ ہونا تھا۔ مولانا اتفاقیہ وہاں پہنچ گئے۔ شرائط طے ہونے سے پہلے ہی نوبت سخت کلامی تک پہنچ گئی انسپکٹر پولیس نے یہ حالت دیکھ کر جلسہ کو منتشر کرنا چاہا۔ مولانا آگے بڑھے اور انسپکٹر سے کہا! انسپکٹر صاحب یہ مناظرہ اس لیے بند ہو رہا ہے کہ فریقین شرائط طے نہیں کر پائے۔ اگر اجازت ہو تو بریلوی حضرات سے میں بلا شرط مناظرہ کرنے کو تیار ہوں۔ انسپکٹر نے اجازت دے دی مگر بریلوی حضرات نہ مانے۔ اسی طرح مسجد وزیر خان میں ایک مرتبہ مولوی حشمت علی صاحب اور مولوی محمد منظور صاحب دیوبندی کے درمیان مناظرہ ہونا تھا۔ وہاں بھی وہی حال ہوا جس کا اوپر ذکر ہو چکا۔ یہاں بھی حسب عادت مولانا نے اپنی خدمات پیش کر دیں۔

ایسی جرأت کا مظاہرہ وہی کر سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم اور اس کی عنایت ہو۔ اسی جرأت، پختگی، علوم میں عبور، مخالفین کی کتب کا مطالعہ، صبر و تحمل، خوش بیانی، مستند حوالجات، مناسب الفاظ کا استعمال، برمحل اشعار، برجستہ کلام، بے نظیر فہم و ادراک اور خوبصورت ادائیگی کی وجہ سے ان کو رئیس المناظرین اور شیخ الاسلام کے ناموں سے پکارا جاتا تھا۔

حاضر جوابی اور برجستگی

مولانا خداداد فطانت و ذہانت اور فہم و ادراک کے ساتھ ساتھ حاضر جوابی اور برجستگی کی نعمت سے بھی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مالا مال تھے۔ جہاں دوسرے لوگوں کو بات کی تہ میں پہنچنے اور نتیجہ اخذ کرنے میں گھنٹوں لگتے وہاں حضرت مولانا فوراً ہی نتیجہ پر پہنچ کر مناسب جواب بھی دے دیتے۔ بعض اوقات تو ایسی بات فرماتے جسے سُن کر بڑے بڑے عُلما حیران رہ جاتے۔ مولانا کی اسی خاص صلاحیت اور خوبی کی بناء پر اکثر اوقات غیر مسلمانوں کے خلاف مسلمانوں کی طرف سے اسلام کی مدافعت کی ذمّہ داری ان کے سپرد کر دی جاتی۔

ایک مرتبہ مسلمانوں کا آریوں سے مناظرہ ہوا۔ مسلمانوں کی طرف سے جب مولانا مناظرے کے لیے کھڑے ہوئے تو آریہ مناظر نے کہا کہ آج ہمارا مقابلہ مسلمانوں سے تھا مگر افسوس اب مسلمانوں کے پاس کوئی علم نہیں رہا۔ اور انہوں نے ہمارے مقابلے میں ایک ایسے شخص کو لا کھڑا کیا ہے جو خود کافر ہے۔ اس کے بھائیوں نے اس پر کفر کے فتوے لگا رکھے ہیں۔ آریہ مناظر نے مختلف علماء کے فتوے بطور شہادت سامعین کے سامنے پیش کر دیئے۔

مولانا نے فرمایا! مہاشہ جی گھبرایئے نہیں ثناء اللہ آج آپ کو نہیں چھوڑے گا۔ مان لیا کہ ثناء اللہ کافر ہے اور جب کوئی کافر دائرۂ اسلام میں داخل ہونا چاہے تو اُسے کلمۂ شہادت پڑھا کر مسلمان کر لیا جاتا ہے لیجئے آج ثناء اللہ بھی کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو رہا ہے۔

اَشھد اَن لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ [1]

چلئے مناظرہ کیجئے۔

اسی طرح ضلع بستی میں ایک پادری صاحب نے علماء اسلام کو مناظرے کا چیلنج دیا۔ اسلام کے خلاف زہریلی تقریریں بھی کیں۔ عُلماء احناف نے اس کے حملوں کا جواب دینے کی کوشش کی مگر پادری کی تیز طراری اور آتش بیانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے احناف اور اہلحدیث حضرات نے مُتّحد ہو کر پادری کا منہ توڑنے کے لئے حضرت مولانا کو بذریعہ تار پادری سے مناظرہ کرنے کی درخواست کی۔ مولانا نے تو ایسے مواقع کو غنیمت تصوّر کرتے تھے لہٰذا فوراً تشریف لے گئے۔

---

[1] سیرت ثنائی: ص ۱۴۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مولانا کی آمد کی خبر سن کر بہت سے لوگ مناظرہ سننے کے لیے جمع ہو گئے۔ پادری کے سٹیج پر پہنچنے سے پہلے مولانا رونق افروز ہو گئے۔ جب کالا سیاہ پادری اپنی گوری میم کے ساتھ سٹیج پر آیا تو مولانا اس منظر کو دیکھ کر بے قرار ہو گئے۔ اور مناظرہ شروع ہونے سے پہلے ہی کھڑے ہو کر حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

حضرات! مناظرہ شروع ہونے میں ابھی چند منٹ باقی ہیں اور میں نے اپنی طبیعت کو بہت سمجھایا، کہ کوئی لفظ قبل از وقت یا کوئی بات زبان سے نہ نکلے لیکن وہ ایسی بے چین اور مضطرب ہے کہ میرا کہنا نہیں مانتی اور مجبور کر رہی ہے کہ جو شعر بار بار منہ میں چکر لگا رہا ہے وہ آپ کو سنا دیں۔ چنانچہ پادری اور لیڈی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

پہلوئے حور میں لنگور خدا کی قدرت
زاغ کی چونچ میں انگور خدا کی قدرت

مولانا کا یہ شعر پڑھنا تھا کہ حاضرین کے قہقہوں اور تالیوں سے پنڈال گونج اٹھا۔ پادری نے راہِ فرار اختیار کرنے کی کوشش کی۔ مولانا نے اس کو سمجھا بجھا کر بٹھانا چاہا لیکن وہ پادری مناظر بھاگ گیا[1]

اسی طرح کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں۔ طوالت کے خوف سے جنہیں نظر انداز کیا جا رہا ہے۔
مولانا ابوالوفاء ثناء اللہؒ کے دیوبند سے فارغ التحصیل ہونے پر شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ نے فرمایا تھا۔

ابوالوفاء! تیری حاضر جوابی سے مجھے خاص لطف اور مسرت حاصل ہوتی تھی۔ اگرچہ بعض طلباء حسد کرتے تھے مگر یہ خدا کی دین ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

هو يحسدونی وشر الناس كلهم من عاش فی الناس غير محسود

"وہ مجھ سے حسد کرتے ہیں حالانکہ سب لوگوں میں حسد کا نشانہ بنے بغیر کون رہا ہے"

حضرت مولانا کی وفات پر مدیر "زمیندار" نے لکھا "مولانا کی وفات حسرت آیات کے ساتھ دنیا سے حاضر جوابی ختم ہو گئی[2]

---

[1] سیرت ثنائی، ص ۱۴۲ [2] ایضاً: ص ۱۴۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا جملہ میں مولانا کی حاضر جوابی کو کمال خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے۔ مولانا بیشتر اوقات مناظروں میں اپنی بداہت، حاضر جوابی اور برجستگی سے غالب آجاتے تھے۔ جو پروردگار عالم کی طرف سے ان کو نصیب ہوئی تھی۔ جس کی بناء پر ان کو مناظرین میں ایک خاص مقام حاصل تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ـــــ ۱۳

ہجرت و رحلت

انگریز نے جب ہندوستان کو ہندوستانیوں کے حوالے کرنے کا اعلان کر دیا تو کانگریس اور مسلم لیگ راہنماؤں کے درمیان یہ اصول قائم ہوا کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے ان علاقوں پر مشتمل ایک نیا ملک پاکستان کے نام پر وجود میں آئے گا۔ اور جن علاقوں میں ہندوؤں کی اکثریت ہے ان کو ہندوستان میں رہنے دیا جائے گا۔ اصول تو بڑا اچھا تھا۔ مسلمانوں کا حسین خواب تھا جس کو شرمندۂ تعبیر ہوتے دیکھنا مسلمانانِ ہندوستان کا مقصود و مطلوب بن چکا تھا لیکن ہندو نے انگریز کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو دھوکا دینے کا پروگرام بنایا جس کو عملی جامہ پہناتے ہوئے تقسیم اس انداز سے کی گئی کہ بہت سے ایسے علاقے ہندوستان میں رہ گئے جن کو پاکستان میں شامل ہونا چاہیئے تھا۔ صدیوں پرانی تعابتیں جاگ اٹھیں۔ اسلام اور مسلمانوں سے انتقام لینے کے منصوبے بننے لگے۔ تقسیمِ ہند سے چھ ماہ پیشتر ہی پنجاب میں قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ ہندوؤں اور سکھوں نے اپنی زندگیوں کا مقصدِ وحید یہ بنا لیا کہ مسلمان کو پاکستان جانے سے پہلے ہی ختم کر دو۔ مسلمانوں کو حوصلہ دینے اور دکھاوے کی خاطر امن کمیٹیاں قائم کی گئیں لیکن پھر بھی قتل و غارت پر قابو نہ پایا جا سکا۔

مولانا ثناء اللہؒ نے ایسے ناسازگار حالات میں بھی رواداری کا ثبوت دیتے ہوئے امن کمیٹیوں کے ساتھ پورا پورا تعاون کیا۔ محلّہ محلّہ جا کر لوگوں کو پُرامن رہنے کی تلقین کی۔ لیکن ہندو سکھ تو امن کے نام پر مسلمانوں کا خون بہانے اور ان کی عزّت سے کھیلنے پر تل چکے تھے۔ لہٰذا امن کا قائم رکھنا مشکل ہو گیا۔ اگرچہ مسلمانوں نے اپنی حفاظت کا بندوبست کرنے کی کوشش کی لیکن تمام تر کوشش کے باوجود بھی حالات خراب سے خراب تر بلکہ ناقابلِ برداشت ہوتے چلے گئے۔ پھر ایسا وقت آیا کہ مسلمانوں کے خون سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بے مثال ہولی کھیلی گئی۔ مسلمان عورتوں کی عزّت وعصمت کو تار تار کیا گیا۔ جن عورتوں کے چہرے خود محلّہ داروں نے کبھی نہ دیکھے تھے ان کو ننگا ناچ نچایا گیا۔ معصوم بچّوں کو نیزوں پر چڑھایا گیا۔ پاکستان بنانے کے لیے مسلمانوں کو قیمت ادا کرنی پڑی۔ اس کا اندازہ نئی نسل کر نہیں سکتی۔

فرزندِ عزیز کی شہادت

حالات کا جائزہ لیتے ہوئے جب احباب نے مشورہ دیا کہ اب ہمارا یہاں رہنا مناسب نہیں ہے تو مولانا نے پروگرام بنانے اور تجویز پر غور کرنے کے لیے ایک ہنگامی اجلاس بلایا۔ ابھی تجاویز پر غور و فکر ہو ہی رہا تھا اور آپ کے فرزند مولوی عطاء اللہ حسب معمول نگہبانی کے فرائض ادا کر رہے تھے کہ کسی نے ان پر دستی بم پھینکا۔ بم ان کے بالکل قریب آ کر گرا۔ اور اس کے پھٹنے پر وہ شدید زخمی ہو گئے۔ مولانا کو اطلاع ملی تو وہ فوراً اپنے رفیقوں کے ساتھ زخمی بیٹے کو لے کر ہسپتال روانہ ہوئے۔ اکلوتے بیٹے نے ہسپتال پہنچنے کا بھی انتظار نہ کیا بلکہ راستے میں ہی اپنی جان داعئِ اجل کے سپرد کر دی۔ یہ عظیم المیہ ۱۲ اگست ۱۹۴۷ء کو وقوع پذیر ہوا[1]۔

اکلوتے بیٹے کی دائمی مفارقت کا صدمہ مولانا کے لیے برداشت کرنا مشکل ہو رہا تھا لیکن پھر بھی انہوں نے خود ہی بیٹے کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ دس ساتھیوں کے ساتھ اس کو دفنانے چلے گئے۔ زیادہ ساتھی اس لیے ساتھ نہ جا سکے کیونکہ اجازت ہی صرف دس کی مل سکی۔ مولانا نے اس کو بھی غنیمت جانا کیونکہ وہ ایسا وقت تھا کہ سینکڑوں لوگوں کی لاشیں بے گور و کفن سڑکوں پر پڑی ہوئی تھیں۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ بیٹا اس حال میں اپنے خالق و مالک سے ملا کہ روزہ رکھے ہوئے تھا۔ بیٹے کو کفنانے اور دفنانے کے بعد باپ نے گھر آ کر پانی سے روزہ افطار کیا۔ قرآن و سُنّت کی تعلیم کے مطابق صبرِ جمیل میں اپنے ناقابلِ برداشت صدمہ کو غرق کر دیا۔

www.KitaboSunnat.com

---

[1] سیرت ثنائی ؛ ص ۳۸۷ - ۳۸۸ ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ترکِ وطن

مولانا جس شہر میں پیدا ہوئے، پروان چڑھے، تعلیم سے فارغ ہو کر جس کو اپنی اور مذہبی اور سیاسی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ جہاں اپنی زندگی کا آغاز رفوگری سے شروع کر کے شہر کے مسلم رؤسا میں شمار ہونے لگے۔ آج اس کو چھوڑتے ہوئے دل ڈوبا جا رہا تھا۔ اسی شہر میں اکلوتے بیٹا کو دفنا کر اپنی زندگی بھر کا علمی خزانہ چھوڑنے کو دل نہ چاہ رہا تھا۔ وہ کتب خانہ جو کہ ہندوستان کے مشہور و معروف کتب خانوں میں شمار ہوتا تھا۔ آج اس سے چھن رہا تھا۔ لاکھوں روپیوں کا مال و سامان اور جائداد چھوڑ کر بادلِ نخواستہ چلنے کو تیار ہو گئے جیب میں صرف پچاس روپے تھے۔ تن پر کپڑوں کا جوڑا تھا۔ اسی کے ساتھ اپنے گھر سے نکلے۔ عورتوں اور بچوں کا بھی یہی حال تھا۔ حال کیا سب بے حال تھے۔ عمرِ عزیز ۹۰ سال سے تجاوز کر چکی تھی۔ لیکن اس کے باوجود صدموں کے ہجوم کو سینے میں سمیٹے ہوئے لاہور تشریف لے آئے۔

کُتب خانہ

ان کے وہاں سے نکلتے ہی بدمعاشوں اور لٹیروں نے گھر بار سب کچھ لوٹ کر مکان کو آگ لگا دی۔ دنیاوی کارآمد سامان تو ساتھ لے گئے۔ لیکن علمی خزانہ وہاں چھوڑ گئے جو چند گھنٹوں میں نذرِ آتش ہو گیا۔ بقول پروفیسر عبدالقیوم صاحب مولانا ابو الکلام آزاد نے ایک خاص آدمی کو انہی دنوں دہلی سے امرتسر روانہ کیا تھا تاکہ مولانا کے عظیم کتب خانہ کو جو نہایت قیمتی اور اہم دینی کتابوں پر مشتمل تھا جلنے اور لٹنے سے بچایا جا سکے۔ لیکن اس شخص کی آمد سے پہلے ہی کُتب خانہ جل کر راکھ ہو چکا تھا۔

استغناء

جماعت اہلحدیث گوجرانوالہ کو پتہ چلا کہ حضرت مولانا ہجرت فرما کر لاہور تشریف لے آئے ہیں۔ تو چند احباب خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کو گوجرانوالہ ساتھ لے آئے۔ تقریباً چار ماہ وہاں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قیام کرنے کے بعد جنوری ۱۹۴۸ء میں مولانا سرگودھا تشریف لے گئے۔ وہاں ان کے نام ایک پریس اور ایک مکان الاٹ ہوگیا[1]۔ سرگودھا تشریف لاکر مولانا نے عزم فرمایا کہ توحید وسنّت کی اشاعت و تبلیغ کا فرض پھر شروع کیا جائے۔ چنانچہ جو پریس ان کو الاٹ ہوا۔ اس کا نام آپ نے امرتسر والے پریس کی یاد میں ثنائی برقی پریس رکھا۔ اس کا انتظام اپنے پوتے مولوی رضاء اللہ کے سپرد فرمایا۔ اخبار "اہلحدیث" کو دوبارہ جاری کرنے کی تدابیر سوچنے لگے۔

چند ماہ پہلے جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سب کچھ موجود تھا۔ کسی قسم کی کوئی محتاجی نہ تھی۔ وہاں اب بے سروسامانی کے ساتھ اکلوتے بیٹے کی جدائی اور کتابوں کے ضائع ہوجانے کا انتہائی صدمہ تھا۔ پہلے خود لوگوں کی مالی امداد کیا کرتے تھے۔ اب عقیدتمند ان کی موجودہ حالت کو دیکھ کر ان سے تعاون کرنا چاہتے لیکن مجاہد اسلام کو یہ گوارا نہ تھا جو ہاتھ دینے کے لیے اٹھا کرتا تھا اب وہ لینے کے لیے اُٹھے۔ لوگوں نے لُوٹ کا کچھ سامان ان کے گھر پہنچا دیا لیکن انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ کچھ احباب نے زکوٰۃ کی صورت میں ہزاروں روپوں کی رقم پیش کرنی چاہی تو اُن کی طبیعت نے مالِ زکوٰۃ سے انتفاع گوارا نہ کیا۔ پاکستان میں ان کے بہت سے ایسے عقیدت مند تھے جو ایسی نوکریوں پر لگے ہوئے کہ اگر مولانا ان کو اشارہ فرماتے تو کوٹھیاں الاٹ ہوجاتیں، کارخانوں اور مکانوں کے مالک بن جاتے۔ لیکن تورع اور غنی کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی چاہتا کہ مولانا اپنی کسی خواہش کو ظاہر فرمائیں تاکہ وہ اسے پُورا کرے تو مولانا خاموش رہتے۔ اپنی خواہش کا اظہار نہ فرماتے۔

حضرت مولانا کی ساری زندگی خوش پوشی اور خورش خوری میں گزری مگر پاکستان میں آکر انہوں نے پیوند لگا لباس پہن کر اور خشک روٹی، مسور کی دال کے ساتھ کھا کر اللہ کا شکر ادا کیا۔ کبھی کسی سے شکوہ وشکایت نہ کی بلکہ فرمایا کرتے تھے وہ ایک امتحان ہے جس کو پاس کرنا ہے۔

---

[1] سیرت ثنائی: ص ۳۹۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علالت و وفات

حضرت مولانا نے ابھی اپنے تبلیغی مشن کو عملی جامہ نہ پہنایا تھا کہ صدموں اور جسمانی کمزوری کی وجہ سے ۱۲ فروری ۱۹۴۸ء کو ان کے دائیں جانب پر فالج گرا۔ حملہ اتنا شدید تھا کہ قوتِ سماء، شناخت اور تکلّم زائل ہو گئی، ڈاکٹری اور رُوحانی علاج ہوتے رہے لیکن اس سفر کا وقت قریب آگیا جس پر بڑے بڑے جلیل القدر انبیاء علیہم السّلام۔ اولیاء کرامؒ رواں دواں ہوئے۔ چنانچہ کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ اور کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کے قانون کے مطابق رئیس المناظرین، امام المتکلّمین شیخ الاسلام، قاطع بدعت و خرافات اور مبلّغ قرآن و سُنّت نے ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو اس دارِ فانی کو الوداع کہہ کر دارِ جاودانی کی طرف رُخ کیا۔ جس جہاں میں ساٹھ سال تک اسلام اور دینِ محمدیؐ کی خدمت کی۔ کتاب و سنّت کی احیاء و بقا کے لیے کوشش کی، فنِّ مناظرہ میں اپنے کمال کے ساتھ ایک نئی رُوح پھُونکی، اسلام دشمن طاقتوں کے عزائم کو خاک میں ملایا۔ جس سرزمین پر پرچم اسلام کو لہرایا اُس کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا۔ اَجر و ثواب، انعام واکرام اور ان نعمتوں اور باغات کا مالک بننے کے لیے جن کا اللہ تعالےٰ نے اپنے نیک بندوں سے وعدہ کر رکھا ہے۔ ربّ ذوالجلال کی خدمت میں جا پہنچے۔

اناّ للہ وانّا الیہ راجعون ... اللّٰھم نور مرقدہ وادخلہ الجنّۃ

مولانا کی وفات کی خبر

جس روز مولانا نے وفات پائی۔ اسی روز یعنی ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو ریڈیو پاکستان نے ان کی المناک خبر کو نشر کر دیا۔ پاک و ہند کے طول و عرض میں یہ غمناک خبر بجلی کی سرعت کے ساتھ پھیل گئی۔ دونوں ملکوں میں تعزیّت کے اجلاس منعقد ہوئے۔ ماتمی مقالوں اور قرار دادوں کا ایک سلسلہ اخباروں اور رسالوں میں شروع ہو گیا[1] علمی حلقوں میں صفِ ماتم بچھ گئی۔

---

[1] سیرت ثنائی: ص ۳۹۹ - ۴۰۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دہلی کے ایک بہت بڑے سیاسی جلسہ میں گاندھی کے ماتم کے ساتھ ساتھ مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا حفظ الرحمٰن ناظم جمعیۃ العلماء ہند وغیرہم نے مولانا کے انتقال پر ایک غیر معمولی نقصان اور علمی فقدان کا دردانگیز ماتم کیا۔[1]

"ندائے مدینہ" کانپور نے مولانا کی وفات پر شیخ الاسلام نمبر شائع کیا جس میں مولانا عبدالرؤف صاحب جھنڈے نگری نے لکھا۔

اگر پورے دنیائے اسلام کے اکابر علماء کی ایک مجلس میں جمع ہوں اور بیک وقت عیسائیوں، آریوں، سناتن دھرمیوں، ملحدوں، نیچریوں، قادیانیوں، شیعوں، منکرین حدیث چکڑالویوں، بریلویوں، دیوبندیوں، ست دھرمیوں سے، غرض ہر فرقے سے ایک ایک گھنٹہ مسلسل نو گھنٹے بحث و مذاکرہ کی نوبت آئے تو عالم اسلام کی طرف سے کون کون ہستیاں ہوں گی۔ مجھے معلوم نہیں لیکن پاکستان و ہندوستان، برما اور لنکا، جزیرہ جاوا و سماٹرا کی طرف سے صرف ایک ہستی پیش ہو سکتی ہے۔ اور وہ شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمۃ واسعۃ کی تھی۔ آج ان کی رحلت کے بعد ہندوستان و پاکستان کی یہ سربلندی شاید باقی نہیں رہی۔ ان کے جاتے ہی بازار علمی کی یہ صدر نشینی بھی شاید اب ختم ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

علامہ سید سلیمان کا خراجِ تحسین

علامہ مولانا سید سلیمان ندوی نے مئی ۱۹۴۸ء کے معارف میں مولانا ثناء اللہ کی وفات کے موقع پر لکھا:

"مولانا ہندوستان کے مشاہیر علماء میں تھے۔ فنِ مناظرہ کے امام تھے، خوش بیان مقرر تھے۔ متعدد تصانیف کے مصنف تھے۔ مذہباً اہل حدیث اور اخبار اہل حدیث کے ایڈیٹر تھے۔ قومی سیاسیات کی مجلسوں میں کبھی کبھی شریک ہوتے تھے۔

مرحوم سے مجھے نیاز اپنی طالب علمی ہی سے تھی۔ وہ سال میں ایک دو دفعہ ہندوستان کے مختلف شہروں میں آتے جاتے لکھنؤ آتے تھے۔ اور دارالعلوم ندوہ میں تشریف لا کر احباب سے ملتے تھے۔

---

[1] فتاویٰ ثنائیہ: ص ۵۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جس زمانہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعووں سے پنجاب میں فتنہ پیدا تھا۔ انہوں نے مرزا کے خلاف صف آرائی کی اور اس وقت سے لے کر آخر دم تک اس تحریک اور اس کے امام کی تردید میں پوری قوّت صرف کر دی۔ یہاں تک کہ طرفین میں مباہلہ ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صادق کے سامنے کاذب نے وفات پائی۔

موجودہ سیاسی تحریکات سے پہلے جب شہروں میں اسلامی انجمنیں قائم تھیں اور مسلمانوں اور قادیانیوں اور آریوں اور عیسائیوں میں مناظرے ہوا کرتے تھے تو مرحوم مسلمانوں کی طرف سے عموماً نمایندہ ہوا کرتے تھے۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف جس نے بھی زبان کھولی اور قلم اٹھایا۔ اس کے حملے کو روکنے کے لیے ان کا قلم شمشیر بے نیام ہوتا تھا اور اسی مجاہدانہ خدمت میں انہوں نے عمر بسر کر دی۔ فجزاہ اللہ عن الاسلام خیر الجزاء۔

وہ مصنّف بھی تھے۔ مخالفین اسلام کے اعتراضوں کے جواب میں ان کے اکثر رسالے ہیں۔ مرحوم اسلام کے بڑے مجاہد سپاہی تھے۔ زبان اور قلم سے اسلام پر جس نے حملہ کیا۔ اس کی مدافعت میں جو سپاہی سب سے آگے بڑھتا وہ وہی ہوتے۔ اللہ اس غازی اسلام کو شہادت کے درجات و مراتب عطا فرمائے۔ آمین

علامہ مولانا سیّد سلیمان ندوی نے جو ان کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ مناسب ہے کہ اسی پر اپنے مقالہ کو ختم کر دوں۔ کیونکہ اس سے بڑھ کر کسی عظیم عالم کے علم و فضل کا اعتراف نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ ان تمام علماء حضرات کو جزائے خیر دے جنہوں نے اسلام کی عظمت و حشمت اور نصرت میں اپنی زندگیاں صرف کر دیں۔

اللّٰھمّ اغفرلنا وارحمنا وارض عنا وادخلنا الجنّۃ ونجّنا من النّار واصلح لنا شأننا کلّہ لا الٰہ الّا انت۔

اے اللہ ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہم پر رحم فرما اور ہم سے راضی ہو جا اور ہمیں جنّت میں داخل فرما اور ہمیں جہنّم کی آگ سے بچا اور ہمارے ہر کام کی اصلاح فرما تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مراجع و مصادر

نمبر شمار	مصنف	کتاب	مطبع
۱	تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ	القرآن الحکیم	تاج کمپنی ۔ لاہور
۲	امام محمد بن اسمٰعیل البخاری	صحیح بخاری	مطبع نور محمد اصح المطابع کراچی
۳	امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری	صحیح مسلم	مطبع اصح المطابع
۴	امام الحافظ ابی عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی	السنن النسائی	المکتبۃ السلفیہ، لاہور
۵	امام الحافظ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی	الجامع الصحیح	قرآن محل ۔ کراچی
۶	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ	السنن ابن ماجہ	مطبع نور محمد ۔ کراچی
۷	امام الحافظ سلیمان بن الاشعث ابی داؤد السجستانی	السنن ابی داؤد	مطبع اصح المطابع
۸	مولانا ابوعبدالرحمٰن شرف الحق	عون المعبود	مطبوعہ بیروت
۹	مولانا ابوالعلی محمد عبدالرحمٰن المبارکپوری	تحفۃ الاحوذی	مطبوعہ بیروت
۱۰	امام محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل بن بہرام بن عبدالصمد التمیمی السمرقندی الدارمی	الدارمی	مطبع النظام الواقع کانپور ۱۲۹۳ھ
۱۱	امام عبداللہ محمد بن ابی بکر ابن قیم الجوزیہ	اغاثۃ اللہفان	المصطفیٰ البابی الحلبی مصر
۱۲	ابن حبان	الصحیح والزوائد	المطبعۃ السلفیہ ومکتبہا
۱۳	امام ابن ہمام	فتح القدیر	المکتبۃ الرشیدیہ ۔ کوئٹہ
۱۴	امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب	مشکوٰۃ المصابیح	مطبع اصح المطابع
۱۵	الشیخ علی بن سلطان محمد القاری	مرقاۃ	مکتبہ امدادیہ ملتان
۱۶	امام فخرالدین رازی	تفسیر کبیر	مطبعہ عامرہ استنبول

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مصنف	کتاب	مطبع
۱۷	امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری	تفسیر ابن جریر	المصطفیٰ البابی الحلبی۔ مصر
۱۸	امام جلال الدین السیوطی	تفسیر در المنثور	مطبوعہ فی بیروت
۱۹	امام ابوالفداء اسمٰعیل بن کثیر القرشی دمشقی	تفسیر ابن کثیر	ناشر سہیل اکیڈمی۔ لاہور
۲۰	حضرت مولانا شاہ ولی اللہ	الفوز الکبیر	ناشر قرآن محل
۲۱	حضرت مولانا شاہ ولی اللہ	حجۃ اللہ البالغہ	اصح المطابع
۲۲	مولانا اسمٰعیل شہید	تقویۃ الایمان (مقدمہ از غلام رسول مہر)	اصح المطابع لاہور
۲۳	امام ابن تیمیہ	الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول	دارالفکر۔ بیروت
۲۴	مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی	تاریخ اہلحدیث	اسلامی پبلشنگ کمیٹی۔ گوجرانوالہ
۲۵	شیخ عبدالقادر جیلانی	فتوح الغیب	تنویر القرآن۔ لاہور
۲۶	احمد رضا خاں	ملفوظات	مدینہ پبلشنگ کمپنی۔ کراچی
۲۷	پاکستانی وغیر پاکستانی سکالرز	اُردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد دوم	پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور
۲۸	محمد رضا خان	تاریخ مسلمانان عالم	علمی کتب خانہ
۲۹	مولانا ابوالوحید عبدالمجید خادم سوہدری	سیرت ثنائی	دفتر اہلحدیث سوہدرہ
۳۰	مولانا محمد داؤد راز	فتاویٰ ثنائیہ	اُردو ترجمان السنہ۔ لاہور
۳۱	مولانا ابویحییٰ امام خان	نقوش ابوالوفاء	اسلامی اکادمی
۳۲	مولانا عبدالحی لکھنوی	نزہۃ الخواطر۔ جلد ۸	نور محمد۔ کراچی
۳۳	مولانا حافظ عبداللہ روپڑی	اہلحدیث کے امتیازی مسائل	دارالحدیث راجووال

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مصنّف	کتاب	مطبع
۳۴	ڈاکٹر اسی سونسنک	المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی	مکتبہ بریل فی مدینہ لیدن
۳۵	چوہدری غلام رسول	مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ	علمی کتاب خانہ۔ لاہور
۳۶		بائیبل	پاکستان بائیبل سوسائٹی۔ لاہور
۳۷	امام ابن عبدالبر القرطبی	جامع بیان العلم	مطبوعہ المدینۃ المنورہ
۳۸	ڈاکٹر صبحی صالح	علوم الحدیث (ترجمہ)	ملک برادرز۔ لائلپور
۳۹	امام ابن تیمیہؒ	منہاج السّنّۃ	مکتبہ سلفیہ۔ لاہور
۴۰	سر سیّد احمد خان	تفسیر القرآن	گلزار محمدی۔ لاہور
۴۱	احمد حسن زیات	تاریخ ادب عربی	دار الثقافۃ۔ بیروت
۴۲	یعقوب علی تراب	حیاۃ النبی (مرزا غلام احمد)	ہندوستان سٹیم پریس۔ لاہور
۴۳	مرزا غلام احمد	درثمین (اردو)	
۴۴	مرزا غلام احمد	آئینہ کمالات	
۴۵	مرزا غلام احمد	کشتی نوح	
۴۶	شیخ عبدالقادرؒ جیلانی	غنیۃ الطالبین (مترجم)	نولکشور۔ لکھنو
۴۷	علامہ محمد امین المعروف ابن عابدین	ردّ المحتار (المعروف فتاوی شامی)	مطبعۃ الکبری امیریہ مصر
۴۸	الشیخ محمد بن یعقوب الکلینی	اصول کافی	دار الکتب الاسلامیہ۔ تہران
۴۹	منسوب الی علیؓ	نہج البلاغہ (اردو ترجمہ)	ناشر غلام علی اینڈ سنز۔ لاہو
۵۰	مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ	واضح البیان	ادارہ ترجمان السنّہ۔ لاہو
۵۱	امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری	الرسائل القشیریہ	مطبوعہ ادارہ تحقیقات کراچی
۵۲	امام احمد مصطفیٰ المراغی	تفسیر المراغی	مصطفیٰ البابی الحلبی۔ لا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مصنف	کتاب	مطبع
۵۳	علامہ محمد عبدالحی لکھنوی	السعایۃ شرح وقایۃ	سہیل اکیڈمی ۔ لاہور
۵۴	عزالدین ابوحامد عبدالحمید بن ہبۃ اللہ المدائنی	شرح ابن الحدید	داراحیاء التراث العربی مکتبۃ المثنی ۔ بیروت
۵۵	علامہ جلال الدین السیوطی	تنویر الحوالک شرح موطا امام مالکؒ	مطبعہ مصطفیٰ محمد ۔ مصر
۵۶	علامہ عبدالرحمن بن محمد بن خلدون	مقدمہ ابن خلدون	موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت
۵۷	شیخ محمد اکرم	آب کوثر	ادارہ ثقافت اسلامیہ ۔ لاہور
۵۸	السید شہاب الدین النجفی المرعشی	کشف الظنون	منشورات مکتبۃ المثنی ۔ بغداد
۵۹	ملا علی قاری حنفی	شرح فقہ اکبر	مطبع مجتبائی دہلی
۶۰	امام احمد بن حنبلؒ	مسند احمد	المکتبۃ الاسلامی ۔ بیروت
۶۱	امام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی	السنن الکبری	دار صادر ۔ بیروت
۶۲	ابوعبداللہ محمد الحکیم الترمذی	نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول	المکتبۃ العلمیۃ بالمدینۃ المنورۃ
۶۳	شیخ الاسلام جلال الدین سیوطی	الاتقان فی علوم القرآن	سہیل اکیڈمی ۔ لاہور
۶۴	دکتور رؤف شلبی	جواہر العرفان	دارالطباعۃ المحمدیۃ ۔ مصر
۶۵	دکتور محمد حسین الذہبی	التفسیر والمفسرون	دارالکتاب الحدیثۃ ۔ مصر
۶۶	الحافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی	فتح الباری شرح البخاری	المطبعۃ السلفیۃ ۔ قاہرہ
۶۷	ابوالقاسم رفیق دلاوری	ائمہ تلبیس	مکتبہ تعمیر انسانیت ۔ لاہور
۶۸	مرزا غلام احمد	براہین احمدیہ	قادیان
۶۹	ابن اثیرؒ	تاریخ الکامل	دارالکتاب العربیہ ۔ بیروت
۷۰	الحافظ ابن قیمؒ	زاد المعاد	مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی ۔ مصر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مصنف	کتاب	مطبع
۷۱	الحافظ ابن کثیرؒ المتوفی ۷۷۴ھ	البدایۃ والنہایۃ	مکتبۃ المعارف۔ بیروت
۷۲	ابوجعفر محمد بن جریر الطبری	تاریخ الطبری	دارالقلم۔ بیروت
۷۳	قاضی ابویوسفؒ	کتاب الخراج	المطبعۃ السلفیہ۔ القاہرہ
۷۴	احمد عبدالرحمٰنؒ البنا ساعاتی	الفتح الربانی	دارالحدیث۔ القاہرہ
۷۵	علامہ محمد اقبالؒ	بالِ جبریل	شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ لاہور
۷۶	ابوتمام حبیبؒ بن اوس الطائی	دیوانِ الحماسہ	مکتبہ نعمانیہ۔ لاہور
۷۷	مولانا حالیؒ	مسدس حالی	تاج کمپنی۔ لاہور
۷۸	امام راغبؒ اصفہانی	مفردات القرآن	اہلحدیث اکیڈمی۔ لاہور
۷۹		نورِ توحید	
۸۰	ابویحییٰ امام خان نوشہروی	ہندوستان میں اہلحدیث کی خدمات	مکتبہ نذیریہ۔ چیچہ وطنی
۸۱	محمد بن علی بن محمد الشوکانی	نیل الاوطار	مصطفی البابی الحلبی۔ مصر
۸۲	محمد قاسم فرشتہ	تاریخ فرشتہ	شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ لاہور
۸۳	الحافظ ابوعبداللہ الحاکم نیشاپوری	المستدرک	مکتب المطبوعات الاسلامیہ۔ بیروت
۸۴	امام صالح بن محمد العمری الفلانی	ایقاظ ہمم اولی الابصار	دار نشر الکتب الاسلامیہ۔ گوجرانوالہ
۸۵	امام عبدالوہاب بن احمد بن علی الشعرانی	میزان الکبری	مطبعہ مصطفی البابی الحلبی۔ مصر
۸۶	علامہ برہان الدین المرغینانی	الہدایۃ	نعمانی کتب خانہ۔ لاہور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

دار الدعوة السلفية
شیش محل روڈ لاہور پاکستان